

خاکِ کریم

اسرارِ خاکِ شفا پر عشر و مجالس



سلطان العلماء
علامہ غصنفیر عباس ہاشمی تونسوی



نام کتاب	:	خاک کر بلا
مقرر	:	علامہ غصفر عباس ہاشمی تونسوی
مرتب	:	فرقان حیدر حیدری
ناشر	:	ون ٹین بکس
کمپوزنگ	:	عمران شیخ
مطبع	:	تنویر رضا
پروف ریڈنگ	:	میر حسین حیدر تگم
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	۲۵۰ روپے
سال اشاعت	:	مئی، 2012
پیشکش	:	منور حسین (سلطان العلماء اکیڈمی)



www.sultanulollama.com

Sultan ul Ullama Academy
Add: Satellite Town, Bahawalpur.
Ph: 0092 306 5127214
e-mail: info@sultanulollama.com



www.onetenbooks.com

One Ten Books
Add: Flat # B-8, 4th Floor, All Centre,
Block 13-C, Gulshan e Iqbal,
Karachi - Pakistan.
Ph: 0092 21 - 34819283, 84
Fax: 0092 21 - 34821053
e-mail: info@onetenbooks.com



انتساب

”آلہ“ کی تفسیر کے نام

”ہل من“ کی تاویل کے نام

اُن عاشقوں کے نام

جن کے خون کی خوشبو سے خاکِ کربلا مہکتی ہے



جب خاکِ کربلا اٹھاؤ تو پڑھو

﴿امام صادق﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هَذِهِ الطَّيْنَةِ وَبِحَقِّ
اَلْمَلِکِ لَدِیْ اَخَذَهَا وَبِحَقِّ النَّبِیِّ الَّذِیْ
تَنَزَّاهَا وَبِحَقِّ الْوَصِیِّ الَّذِیْ حَلَّ فِیْهَا صَلَّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَیْتِهِ وَاجْعَلْ لِّیْ فِیْهَا شِفَاءً
مِّنْ کُلِّ دَاءٍ وَّامْنًا مِّنْ کُلِّ خَوْفٍ



۱۔ عرض ناشر-----فرقان حیدری-----12
۳۔ میں کرب و بلا ہوں-----میر حسین حیدر تقی-----16
۴۔ پیش لفظ-----علی رضا الساقی-----22

پہلی مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 28﴾.....

- <http://fb.com/ranajabirabbas>



۸۔ کر بلا ہے خاک لیکن نور ساز۔

۹۔ علامہ جعفر شستری کا خراج تحسین

دوسری مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 43﴾.....

۱۔ سورہ آraf میں حکم خدا۔

۲۔ مٹی کھانا حرام ہے۔

۳۔ جو مٹی کھانے کے بعد توبہ نہ کرے۔۔۔

۴۔ مٹی کھانا حرام! کیوں؟

۵۔ خاک کر بلا کھانا حرام کیوں نہیں؟

۶۔ حضرت آدم کا خطبہ۔

۷۔ جبریل کے پروں پر کلمہ۔

۸۔ کہنے کو خاک ہے، لکھنے کو تربت۔

۹۔ حسین کے قتل ہونے سے تکبیر قتل ہو گئی۔

۱۰۔ حسین کی تربت میں شفاء کیوں؟

۱۱۔ حسین چھپا ہوا ہے خاک کر بلا میں۔

۱۲۔ اللہ نے زمین کعبہ سے ۲۴ ہزار سال زمین کر بلا بنائی۔



۱۳۔ جتنے ذرے خاکِ کربلا کے ہیں اتنی اُس میں امامتیں چھپی ہیں۔

تیسری مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 59﴾.....

۱۔ زمین اور آسمان کی فضیلت۔

۲۔ کیا بلندی پہ رہنا فضیلت ہے؟

۳۔ رسول کی نعلین سے مَس ہو چکی خاک۔

۴۔ امام کا زمین پہ چلنا ہر حال پر ضروری ہے۔

۵۔ امام کی جوتی کے صدقے زمین رزق اُگاتی ہے۔

۶۔ علامہ ابوالحسن راضی کا خراج تحسین۔

۷۔ جسکا کائنات طواف کرتی ہے وہ حسین کی ضریح کا طواف کرتا ہے۔

۸۔ سات آسمانوں کے فرشتوں کا حال۔

۹۔ اللہ کی ذات میں گھل مل گئے ہیں۔

چوتھی مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 75﴾.....

۱۔ زمین کربلا عیسیٰ کی جاء پناہ ہے۔



- ۲۔ پوری کائنات میں پناہ حسین دیتا ہے۔
- ۳۔ اللہ نے خلق کر بلا کے موقع پر اپنے امینوں کو شریک نہیں کیا۔
- ۴۔ جسکا جیسا ظرف اُس کی ویسی تخلیق (امام علی)۔
- ۵۔ خاک کربلا مرسلین کی پناہ گاہ ہے۔
- ۶۔ خاک شفاء صرف ایک نام ہے اسکا۔
- ۷۔ خاک کربلا کے کم از کم ایک لاکھ ۲۴ ہزار نام ہیں۔
- ۸۔ خط حاجت کو تراب سے مَس کرنا۔
- ۹۔ حسین نفس مطمئن ہیں۔
- ۱۰۔ جو حسین کا زائر ہے وہ اللہ کا زائر ہے۔
- ۱۱۔ پوری کربلا ہی خاک شفاء ہے۔

پانچویں مجلس

..... ﴿صفحہ نمبر 92﴾

- ۱۔ سورہ زلزلہ میں زمین کربلا کا ذکر۔
- ۲۔ ”باقی رہیگا تو تیرا رب کا ذوالجلال چہرہ“۔
- ۳۔ خاک کربلا کی حقیقت نورانیہ اک راز ہے۔
- ۴۔ خدا کا عکس اور آئینے کی حقیقت۔



۵۔ حوروں کا تحفہ، خاکِ کربلا کا ایک ذرہ۔

۶۔ عزادار کی طینت اور خاکِ کربلا۔

۷۔ خاکِ کربلا کا اثر کھودینا۔

۸۔ خاکِ کربلا اٹھانے کا طریقہ۔

۹۔ حسین اللہ کا خون ہیں۔

۱۰۔ اشکِ زینب اور خاکِ کربلا۔

چھٹی مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 104﴾.....

۱۔ عمل کی تعریف عمل کے بعد کی جاتی ہے۔

۲۔ جسکے ہاتھ میں تربتِ کربلا کی تسبیح ہو۔

۳۔ صحیح حسینی جنت ساز ہوتے ہیں۔

۴۔ خاکِ کربلا ہر مخلوق کے لئے شفاء ہے۔

۵۔ موسیٰ کا واقعہ اور خاکِ کربلا۔

۶۔ زائر کی کشتی پانی میں نہیں جنت میں اُلٹے گی۔

۷۔ اس خاک کے ذریعے سے رزق تقسیم ہوتا ہے۔

۸۔ بارگاہِ حسین میں غنفر کا خراج تحسین۔



۹۔ امام زمانہ کی گواہی۔

۱۰۔ یہ سب کچھ عزاداروں کے لئے۔

ساتویں مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 118﴾.....

- ۱۔ تیمم کا حکم قرآن میں۔
- ۲۔ پاک مٹی کسے کہا جاتا ہے؟
- ۳۔ تراب ہر عناصر سے زیادہ امین ہے۔
- ۴۔ جو حسینؑ پہ خرچ کرے۔۔۔۔
- ۵۔ خاک کربلا مبارک خاک ہے۔
- ۶۔ شیعہ اور خاکِ شفا کا رابطہ۔
- ۷۔ ولایت دل میں رہتی ہے۔
- ۸۔ حسینؑ سے بلا فصل ہونے کے لئے خاک کربلا کی ضرورت ہے۔
- ۹۔ گنہگار کی قبر میں خاک کربلا۔

آٹھویں مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 133﴾.....



- ۱۔ سورہ بلند میں خاکِ کربلا۔
- ۲۔ روزِ عاشور فقیرِہ والا دن ہے۔
- ۳۔ جسکے کپڑوں پر تراب لگی ہوتی ہے۔۔۔۔
- ۴۔ علامہ اسد حیدر ہاشمی کی خاکِ کربلا پہ نظر۔
- ۵۔ یہ خاک تقدیر سے زیادہ کارگر ہے۔
- ۶۔ کوثر سے کہیں زیادہ پاکیزہ ہے یہ خاک۔
- ۷۔ ”اے زمینِ کربلا تجھے مبارک ہو، پھر سے مبارک ہو“۔
- ۸۔ اسکے ایک ذرے میں لاکھوں سورج ہیں۔
- ۹۔ اک عالم کی صدایا حسین، یا حسین، یا حسین۔
- ۱۰۔ ”میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں“۔
- ۱۱۔ کلامِ جوش۔

نویں مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 151﴾.....

- ۱۔ ہم نے مومنین کے لئے شفاء کو نازل کیا۔
- ۲۔ شفاء کہاں کہاں ہے؟
- ۳۔ کائناتِ مل کر بھی خاکِ کربلا کا ایک ذرہ نہیں بن سکتی۔



۴۔ لفظ ”واہ“ اور ”آہ“ کی حقیقت ۔

۵۔ علی کے قدم خاکِ کربلا پہ ۔

۶۔ خاکِ کربلا اور عاشقوں کا خون ۔

۷۔ میں شہِ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں ۔

۸۔ حسین اک پہلی ہے ۔

دسویں مجلس

.....﴿صفحہ نمبر 165﴾.....

۱۔ آخری پارے کی پہلی سورت اور آخری آیت، آخری مجلس میں ۔

۲۔ تراب سے آنکھیں بلند کرنا کفر کرنا ہے ۔

۳۔ حسین کے لشکریوں کا خمیر کربلا سے اُٹھا تھا ۔

۴۔ حسینیوں کا مقابلہ سلمان نہیں کر سکتا ۔

۵۔ کربلا کی کھیتی کو پانی عباس دیتا ہے ۔

۶۔ خاکِ کربلا کی تسبیح کے ۳۳ دانے کیوں؟

۷۔ حسین کے استغاثے پہ لبیک کہنے والا ۔۔۔۔

۸۔ تحفہ بہتر لوٹا دو ۔

۹۔ حسین نے اللہ کو تحفے میں اسکی توحید دے دی ۔



فرقان حیدری

عرض ناشر

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ☆ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اتنی حمد ہے اُس صاحبِ حمد کی جتنی اس خاک کے ذرے ہیں،

دروہ ہے اُن اربابِ العالمین پر کہ جن پر خلاقِ اکبر بھی درود پڑھتا ہے،

الف احسان ہے اُس ذاتِ قدسی صفات کا کہ جس نے حقیر کو اس قابل بنایا کہ وہ اپنے

برسوں پرانے خوابوں کو شکلِ حقیقی دے پایا۔ آج کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اپنے قلم کو حکم دے رہا

ہے کہ وہ میری روح کا حال اس مثلِ بحر کا غد پہ مجھ سے پوچھے بغیر ہی لکھ ڈالے، بے شک میں

اپنے قلم کا رب ہوں، مگر آج الفاظ کی قلت اور احساس کی شدت کا وہ عالم ہے کہ بس خدا ہی جانتا

ہے۔

مجھے اُس ہستی کے تعارف میں چند سطریں لکھنے کو کہا گیا ہے جسکی ہیبت سے علم کے دفاتر

سمٹ جایا کرتے ہیں۔ وہ ہستی کہ جس کے فقط نام سے ہی اہل کے خون میں اُبال اجاتا ہے اور نا

اہل کے ماتھے پہ داستانِ اجداد تحریر ہو جاتی ہے، وہ نام جو کافی ہے، نا صرف علماء وقت کیلئے بلکہ

علم کیلئے بھی، وہ گفتار جسے اگر صاحبِ زبان سنے تو ابولفصاحت کا خطاب دینے پر مجبور ہو جائے۔



کون ہے اس روح زمین پر جو علی کی دی ہوئی خیراتِ علم کو قالمبند کر سکے۔ کس قلم کی یہ
بساط ہے کہ وہ اُس بھیک کا حصار کر کے تحریر کرے جو درگن فیکون سے ملی ہو،؟
نہیں حضور! قطعاً بھی نہیں! جس علی کی بھیک میں دی ہوئی انگوٹھی آیت بن جائے اُس
علی کے بھیک میں دیئے ہوئے غنفر کا تعارف کرنا کم از کم ہمارے بس کا تو روگ نہیں!
”غنفر“ علم کا وہ خاموش سمندر، جسکے سینے میں حقائق کے جوہر آج بھی ٹھنڈی سانسیں
لے رہے ہیں اس امید میں کہ کوئی تو ہوگا جو ہمیں سُن سکے گا۔

اے کاش یہ زمانہ وقت کو اس گوہرِ نایاب کو پہچان جاتا مگر افسوس غیر تو غیر تھے اپنوں
نے ہی بہتان کی وہ برسات کی کہ جو اسرا غنفر کی زبان سے عطائے ذوالجلال بن کر ظاہر ہوئے
تھے، وہ بحرِ عقائد میں ہی ضم ہو کر رہ گئے۔

لاکھ احسان ہے اُس پیکرِ احدیت کا جس نے حقیر کو اس قابل بنایا کہ وہ ان اسرار کو سنبھال سکے اور
وقت آنے پر نگاہِ عام میں لاسکے۔ ان اسرار کے سمندر میں چند جواہر کے نام ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ طریق العرفان

۲۔ حقیقت محمدیہ

۳۔ بسم اللہ

۴۔ بیت اللہ

۵۔ امام الکلام

۶۔ توحید



۷۔ تیج

۸۔ رب غیرت

۹۔ اُم المصائب

۱۰۔ ابواب الحوائج

۱۱۔ حروف مقطعات

۱۲۔ خدا کا سایہ

۱۳۔ شجر طیبہ

۱۴۔ ردِ خالصیت

۱۵۔ مفہومِ رضا

جو کتاب آج آپ کے ہاتھوں میں ہے یا شاید کبھی ہوگی، یہ بھی اس بحرِ اسرار کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے جو سلطان العلماء نے 2011 میں لاہور کے امام بارگاہِ قصرِ بتوں میں، جناب ظہیر زیدی کے زیرِ اہتمام عیاں کیا تھا۔

اور کیا عیاں کیا تھا! الامان اور الحفیظ!

صدیوں سے مخلوق سرزدھنتی تھی، علم ہاتھ کاٹا ہوا، بال نوچتا ہوا انگریز گھومتا تھا، ایک سوال کے ساتھ۔ آخر یہ خاک کربلا ہے کیا؟ اس گمراہ ارض کی سب سے مقدس خاک یا پھر اس گمراہ ارض کا حصہ ہی نہیں؟ آخر راز کیا ہے جو اس خاک کو مکہ، مدینہ، نجف ان تمام مقامات سے بے حد خاص بنا دیتا ہے! جواب شاید زہورِ قائم سے پہلے نہ ملے لیکن علم کی تاریخ میں پہلی بار ایک بنیاد



بنائی گئی جس سے ذہن کے تصور کدے میں ایک تصویر بن جائے۔

”خاک کر بلا“ جہکار از صرف قیامت کے روز کھلے گا، جسے قرآن نے ”نباء عظیم“

کا لقب دیا۔

میں اپنے پہ واجب سمجھتا ہوں کہ حاسدوں کے شکوک سے دین کو پاک کروں، چونکہ جو سامنے آیا وہی ہمیشہ بہتان کی زد میں آیا، لہذا دشمنوں کی دھمکیاں اور اپنوں کی معصومانہ ملامت کو نظر انداز کر کے یہ کتاب مرتب کر رہا ہوں، جس میں اسرار الہیہ کی ایک چھوٹی سی جھلک ہے۔ اگر سمندر صدف کو اور صدف گوہر کو اگل دے اور سورج اندھیروں اور تاریکیوں کو ہڑپ کر جائے تو آنکھوں والوں پہ پھر حُجّت تمام ہے۔ پھر اللہ کو اس کی پرواہ نہیں وہ ایمان لے آئے یا کفر کر دے۔

۹ مئی ۲۰۲۱

فرقان حیدری

جی۔ ایم۔ (دن ٹین گروپ)





میر حسین حیدر تکلم

میں کرب و بلا ہوں

کب بھلا سب کو میسر ہے مصلیٰ میرا
نام شبیرؑ نے رکھا ہے مصلیٰ میرا

دستِ قدرت کی تراشی ہوئی تصویر ہوں میں
قسمتِ حرّ کی قسم کا تب تقدیر ہوں میں
خود پہ مغرور ہوں عباسؑ کی جاگیر ہوں میں
مرکزِ نور ہوں والشمس کی تفسیر ہوں میں

ہو نہیں سکتا میرے نور کا ہم سر سورج
میری آغوش میں اترے ہیں بہتر سورج



بار نبیوں کی امانت کا اٹھایا میں نے
 اپنے زڑوں کو ستاروں سے بڑھایا میں نے
 ایسے دربار شہادت کا سجایا میں نے
 فرش پر عرش نشینوں کو بلایا میں نے
 بے اجازت نہ یہاں سے کوئی رہبر گزرا
 ہر نبی خمس لہو کا مجھے دے کر گزرا
 مجھ کو ذہنوں کے مریضوں کی دوا آتی ہے
 میرے زروں سے انا الحق کی صدا آتی ہے
 سجدہ کرنے میری چوکھٹ پہ نضا آتی ہے
 بس میری خاک سے خوشبو وفا آتی ہے
 جب سے عباس کے پرچم کو اٹھا رکھا ہے
 آسمانوں نے مجھے سر پہ بٹھا رکھا ہے
 ابوطالب کے اجالے ہیں میری گودی میں
 فاطمہ زہرا کے پالے ہیں میری گودی میں
 مستند رب کے حوالے ہیں میری گودی میں
 دین کو پالنے والے ہیں میری گودی میں
 سارے عالم کے لئے جاءِ اماں کہتی ہے
 ارے مکے کی زمیں بھی مجھے ماں کہتی ہے



قبر میں جب بھی اُترتی ہے کسی کی میت
حکمِ معبود سے ہوتا ہے فشارِ تربت
میرے مالک نے مجھے بخشی ہے ایسی قوت
میں کفن میں جو رہوں خاکِ شفا کی صورت
نخیتوں سے اسے تربت کی چھڑا لیتی ہوں
میں عزار کو جلنے سے بچا لیتی ہوں
پوچھ لو عالمِ امکان سے فضیلت میری
منقبتِ خوان ہے اللہ کی جنت میری
ملتی جلتی ہوئی آیات سے صورت میری
انبیاء آتے ہیں کرنے کو زیارت میری
ظلمتوں کی یہاں برسات نہیں ہو سکتی
میں وہ بستی ہوں جہاں رات نہیں ہو سکتی
طور پر موتی نے بس ایک جھلک دیکھی تھی
ہے مجسم یہاں موجود حسینؑ ابنِ علیؑ
میری مٹی کو بھلا طور سے نسبت کیسی
باتیں کرنے وہاں اللہ سے جاتے تھے نئی
میری سرحد میں یہ قانون بدل جاتا ہے
یہاں شبیرؑ سے ملنے کو خدا آتا ہے



میں نے عباس کے قدموں سے وفا لیں لیں
اپنے قبضے میں زمانے کی ہوائیں لیں
رحمتوں نے میری بڑھ بڑھ کے بلائیں لیں
میری مٹی نے جو زہرہ کی دعائیں لیں

رات دن معجزے اس واسطے ہوتے ہیں یہاں
شب عاشور کے جاگے ہوئے سوتے ہیں یہاں
میری معراج کی تاریخ ہے اکٹھ ہجری
وہ جو صدیوں سے تھی بے چینی میری ختم ہوئی
میری تقدیر نے حرا کی طرح کروٹ بدلی
میں نے مانگی تھی جو دولت مجھے شبیر نے دی

اب میری خاک کسی تاج کی محتاج نہیں
شہ کی نعلین سے بڑھ کر تو کوئی تاج نہیں
دشمن آل پیہر کو نہ چھوڑا میں نے
کاسہ بیعت کفار کو توڑا میں نے
بے ضمیروں کے ضمیروں کو جھنجھوڑا میں نے
پانی پتھر کی بھی آنکھوں سے نچوڑا میں نے

یوں ہے جاری میرا فیضان کئی صدیوں سے
چشتین ہیں میرے مہمان کئی صدیوں سے



دور بدلے ہیں مگر میرا نہ بدلہ نقشہ
 جیسے قرآن میں کوئی ردو بدل کر نہ سکا
 ہے جو سرحد پہ میری خُرج جرتی کا روضہ
 اُس کے روضے سے مسلسل یہی آتی ہے صدا
 لشکرِ ظلم کو فتنے نہ اُٹھانے دوں گا
 شہدے کا دربان ہوں غیروں کو نہ جانے دوں گا
 نام تاریخ سے ہرگز نہ مٹے گا میرا
 مرتبہ حشر میں دنیا پہ کھلے گا میرا
 حق جہاں ہے وہاں قانون چلے گا میرا
 تا ابدِ خلد پہ احسان رہے گا میرا
 مدّٰع اپنا بتانے کہاں جاتی جنت
 میں نہ ہوتی تو سمجھ میں کہاں آتی جنت
 میرے ذروں سے ملاتا نہیں سورج بھی نظر
 خود سروں نے بھی جھکائے میری دہلیز پہ سر
 دو جہاں آئیں جہاں وہ ہے جہاں میرا نگر
 ایک شہیر کے سجدے نے دیا اتنا اثر
 ہفت افلاک ہے موجود غلامی کے لئے
 کعبہ چل کر یہاں آتا ہے سلامی کے لئے



ابنِ زہراً نے تگم میرے بدلے حالات
ہے میری راہ سے لپٹی ہوئی اب راہِ نجات
تختِ بلقیس بنی ہے میرے زروں کی زکات
ایک پیاسے نے پلایا ہے مجھے آبِ حیات
میری وادی پہ قیامت نہ گرائے گا خدا
جیسی ہوں حشر میں ویسا ہی اٹھائے گا خدا





علی رضا الساقی

پیش لفظ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ☆ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سزاوار حمد ہے ذات بیان

اور درود و سلام بے پایاں اسکے معافی کے لیے

خاک کر بلا وہ خاک معنی ہے جو ملائکہ کی ضیافت عبادت کرتی ہے، اس خاک کے جواہر ریزے آدم سے عیسیٰ تک حج اللہ کے عزاء حسین علیہ السلام میں عبادت پر سہ داری کے شاہد ہیں اور یہ شہادت ان جواہر کی کنہ جو ہریت نہیں بلکہ ان کی کنہ جو ہریت ظل سید الشہداء ہے کہ عرش اللہ پر جن کا نام مرقوم ہے۔

اللہ العالمین نے شفاء کو اس خاک میں قرار دیا ہے، درحقیقت اس خاک کو اپنا اسم قرار دیا ہے کہ شفاء، عوالم کے درد ہائے ظاہری و باطنی کی دوا ہے جیسا کہ دعاء میں آیا ہے کہ ”یا من اسمہ دواء و ذکرہ شفاء“ پس خدا نے شفاء کو جو کہ اسی کا اسم و ذکر ہے اس خاک میں قرار دیا ہے۔

لفظ ”اسم“ کا لغوی مطلب علامت ہے جناب امیر المؤمنین فرماتے ہیں ”الاسم ما



أَبَا عَنْ الْمَسْمُومِ“، یعنی جو مسمیٰ کو کشف کرے، اس کی حکایت بیان کرے، اس کی علامت ہو تو خاک کر بلاء اللہ کے اسم شفاء کا مسمیٰ ہے، اُس کی اس صفت کی حکایت جوہر یہ ہے، اس کی تکوینی علامت ہے اور اپنی جوہریت میں یہ اسم الاسم نہیں یعنی اسم لفظی نہیں کیونکہ ذوات خارجیہ میں اسم لفظی کی دلالت اعتباری ہے بلکہ یہ خاک اسم تکوینی کا مظہر ہے جس کی دلالت اعتباری نہیں اعیانی ہے یعنی خاک کر بلاء اسم الاسم شفاء کے اسم تکوینی فعلی کا کلی مظہر ہے اور خلقت کعبہ سے چوبیس ہزار برس پہلے اس کا وجود اس بات پر بین دلیل ہے۔

بنابریں خاک کر بلاء اسماء و صفات الہی کی مظہر ہے کیونکہ خدا کے تمام اسماء باطن میں شفاء ہی کے حامل ہیں اور ہر اسم کسی درو و طلب سے مخصوص ہے جبکہ تربت سید الشہداء کا درد محدود و منحصر نہیں پس اسم اعظم و غیر اسماء اعظم کا مشتق یہی خاک ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ خاک ہر درد کی دوا ہے، شفاء ہے یہ خاک اس اسم کی حقیقت ہے جو ”مغالیق ابواب السماء“ کی ”مفتاح افتتاح“ ہے، جو ”مضائق ابواب الارض“ کی مفتاح ہے جو ہر عسر کی مفتاح یسر ہے، ہر جہل کی دوا علم ہے، ہر فقر کی غناء دار ہے، ہر تنگی کی وسعت گیر ہے ہر شک کی دوا یقین ہے ہر ذلت کی درمان عزت ہے مگر شرط و شروط کے ساتھ اور ان شروط پر پورا اترنے کے لیے معصوم کی تعلیم کردہ دعا بھی سلطان العلماء نے اس عشرے میں بیان فرمائی ہے۔

اور کیوں نہ ہو یہ خاک ان عظمتوں کی حامل کہ ابا عبد اللہ الحسینؑ نے اس خاک پر لا الہ کا انتساب لکھا ہے یہ خاک نوا میں الوہیت کی پاسدار ہے عالم ربانی آیت اللہ وحید الخراسانی فرماتے ہیں کہ ”خاک کر بلا سے متعلق معصومین کے ان فرامین کی حقیقت کے اسرار کو کوئی نبی و مرسل ہی پاسکے تو پائے کہ اس خاک میں عظمت و جلال کا راز اور کبریائی و عبودیت کی رمز ہے“



جب اذہان بشریہ میں موجود بلا روح دلالت مصطلحات کا منبع ہو جائے تو اوامرو تکالیف اصولیہ میں عمیانی تقلید محض اس کا لازمی نتیجہ قرار پاتی ہے جو انفرادی حق عبودیت کے انفصال پر منتج ہوتی ہے اگر وصولی اصل کے لیے حاصل کیے جانے والے علوم ہی حائل ہو جائیں تو ماہرین علم الاصول اعتبار بصارت سے محروم ہو جاتے ہیں اور مصطلحات کی تائید ناک لائٹھی حجت الی الحق، من الحق، بمن الحق کی بجائے حجت علی الحق کی ضلالت کی طرف لے کر چلتی ہے جیسا کہ آیت اللہ کمال الحیدری ایک محاضرہ میں فرماتے ہیں کہ ”علوم دین سے متعلقہ علوم فلسفہ و منطق و تفسیر و حدیث و رجال و غیرہم اس لیے پڑھائے جاتے ہیں کہ طالب علم ان علوم میں تخصص حاصل کرے اور اس کے ذریعے دنیا کے علم میں دین کی خدمت کرے نہ کہ اس لیے کہ ان کے ذریعے دین پر حجت قائم کرے“ کیونکہ کل کے بنے ہوئے اصولوں کی بنیاد پر ایستادہ علوم سے ازلی حقیقتوں کو نہیں سمجھا جاسکتا ایسی صورت میں اخبار حق کو قیل و قال سے محو کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اہل جہل خود کو غلبہ جہل کے لیے صالح کرنے لگتے ہیں، مبلغ معلومات کے دائرے سے باہر ہر چیز کا انکار ہوتا ہے حقیقت علم کہ نکتہ سے انکاری ماہرین کے یہاں کثیر معلومات منقولیہ رواج پکڑنے لگتی ہیں ایسے میں جب ساکن خفاء و تکلیف حق اپنے اختفاء کے سبب اہل جہل کے لیے خفت کا باعث ہو کر باطل سے موسوم ہونے لگے اور خفت و خیز باطل کثرت رواج کے جواز پر حق سے موسوم ہونے لگے تو ایسے میں سلطان العلماء علامہ غفر عباس ہاشمی صاحب کا وجود نعمت مولاً ہے جو ”واما بنعمت ربک فحدث“ کا مصداق ہیں، جو وحید و فرید العصر ہیں۔

اور یہ تو مولائے ”کل قوم ہاد“ کا تلوینی نظام ہے کہ ”فوق کل ذی علم علیم“ رب جلالت ایسی صورت احوال میں کسی جبل صفت ضبط کے سینے سے قہری طور پر عریاں دالتوں



کی ٹکریں مارتی ہوئی ندیاں بہا دیتا ہے اور یہی سلطان العلماء کا خاصہ ہے کہ وہ بازارِ اصطلاح فروشاں میں اپنے مقام پر واحد ہستی ہیں جو اہل مودت میں زرِ بفتنی علم کے معرفت ریزے تقسیم کر رہے ہیں۔

سلطان العلماء مدظلہ العالی کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں کہ مملکتِ خدا داد اور تمام بلادِ مجاورہ میں بقدرِ قابلیت خود ولایت علی علیہ السلام میں مجاورتِ خاک کر بلاء اختیار کرنے والے مومنین کے منور قلوب کو نورِ مودت کے ہالے میں رزق و وسعت دینے کے لیے ربِ جلالت نے سلطان العلماء کو وسیلہ قرار دیا ہے، یوم تری المؤمنین و المؤمنات یسعی نورہم بین ایدیہم و بأیمانہم بشرکم الیوم جنت تجری من تحتہا الأنہار خالدین فیہا ذلک ہو الفوز العظیم، وہ زمان کی طرح برپا ہیں اور ہمیشہ پکار ہیں گے یہ سخن آرائی نہیں، باعثِ تعجب نہیں کہ غنفرِ طبیعت، علم ریز، حمہ عرفان رکھنے والی جبین مودت کو اس امام کے خیمے کا ظل میسر آ جائے کہ ”زمانے جس کے خیموں کی طنابوں سے لپٹ کر سانس لیتے ہوں“ اس کے علم بکف مودت ریزوں کا زمانے کی طرح برپا ہونا اس کا خاصہ نہیں، اس کا لازمہ ہے۔

خصوصیت کے ساتھ اس کا ایک اور سبب ہے اور وہ یہ کہ اگرچہ اس ویلیز پر جھکنے والی ہر جبین اپنی طلب میں طلب سے کہیں زیادہ مالا مال ہوتی ہے اور کلام و تخلیق کا رزق پاتی ہے، وجدان و زیست کا رزق پاتی ہے مگر خصوصی طور پر یہ صفت اس کو کیوں نہ حاصل ہو جس کا نطق ”وما ینطق“ سے صدور کرنے والے کلمات میں غواصی کرتا ہو اور اس کے نطق سے زیادہ سے زیادہ کلام ”وما ینطق“ کے پرتو مودت سے صدور کرتا ہو۔

سلطان العلماء علماء و خطباء میں ایسی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں کہ آپ ہی اپنی مثال



ہیں کوئی فقہ کے حجاب میں ہے تو کوئی منقولات کے، کوئی ادب کے حجاب میں ہے تو کوئی معقولات کے، یہ تمام حجاب سلطنت عقیدہ میں محرم ایوانِ صفت تو ہو سکتے ہیں مگر محرمِ حریم ذات نہیں، عرفانِ صفت عرفانِ متصف تو دے سکتا ہے مگر عقیدہ عرفانِ موصوف کا عقدہ کشا ہے اور یہ حجابات ایسے ہی احسن ذوق کے حامل مومن سامعین کی تالیفِ عقیدہ کا سبب تو ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی بجائے خود ایک خدمت ہے۔ مگر سلطان العلماء کے بیک وقت ان تمام علمی اسالیب کے ساتھ ساتھ آپ کا خاصہ خالصتاً عقائد و معارفِ اہل البیت ہے جو کہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

ممبر سے عقائد حقہ کے علمی دفاع کے ساتھ ساتھ، معصومین کے خطبات سے لے کر توحید، عرفان، ابواب الحوائج، علم الحروف، اور ان جیسے ہزاروں موضوعات جو پہلی مرتبہ نمبر سے بیان کیے گئے اور اس طرح بیان کیئے گئے کہ جیسے اس سے بڑھ کر بیان ہو نہیں سکتے، ان تمام موضوعات پر عشروں کے عشروں کی صورت میں آپ کے ہائے ہوئے لا تعداد معارف ریزے آنے والی نسلوں تک کے لیے محفوظ ہو رہے ہیں جنہیں صوتی صورت سے کتابی صورت میں یکے بعد دیگرے لانے کی عظیم خدمت جناب فرقانِ حیدری صاحب سرانجام دینے کے لیے قدم بڑھا رہے ہیں۔

”سر خاک کر بلاء“ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو سلطان العلماء کے عبادتِ ذکر کے موضوعات میں سے ایک عشرے کا موضوع ہے جس میں آپ نے خاک کر بلاء کے ان اسرار کو اس انداز میں بیان کیا ہے جس میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاکمِ سلطنتِ قلب کی جانب سے جبینِ عبودیت کے لیے امر صادر ہوتا ہے کہ عبودیت، اپنی کنہ، ربوبیت کے حضور اس خاک پر سجدہ ریز و سرنگوں ہو کر مقصدیتِ تخلیق میں سرفراز ہو جائے رب علیم و قدیر سے دعا ہے کہ



وہ حیدری صاحب کے لیے یہ خدمات آخرہ واولی کے لیے مبارک و باعث برکت قرار دے۔

احقر العباد علی رضا السائقی

۱۲-۰۳-۱۹



jabir.abbas@yahoo.com



پہلی مجلس

☆ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ☆
سورۃٴ مرسلات سے ایک آیت تلاوت کرنے لگا ہوں۔ جہاں جہاں آپ حضرات
تشریف رکھتے ہیں، بولا ہوا ہر لفظ صحیفہٴ دل پر لکھنے گا۔ بات سمجھ آجائے تو اتنا بولنے کہ میرے
روحانی شفاء کے طالب موجود ہیں۔ ارشاد ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًاۙ اَحْيَاءَ وَاَمْواتًاۙ وَجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
شُمُخًاۙ وَّاسْقَيْنٰكُمْ مَّاءً فُرَاتًاۙ

(سورہٴ مرسلات: 25-27)

کیا ہم نے زمین کو سینے والی نہیں بنایا؟ ☆ کفات: سینے والی
اَحْيَاءَ وَاَمْواتًا جو زندوں کو سینے ہوئے ہے مردوں کو بھی سینے ہوئے ہے
وَجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شُمُخًا اور ہم نے اس میں سر بفلک آخری بلندی تک بلند پہاڑ
قرار دیئے ہیں۔

اگر میں اسی آیت کریمہ کے ایک ایک لفظ کا تعاقب کروں تو پتہ نہیں مجھے کتنے عشرے درکار ہوں
گے۔



یہاں شموخ ہے رفعت نہیں، علو نہیں۔ شموخ اس بلندی کو کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں سوچا تو جاسکے وہاں تک پہنچا نہ جاسکے۔

ہم نے ایک خاص زمین کو سمیٹنے والی بنایا۔ جو زندوں، مردوں دونوں کو سمیٹے ہوئے ہے اور اب جا گنا، اگر آپ یہیں ہیں تو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ کس زمین کی بات ہو رہی ہے!!

فرمایا **وَأَسْقِيْنَكُمْ مَّاءَ فُرَاتٍ** کیا ہم نے تمہیں ماء فرات نہیں پلایا؟!

وَأَسْقِيْنَكُمْ مَّاءَ فُرَاتٍ کیا ماء فرات نہیں پلایا تمہیں۔

تو تلاش کرو وہ زمین کون سی ہے جہاں فرات بہتا ہے!

بس وہ زمین ہے جس نے زندوں کو بھی سمیٹ رکھا ہے اور مردوں کو بھی سمیٹ رکھا ہے۔ کہہ کر بتایا کہ یہ زمین مردوں کے لئے بھی کافی ہے اور زندوں کے لئے بھی کافی ہے۔

نہیں نہیں تھوڑے لوگ میری بات کو پہنچے تھے۔ کفایت اس میں کفایت ہے۔ اس میں کافی ہونا شامل ہے۔ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے ”کافی“

یہ کوئی ایسی زمین ہے جس میں اللہ کا نام سرایت کر گیا ہے۔

اب تو بات کھل گئی ہے۔ زمین کر بلا کی بات ہو رہی ہے، یہ ہے وہ زمین جس نے زندوں کو سمیٹ رکھا ہے، جس نے مردوں کو سمیٹ رکھا ہے۔

ایک چھوٹی سی حدیث پڑھ دوں؟

سرکار صادقؐ سے کسی نے پوچھا: **هل يدخل الجمل الجنة؟** مولاً کیا اونٹ جنت میں جائے گا۔

قال: نعم، ناقة صالح، ومن يموت في كربلا فرما یا جی ہاں! صالحؑ کی اونٹنی جنت میں



جائے گی جواؤٹ کر بلا میں مرے گا وہ بھی جنت میں جائے گا۔

سائل نے سوال کو ذرا مشکل کیا، هل يدخل الحمار الجنة کیا گدھا جنت میں جائے گا؟! قال نعم حمار بلعم ومن يموت في كربلا فرمایا جی ہاں بلعم باعور کا گدھا جنت میں جائے گا اور جو گدھا کر بلا میں مرے گا وہ بھی جنت میں جائے گا۔

نہیں نہیں تمہارے مولانا نے یہ کہا نہ ہوتا۔ یہ حدیث حدیث امام نہ ہو۔ میں شہ رگ نہ کٹاؤں، میرے نطفے میں شک نہ ذرا جاگ کے بلعم باعور کا گدھا جنت جائے اور جو گدھا کر بلا مرے او جس دھرتی کا گدھا جنتی ہو!

جس دھرتی پہ مرا ہوا گدھا۔ یہ ضرب المثل ہے، جا بھی گدھے۔ حقارت سے تحقیر سے، کم عقلی، حماقت کی علامت ہے اور جناب امیر کے فرزند فرما رہے ہیں۔ ومن يموت في كربلا جو گدھا کر بلا مر جائے۔

ابھی کہاں جاؤ گے بات تو آگے ہے!!

سائل نے اور مشکل کیا سوال کہ هل يدخل الكلب الجنة؟ کیا کتا جنت جائے گا؟ اب چونکہ جو سائل تھا دیکھیں حلال سے حرام تک آیا اونٹ حلال تھا، گدھا حرام ہے۔ پھر حرام سے نجس العین پر آیا۔ اب اس کا خیال کہ کتا نجس العین ہے۔ جنت طہارت ہی طہارت ہے۔

بس اس کا کہنا کہ ذوالجلال کے بیٹے کے چہرے پہ جلال آیا۔ قال نعم، کلب اصحاب الکھف و من يموت في كربلا فرمایا: جی ہاں اصحاب کہف کا کتا اور جو کتا کر بلا مرے! اسرار خاک شفاء کا پہلا راز تمہاری جھولی میں ڈالنے لگا ہوں کیوں کہتے جا رہے ہیں میرے امام جو کر بلا مرے!! جو کر بلا مرے جو کر بلا مرے!



صالحؑ نبی ہے اس کی ایک اونٹنی جائے اور کر بلا میں چاہے کروڑوں اونٹ مرجائیں، جنتی۔
 بلعم باعور کا ایک گدھا ہے کر بلا میں لاکھوں مرجائیں، سارے جنتی۔
 اصحاب کہف کا ایک کتا ہے کر بلا میں لاتعداد مرجائیں جنتی ہے۔ نجس العین، جانت رہا ہے!
 راز یہی ہے کر بلا کی خاک کتے کی نجاست کو نور انسانی میں بدل دیتی ہے۔
 نہیں نہیں کئی معترض ہوں گے۔ تم ان سے یہ کہہ دینا۔ کتا نمک کی کان میں گر جائے۔ چند دن
 کے بعد جاؤ گے نہ کتا ملے گا نہ کتے کی ہڈی نہ کتے کے بال نہ کتے کی کھال۔ اب اس کان کا نمک
 عالم بھی چکھے گا جاہل بھی کھائے گا۔ نمک زار نے کتے کا استحالہ کر کے اس کا نمک بنا دیا۔ کہاں
 نمک کی تاثیر کہاں کر بلا کی تاثیر۔
 جیتے رہو جب تک تمہارا جی چاہے۔ میں تم سے راضی تمہارا شہنشاہ تم سے راضی ہو جس شہر کی
 خاک سمجھ میں نہ آئے۔
 حالانکہ دیکھو جس طرح میں نے تھوڑی دیر پہلے کہا گدھا حماقت کی علامت ہے اور ہر کوڑھ مغز کو
 کہتے ہیں، گدھا ہے۔ اسی طرح ”کتا“ نجاست کی علامت۔
 حسینؑ نے استعارے بدل ڈالے۔
 حسینؑ نے تشبیہیں بدل دیں۔
 حسینؑ نے محاورے بدل دیئے۔
 ایک محاورہ ہے دشمن کے منہ میں خاک۔ حسینؑ کہتے ہیں ذرا کر بلا کی خاک پہ آناں!
 حقارت سے کہا جاتا ہے! دشمن کے منہ میں خاک۔ دو بندے لڑ رہے ہوں تو کہا جاتا ہے تیرے
 منہ میں خاک، اور کر بلا کی خاک دشمن کے منہ میں نہیں بلکہ دوست کے منہ میں ہے۔



دس دن میں دس راتیں ہیں۔ اور دس راتوں والے شہنشاہ کی نگری کی خاک کا ذکر ہے۔

والفجر و لیلال عشر فجر کی قسم دس راتوں کی قسم۔

اغیار کو بھی ماننا پڑا ہے تفسیروں میں کہ کر بلا کی دھرتی پہ گزاری ہوئی دس راتوں کی قسم کھا رہا ہے خدا

-

ہاں بہت کچھ اس خاک کے مزاج سمجھ میں آئیں گے۔ جو علماء نے دیکھا وہ بھی بتاؤں گا، جو عرفاء

نے دیکھا وہ بھی بتاؤں گا۔ جو زبان عصمت نے کہا وہ بھی بتاؤں گا۔ جسے مخلوق کی آنکھ نے دیکھا

وہ بھی بتاؤں گا۔ اور جسے عین اللہ نے دیکھا۔

اور جتنی آپ کی طلب ہوگی اتنا ہی بتاؤں گا۔

جیو! سراٹھانا، آج ایک عالم ربانی کی نظر سے دیکھتے ہیں، اس خاک کو، وہ اسے کیا کہتے ہیں اور کیا

سمجھتے ہیں؟

علامہ ابو الفضل تہرانی دو جلدوں میں ان کی کتاب ہے 'شفاء الصدور فی شرح زیارة

العاشر'، زیارت عاشور کی شرح لکھی ہے دو جلدوں میں ظاہر ہے جب زیارت عاشور کی شرح

لکھی ہے تو وہ کر بلا کی خاک کے بغیر مکمل ہی نہیں ہو سکتی۔ وہ فارسی عربی کس ہے کتاب۔ انہوں

نے کہا کہ میری نظر میں کیا ہے۔ یہ خاک جاگنا۔

جو فارسی جانتے ہوں وہ فارسی کا لطف لے لیں اور پھر بعد میں عربی کے چار پانچ اشعار بھی لکھے۔

وہ بھی سناتا ہوں آپ کو۔ اگر تھک نہ گئے ہو تو۔

وہ فرماتے ہیں، میں نے جو اسے دیکھا۔

اللہ کرے گا کہ میرے سامنے سارے خبردار ہوں گے



کیا ہے یہ خاک؟ علامہ ابو الفضل تہرانی کی نظر میں۔ فرمایا

ہم سنگ آب سلسبیل ہم رنگ بال جبرائیل
غیرت آب حیوان نکست بلغ رضوان
کحل دیدہ غلس غالیہ طرہ حوراں
اسی پر میں نے یہ طے کرنا ہے کہ اس عشرے میں آپ کو کتنے اور کون کون سے اسرار
بتائے جاسکتے ہیں۔

فرمایا میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ جو جنت میں سلسبیل کا چشمہ بہتا ہے جو قیمت اس کی ہے
وہ اس خاک کی ہے۔

ہم سنگ آب سلسبیل
یعنی ہم قیمت سلسبیل کے پانی کی قیمت کے برابر۔
یہ علامہ ابو الفضل تہرانی کا نظر ہے میرا متفق ہونا ضروری نہیں۔ میری نظر سے اگر پوچھو
گے تو میں یہ بتاؤں گا۔ ایسی سلسبیل کے کروڑوں چشموں کے برابر کر بلا کی خاک کا ایک ذرہ بھی
نہیں مل سکتا۔

اچھا اچھا عموماً وہاں زیارتوں پہ آپ نے عراق میں بھی سنا ہوگا کتابوں میں بھی یہی
ہے علماء سے پوچھئے گا کہ کر بلا کی جو خاک ہے اسے تربت کر بلا کہتے ہیں کہتے ہیں ناں؟!
تربت طین اس کے معنی بھی مٹی کے ہیں۔ تربت مٹی تراب اور تربت تقریباً
مترادف ہیں۔ بس ایک فرق ہے۔ جس مٹی میں پانی ملا دیا جائے وہ ”طین“ ہے اور جو پانی سے
آلودہ نہ ہو خشک غبار کی مانند ہو وہ ”تراب“ ہے۔



پتہ نہیں میں آبادی میں خطاب کر رہا ہوں یا جنگل میں۔ میرے سامنے سوچ کا مریض ہے یا سارے سارے ماننے والے ہیں۔

جناب آدم طین سے بنے۔

انسی خلق بشر من طین (ص: 71) اللہ فرما رہا ہے میں طین سے بشر بنانے والا ہوں۔

جناب عیسیٰ نے کہا۔ انی اخلق لکم من الطین کھئیۃ الطیر (آل عمران: 48) میں طین سے پرندہ بناتا ہوں۔

اور اگر سردی نے جمود طاری نہیں کیا۔ اپنے محلے کو جگا، غضنفر جملہ بھیجنے لگا ہے۔

کہتے ”طین“ بھی مٹی کو ہیں اور ”تراب“ بھی مٹی کو، علیٰ اور ابوطین نہیں ہیں ”ابو تراب“ ہیں۔ علیٰ ابوطین نہیں بلکہ ابو تراب ہے۔ تو تربت وہ ہوگی جس میں کہیں نہ کہیں علیٰ کی صفتیں جھلکتی ہوں۔

جاگنا، حلائیو مویو! کر بلا کی خاک کو تربت کہتے ہیں۔ تربت رب علماء حرف سے پوچھے گا۔ حرفوں کے مزاج کیا ہیں؟ اب ”ت“ کا مزاج کیا ہے۔ کچھ الفاظ کے ابتداء میں ہوتا کچھ کے انتہاء میں ہوتا ہے۔ مثلاً تطہیر، تنویر، تقدیر، تبشیر۔ جن کے آخر میں ہوتا ہے مثلاً لاہوت، ہاہوت، رحمت عز موت ملکوت جبروت۔

اب سمجھ میں آگئی بات وہ آغاز کی چند مثالیں اور یہ انجام کی چند مثالیں۔ جب دو ”ت“ ہو تو وہ ”تربت“ ہوتی ہے۔

جب تطہیر تنویر، تقدیر، تبشیر، تہلیل، تجمید، تجید، لاہوت، ہاہوت کے درمیان ربو بیت ہو



تو وہ تربت ہوتی ہے۔

جی! سوچ کے آنا کل خاک بیمار کرتی ہے۔ ایک ڈاکٹر تو میرے پاس بیٹھا ہوا ہے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جانا ایک بچہ جو بظاہر سوکھا سٹرل سا، پیٹ بڑا رگیں نظر آرہی ہوں تو وہ ڈاکٹر کہے گا یہ مٹی کھاتا ہے خاک بیمار کرتی ہے۔ حسین کی خاک خاک شفا ہے۔ خاک بیمار کرتی ہے، یہ شفا دیتی ہے۔

زخم آجائے اگر اوپر خاک پڑے تو زخم خراب ہو جاتا ہے ہو جاتا ہے ناں؟! ہم زنجیر چلاتے ہیں اور حسین کے گھوڑے کی شبیہ کی مٹی کے زخموں کے اوپر لگا دیتے ہیں کرتے ہیں ناں ایسے؟! یعنی جس نے زخم خراب کرنا تھا وہ ٹھیک کر رہی ہے۔ یہ تو نسبت والی خاک میں اثر ہے۔ جو کربلا والی خاک ہے۔ اس میں کیا ہوگا؟! جو حقیقت حیات ہے؟!!

حالانکہ دیکھو عام طور پر بخشش ہوتی ہیں رسول اکرمؐ نوری ہیں یا خاکی؟ ہوتی ہے بحث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوری ہیں یا خاکی؟ نور سے بنے یا خاک سے بنے؟ یعنی ہمیشہ مولوی نور کی ضد خاک کو لاتا ہے!! کربلا کی ہے خاک لیکن نور ساز!!

علامہ شیخ جعفر شوشتریؒ، ان کے نام کے ساتھ کتابوں میں لکھا جاتا ہے، عالم ربانی، تسلیم شدہ عالم ربانی۔ یہ بہت بڑے عالم تھے، لیکن تقریر کرنا نہیں آتی تھی۔ کوئی کتاب رکھ لیتے اور مصائب کے لئے ”روضۃ الشهداء“ ساتھ رکھ کر پڑھتے اور اس وجہ سے وہ اپنے آپ میں الجھن محسوس کرتے۔ فائدہ اس علم کا جو باہر ہی نہ جاسکے۔ ایک دن سلطان کربلا علیہ السلام سے فریاد کرتے ہوئے سو گئے۔ عالم خواب میں دیکھا کہ میں میدان کربلا میں ہوں۔ وہ سامنے کربلا کے خیام نظر آئے۔ ادھر گئے۔ آگئے ہو شیخ جعفر!



مولا علیہ السلام نے زہیر سے کہا! اور تو کچھ نہیں ہمارے پاس۔ ستوپڑا ہے، اسے تھوڑا سا ستوکھلا۔ بس عالم خواب میں دو تین چمچ کھائے سینہ لبریز ہو گیا حقائق سے، وہ وہ کتابیں لکھیں، مجھے منبر حسینی علیہ السلام کی قسم میں نے عراق اور ایران میں بڑے بڑے علماء اور مجتہدوں کو پاگلوں کی طرح شیخ جعفر کی کتابیں ڈھونڈتے ہوئے دیکھا ہے۔ جی ان کی ایک کتاب ہے ”الخصائص الحسینیہ علیہ السلام“ جو خصائص حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں، وہ بیان کئے ہیں۔ ان میں ایک جملہ میرے سامنے آ گیا ہے۔

سورہ قصص پڑھنا، سورہ نمل پڑھنا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے کہ طور کی چوٹی پہ:

أذ رأی ناراً

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ نظر آئی۔ بیوی سے کہا رک جا۔ میں جاتا ہوں۔ یہ سناٹا توجہ کا ہے یا تھکن کا؟ بیوی سے فرمایا: رک جا۔

أن موسى رأى ناراً قال لأهله امكثوا

جب موسیٰ علیہ السلام نے آگ کو دیکھا تو اپنی زوجہ سے کہا رک جا۔

ورأى الحسين من جانب كربلاء نوراً فقال هلموا

وہ کہتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو بیوی کو نہ لے جا سکے، لیکن حسین علیہ

السلام نے کربلا میں نور دیکھ کے فرمایا، جو آنا چاہے وہ آجائے۔

موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی، بیوی کو روک دیا۔ لیکن حسین علیہ السلام نے نور دیکھ

کے اعلان کیا جو آنا چاہے وہ آجائے۔



فرمایا: جو جبرائیل علیہ السلام کے شہ پر کارنگ ہے، وہی خاک شفاء کا رنگ ہے۔
 آگے اس عالم ربانی نے! تعجب کیا ہے، کہ یہ رنگ خاک کر بلا نے بال جبرائیل علیہ
 السلام سے لیا، یا شہ پر جبرائیل علیہ السلام نے یہ رنگ خاک کر بلا سے لیا!!
 میں نے کہا علامہ ابو الفضل تہرانی! اللہ تیری روح پہ لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل
 کرے۔ میں تیرے زمانے میں ہوتا تو تجھے بتاتا کہ تو تجربہ کر لے فرشتوں کو پر کہاں سے ملتے
 ہیں؟!

ہم رنگِ بال جبرائیل علیہ السلام ہیں دونوں ہم رنگ لیکن ماخذ خاک کر بلا ہے۔
 نہایت باغِ رضواں

وہ کہتے ہیں جنت کے باغ کی خوشبو کا نام خاک شفا ہے اور یہ عین حق ہے۔
 جنت میں ہونی چاہیے خوشبو وہی جو خاک کر بلا کی ہے۔ جب جناب آدم علیہ السلام کو
 جنت میں لے جانے لگے۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت کو شہر ہو کر دیکھنے لگے، تو جبرائیل
 علیہ السلام نے کہا سب کو حساب کتاب کے بعد ملے گی لیکن آپ علیہ السلام کو ابھی مل رہی ہے؟
 پھر کیوں رک گئے؟ تو جواب دیا، اس کے دروازے کی تحریر دیکھ کر حیران ہو گیا ہوں، اور یہ
 عبارت تحریر تھی:

هذا ما أوجده الله من ظل نور الولی الحسن بن علی
 یہ جنت اور اس میں جو کچھ ہے اسے ایجاد کیا ہے اللہ نے اپنے ولی حسین علیہ السلام
 ابن علی علیہ السلام کے نور کے سائے سے۔

حالانکہ سایہ نہ زور دیتا ہے نہ خوشبو، جس کا سایہ جنت کو خوشبو دے۔ کر بلا کی خاک میں



تو بدن ہے حسین علیہ السلام کا۔

نکبت باغ رضواں۔

اس جملہ سے متفق ہوں، جنت کے باغ کی خوشبو خاک شفاء۔

آب حیات کی غیرت ہے خاک شفاء۔ آب حیات کی غیرت تسلیم! مقصد کیا ہے؟!
کچھ ہاتھ اٹھے کچھ واہ، واہ اور کچھ آنکھیں سوال کر رہی ہیں مجھ سے، یہ حق ہے تمہارا!! کرنا چاہیے

مثال کے طور پر اپنے عزیز کی ہی مثال دیتا ہوں، شاید تم کو غصہ لگے۔ میں تقرر کرتا
ہوں۔ امجد کو دل میں بیٹھے بیٹھے غیرت آتی ہے، میں بھی ایسا عالم ہوتا، میں بھی ایسا خطیب ہوتا۔
تو کہہ سکتے ہو غضنفر عباس ہاشمی غیرت ہے امجد کی۔ آب حیات کو غیرت آتی ہے میں بھی خاک
کر بلا جیسا ہوتا۔ غیرت آب حیواں۔

اب انہوں نے یہ جو آب حیواں لکھا اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیے اس بات کو جس
کے بارے میں یہ خبر نہ ہو۔ ایک عالم نے مولانا! جملہ لکھا، مجھے بہت پیارا لگا۔ انہوں نے کہا عالم
جتنا بڑا کیوں نہ ہو۔ جو چیز نہیں جانتا شرمنا نہیں چاہیے، کہہ دے میں نہیں جانتا۔ کیونکہ ملائکہ سے
اللہ نے نام پوچھے تو انہوں نے کہا:

سُبْحَنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (سورہ بقرہ: 32)

پاک ہے تیری ذات ہمیں علم نہیں۔

کہا، جب جبرائیل علیہ السلام اعتراف کر کے بھی فرشتہ رہا۔

مجھے علم نہیں کہ انہوں نے آب حیواں زمین والے آب حیات کو کہا ہے کیونکہ ایک آب



حیواں اور بھی ہے۔

وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ (سورہ عنکبوت۔ 64)

یقیناً آخرت کا گھر حیوان ہے یعنی حیات ہی حیات ہے۔ اس پانی کی بات ہے یا اس کی، بہر حال دونوں کی صحیح ہے۔ کہ دونوں کی کر بلا غیرت ہے۔

غیرت آب حیواں، آب حیات کی غیرت۔

کحل دیدہ غلامان، غلامان کی آنکھوں کا سرمہ۔ جی! سمجھ آئی ہے بات۔

اللہ جانے نہ علم مل رہا ہے اس زمانے میں نہ عرفان۔ دونوں عنقاء ہو گئے۔ علم یتیم ہو گیا معرفت ناپید ہو گئی۔ خدا کی قسم کہاں سے لاؤں وہ علماء کہ جن کا نام لینے سے پہلے درود پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔

شیخ بہائی پہاڑ سے بڑا نام ہے۔ آخری عمر میں! نابینا ہو گئے اتنے بڑے عالم ربانی نابینا ہو گئے، دل کڑھتا ہے، جتنا بھی زیادہ علم حفظ ہو سینے میں بینائی تو بچائی ہے۔ ایک شوراٹھا، شاگرد وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے تو پوچھا شور کس چیز کا ہے؟ بتایا گیا کہ حضور آج (جمعین) ہے ناں، چہلم کا جلوس جا رہا ہے۔ حضرت مولا رضا علیہ السلام کے حرم کی طرف۔ کہتے ہیں لے چلو۔ ہاتھ پکڑ کر شاگرد لائے، کہتے ہیں اس دروازے پہ لے چلو جہاں عزا دار جوتے اتارتے ہیں۔ سراٹھا، یہ ہے عالم کی شان، یہ ہے عرفان کا مرتبہ، شاگردوں نے بٹھایا اور کہا۔ یہاں سے عزا دار گزر کے گئے ہیں۔ یہاں جوتے اتارے ہیں، بیٹھے اور وہاں ٹٹول ٹٹول کے تھوڑی سی خاک جمع کی اور فرمایا: سلائی لاؤ، ایک ایک سلائی دونوں آنکھوں میں ڈالی تو دونوں نورانی ہو گئیں۔

میرا کلیجہ پھٹ جائے گا! اور نہ مجھے اجازت دو میں وہ جملہ بول دوں! یا وہ دور تھا کہ عالم



حسین علیہ السلام کے عزادار کے جوتے کے تلوے سے چمٹی ہوئی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے اور آج مولوی کہتا ہے یہ جلوس روک دو۔

غیر تو کہتے ہیں E لوی ولی اللہ پڑھنے والا!! جی! جب سے عقیدہ رخصت ہوا ہے علم نے رخت سفر باندھ لیا ہے یہ لازم و ملزوم ہیں۔ اب دیکھیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ عقل، حیا، ایمان، یہ تین چیزیں۔ اللہ نے بھیجا اور فرمایا کہ ایک چن لو۔ ایک لمحہ سوچا، اور کہا مجھے عقل چاہیے۔ جبرائیل علیہ السلام، حیا، اور ایمان سے کہا تم جاؤ۔ تو انہوں نے کہا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے کہ جہاں عقل رہے وہاں تم نے رہنا ہے۔

جب حسین علیہ السلام کے عزاداروں کے قدموں کی خاک شیخ بہائی کی آنکھوں کا سرمہ ہو سکتی ہے تو خاک کر بلا رضوان و غلمان کی آنکھوں کا سرمہ کیوں نہیں ہو سکتی۔

بس سٹ گئی بات اب مثال کے طور پر زینت مرد کا حق نہیں عورت کا حق ہے۔ بناؤ سنگھار بھی اس کا حق ہے۔ ایک اور چیز ہے جو ہے دونوں میں مشترکہ۔ استعمال عورت زیادہ کرتی ہے مرد کا بھی حق ہے لیکن عورت زیادہ استعمال کرتی ہے۔ جتنا بناؤ سنگھار کر لے اگر خوشبو نہ لگائے تو سنگھار ادھورا!! سراٹھانا،

علامہ ابو الفضل تہرانیؒ کہتے ہیں۔ غالیہ طرہ حوراں

حوریں جب بناؤ سنگھار سے فارغ ہو جاتی ہیں۔ تو خوشبو کے لئے اپنی چوٹی میں خاک کر بلا بکھیرتی ہیں۔ جنت میں رہنے والی!! کر بلا کی خاک میں وہی خوشبو ہے اب بھی ہے۔ غلمان جنت والی آنکھ ہونی چاہیے اور حوروں والا عقیدہ ہونا چاہیے۔

پھر تمہیں یہ خاک نظر نہیں آئے گی۔ مقصد لولاک نظر آئے گی۔ یہ رشک افلاک ہے پھر



یہ حیات املاک ہے ملک کی جمع ہے املاک۔ پھر یہ فرشتوں کی زندگی ہے سجدہ شکر میں سر رکھ اور قیامت تک نہ اٹھا، تو تو حسین علیہ السلام کے اس کرم کا حق ادا ہی نہیں کر سکتا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک نبی انتظار میں کھڑے رہتے ہیں کہ کب سلطان کر بلا علیہ السلام کرم کرے اور ہمیں چٹکی بھر خاک شفاء اٹھانے کی اجازت دے اور اپنے عزادار اور زائر کے لئے حسین علیہ السلام نے کہا جب چاہے جتنی چاہے لے جائے۔

حالانکہ مفت میں نہیں لی کر بلا حسین علیہ السلام نے۔ **المظلمة لله**، جب تم لوگ روتے ہونا! یہ اغراق نہیں ہے، کوئی خطیبانہ حاشیہ آرائی نہیں ہے جب عزادار روتے ہیں تو آواز آتی ہے۔

یا ملائکتی اشہدوا

اے ملائکہ گواہ رہنا۔ مالک! کسی چیز کے؟

انی غفرت لہم و شکرت

میں نے رونے والوں کو بخش دیا ہے اور میں ان کا شکر گزار بھی ہوں۔

مالک! خاکی انسانوں کا!! کثیف بشر کا؟

کر بلا کی طرف دیکھو، رو کیوں رہے ہیں۔ کیا حسین علیہ السلام کے اکبر علیہ السلام کا

جگر برچھی کے لائق تھا؟ کیا اصغر علیہ السلام کا حلق تیر کے لائق تھا؟!

میں دعا ہی دے سکتا ہوں تمہیں کہ جو آنکھیں اس غم میں رو رہی ہیں کسی اور کے غم میں

نہ روئیں۔ میں منبر چھوڑنے لگا ہوں۔ سمجھ میں آ گیا تو قبر میں بھی روتے رہو گے۔ اللہ کہتا ہے،

میں ان تمام باتوں سے آنکھیں پھیر بھی لوں تو ذرا شام کی طرف نگاہ کرو، کیا حسین علیہ السلام کی



زینب علیہا السلام اس لائق تھی کہ شام کے پانچ لاکھ ہجوم میں صرف چادر کا سوال کرتی رہی کہ کوئی
ہے جو چادر دے دے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کو:
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ



jabir.abbas@yahoo.com



دوسری مجلس

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سورہ اعراف سے شہرہ آفاق آیت تلاوت کرنے لگا ہوں۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (سورہ اعراف 31)
میرے سامعین حیران ہو رہے ہیں کہ موضوع، اسرارِ خاکِ شفاء اور آیت کون سی پڑھی ہے۔ تو کوئی ربط ہے تو اس لئے پڑھی ہے میں نے۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ
کھاؤ، پیو، جو جی چاہے۔ اسراف نہ کرو۔ اللہ اسراف والوں کو پسند نہیں کرتا۔ مولوی لکیر کا فقیر ہوتا ہے۔ فضول خرچی نہ کرو۔ بیان ہوا اسراف سے مراد فضول خرچی نہیں ہے۔ یہ تو ایک جز لا یتجزی ہے اس کی۔ ان سے پوچھو اگر ہر جگہ اسراف سے مراد فضول خرچی ہے تو پھر اس آیت کی تفسیر کرو جو سورہ یونس میں ہے۔

فرعون کے بارے میں اللہ کہہ رہا ہے:

إِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ (سورہ یونس: 83)
فرعون نے زمین پر بغاوت کی اور وہ اسراف کرنے والوں میں سے تھا۔ اسراف کہتے



ہیں حد سے گزر جانے کو اور اسراف کیا، یعنی بہت گناہ کئے۔ جو حد اللہ نے قائم کی ہے اس سے گزر جانا، ظلم۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ (سورہ زمر: 53)
کہہ دیجئے، اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر اسراف کیا۔ یعنی حد سے زیادہ گناہ کئے۔

کھاؤ، پیو، اسراف نہ کرو۔ مقصد جو چیز اللہ نے کہی وہ کھاؤ، جس سے روکا مت کھاؤ۔
جس چیز کے پینے کا حکم دیا، پیو جس سے روکا مت پیو، اور جن چیزوں کے کھانے سے روکا، ان میں سے ایک چیز، جس مسلک سے تعلق تمہارا ہے کل پسند کے عالم سے پوچھ کے آنا۔

أَن أَكُلَ الطَّيْنِ حَرَامٌ، مَنْ أَكَلَ الطَّيْنِ لَمْ يَصْلُحْ عَلَيْهِ
مٹی کا کھانا حرام ہے، جو مٹی کھاتا ہے وہ توبہ کئے بغیر مر جائے، اس کا جنازہ مت پڑھو۔

توبہ کئے بغیر مر جائے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ میں نے اس حقیقت کا تعاقب کیا، مٹی کھانا حرام کیوں ہے؟ تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی چونکہ ہمارا باپ آدم علیہ السلام مٹی سے خلق ہوا۔

پوری اولاد آدم علیہ السلام پر مٹی کھانا حرام ہو گیا۔
اب میرا چیلنج ہے کہ کائنات کے ہر عالم کو ہم مٹی نہیں کھا سکتے، کہ ہمارا باپ آدم علیہ السلام مٹی سے، تو پھر کر بلا کی مٹی کیوں کھاتے ہیں؟!
جو چیز حرام ہے، وہ جہاں کی ہے حرام ہے، جتنی ہے حرام ہے۔ شراب حرام ہے صرف



پاکستان کی حرام ہے۔ جہاں کی بنی ہوگی وہ حرام ہے۔ قطرہ بھی حرام، مکا بھی حرام، تو پھر کر بلا کی مٹی کیوں کھاتے ہیں۔ تو معلوم ہوا اس کا تعلق اس مٹی سے نہیں جس سے آدم علیہ السلام بنا تھا۔ کر بلا کی خاک کا اس زمین سے تعلق نہیں، جس سے آدم علیہ السلام بنا تھا۔ جس کے شہر کی خاک تخلیق آدم علیہ السلام سے رشتہ نہیں رکھتی، تو آدم علیہ السلام کی ناکلف اولاد کبھی ان چودہ کو اولاد آدم علیہ السلام نہ کہنا۔

ہمارا ابا آدم علیہ السلام تو پرسوں بنا ہے۔ بظاہر جو، ان کا ظاہری پیکر ہے وہ آدم علیہ السلام جیسا ہے، یا آدم علیہ السلام کا پیکر ان جیسا ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں، میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو مذہب دیکھا ہے جو خطبہ حضرت آدم علیہ السلام نے ملائکہ میں پڑھا تھا اس میں جملہ ہے:

شبهني الله بهم. أو شبههم بي فبأي من كليهما حري أنا بالمباهات
میں ان کی شبیہ ہوں یا وہ میری شبیہ ہیں مجھے معلوم نہیں ہے لیکن میرے لئے دونوں باتیں ہی فخر کے لئے کافی ہیں۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے کروڑوں زمانے پہلے ہیں چودہ۔ اسی لئے تو بھری پڑی ہیں کتابیں۔ محفل نبوت، پرہجوم ہے، بھری ہوئی ہے۔

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی آمد ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مرحبا بأبن قبل الأب

جی آیا نوں! اس بیٹے کو جو باپ سے پہلے ہے۔



مولا علیہ السلام تمہارا حسن مودت زندہ رکھے۔ میں خوش عقیدہ نہیں کہتا بلکہ صحیح العقیدہ کہتا ہوں۔ یہ اصطلاح غلط ہے۔ آئندہ یہ نہ کہنا کہ جبرائیل علیہ السلام اس نعرے کو پروں پر اٹھا کے لے جاؤ، میری تحقیق یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اس نعرے کو نہیں اٹھاتا بلکہ یہ نعرہ جبرائیل علیہ السلام کو سدرہ تک لے جاتا ہے۔

یہ نعرہ جبرائیل علیہ السلام کا محتاج نہیں ہے بلکہ جبرائیل علیہ السلام اس نعرہ کا محتاج ہے۔ جب تک یہ نعرہ نہ ہو، وہ اڑان نہیں بھر سکتا۔ میرے پاس جب تک پہاڑ سے وزنی دلیل نہ ہو، منبر سے کچھ کہنا تو دور کی بات ہے میں سوچ ہی نہیں سکتا۔ حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: لما خلق الله جبرائیل كتب علی أجنحته لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله

جب اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو پیدا کیا جب تک پورا کلمہ اس کے پروں پر تحریر نہیں کیا وہ اڑ نہیں سکا۔

مٹی کھانا حرام ہے لیکن کر بلا کی مٹی کھانا صرف حلال نہیں بلکہ شفاء ہے۔ کیونکہ اس کا اس زمین سے تعلق نہیں ہے۔

خدا کی قسم حدیثوں میں ہے:

أن تربة كربلاء هي دواء أكبر

دواء اکبر کا نام ہے تربت کر بلا۔ دواء نہیں دواء اکبر ہے۔ یہی تو سوچنے کا مقام ہے

کہنے کو خاک ہے لکھنے کو تربت ہے۔

یہ ویسے ہی ہے جیسے اللہ نے بشری پیکر میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھا۔



جس کی نظر پار نہیں جاسکی وہ کہتا ہے مجھ جیسا ہے۔
 جیسے اللہ نے حروف کی سیاہی میں حقیقت قرآن کو رکھا۔
 الف سے ی تک حرف ہیں۔ کلمہ یہی ہے۔ سیاہی سے لکھا گیا۔ لیکن ہے اللہ کا کلام
 جیسے اللہ نے لفظوں میں اسم اعظم چھپایا۔

میں کہہ کر آگے بڑھ رہا ہوں۔ بس سوچتے رہنا، جیسے اللہ نے بشری بدن میں حقیقت محمد
 یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مستور کیا۔ جیسے حروف کی سیاہی میں حقیقت کتاب اللہ کو چھپایا۔ جیسے
 بلفظوں کے پردوں میں اسم اعظم کو محجوب کیا۔ ایسے تربت کر بلا میں حقیقت کبریائی کو چھپایا۔
 اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اور آخری مجالس میں آپ کو پتہ چلے گا۔ میں نے
 کیا کہا، تھک تو نہیں گئے ہو؟

جاؤ ہر عالم کے پاس چیلنج لے جاؤ، شہید، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں ہوں
 گے۔ ان میں عام انسان نہیں بلکہ معصوم بھی شہید ہوئے ان میں سے کسی شہید کو بھی اللہ نے دنیا
 میں صلہ نہیں دیا۔

کہا شہید کا صلہ ہے مگر آخرت میں۔ محشر میں حسینؑ کا جو محشر میں صلہ ہے وہ بتادوں تو
 کلیجے پھٹ جائیں۔ لیکن حسینؑ دنیا کا پہلا اور آخری شہید ہے جس کا صلہ نہیں صلہ دنیا میں ملے۔
 اب مجھے پتہ نہیں کہ چہروں پہ شکن کیوں آئی ہے؟ اللہ کرے سوچ کی ہو، انکار کی نہ ہو!
 حسینؑ کا قتل ہونا مذاق تھا! صرف گردن نہیں کٹی، زیارت ناحیہ پڑھو۔

☆ قتلوا بقتلک التکبیر والتہلیل

تیرے قتل ہونے سے تکبیر قتل ہوگئی، تیر قتل ہونے سے تہلیل قتل ہوگئی۔ تکبیر کیا ہے؟



اللہ اکبر“ تہلیل کیا ہے؟” لا الہ الا اللہ “حسینؑ کے گلے پہ خنجر نہیں” لا الہ الا اللہ “ کا گلا کٹا ہے۔

شاید دس پندرہ سال پہلے ہم نے یہ موضوع رکھ لیا۔ ابھی وقت نہیں تھا۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اب اس کا چوتھائی بھی منبر کی قسم نہیں کہوں گا۔ یہ کیا بات ہوئی کہ پورے مجمع میں دو چار آدمی کچھ پلے میں ڈال کے جائیں۔ اور باقی الٹا ایمان سے جائیں!! فائدہ؟! ظاہر ہے مجھے واپس اس زینے پہ آنا پڑا ہے کہ جس پہ سب کھڑے ہیں!!!! کیا دیا ہے صلہ دنیا میں؟! ایک نہیں پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آخری تک کیوں نے کہا:

أن عو ض الحسين بشها دقان جعل الشفاء في تربته والأجابة في قبته والأمامة في ذريته ☆

اللہ نے حضرت حسینؑ کو شہادت کے عوض دنیا میں تین چیزوں کی صورت میں دیا۔
شفاء اس کی تربت میں رکھی۔

قبولیت دعا حسینؑ کے قبہ کے نیچے رکھی۔

اور امامت حسینؑ کی نسل میں رکھی۔

نوازش، لیکن تھوڑا سوچئے، تین چیزیں شفاء، اجابت اور امامت۔

شفاء کہاں؟ حسینؑ کی تربت میں۔

اجابت دعا کہا؟! حسینؑ کی قبہ میں، اور روضے کا قبہ مراد نہیں ہے، ابھی بتاتا ہوں۔

اور امامت کہاں؟! حسینؑ کی نسل میں۔ اب تین چیزیں ہیں۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ



ایک چیز اللہ دے بہت اونچی اور ایک چیز دے بہت نیچی !!!
چونکہ وہ اللہ ہے اور عادل ہے۔ اگر قدر مشترک نہ ہو غرض نہیں ہے۔ اب پہلی چیز شفاء ہے۔ تیسری چیز امامت ہے۔

دیکھو بھائی کبھی شرف ہوتا ہے شعی کا، کبھی ہوتا ہے مشی کا۔ مشی یعنی بنانے والے کا، ٹھیک ہے ناں، کبھی ایک شے قابل عزت ہوتی ہے کبھی کو بیٹھے گراؤ سے قابل عزت بنا دیتا ہے۔ مثلاً خاک خاک ہوتی ہے۔ اگر کوئی بڑا ہاتھ تھوڑی سی مٹی سمیٹ کے پانی کے چار چھینٹے مار کے چالیس دن تک اسے حجاب قدرت کے قریب خمیر کر لے !!
اور انسانی شکل کا پتلا بنا دے فرشتوں کو سجدہ کرنا پڑ جاتا ہے۔

کاش! اس وقت میرے سامنے علماء ہوتے! اور بڑے بڑے علماء ہوتے اور پھر میرے اس جملے کی قیمت کا پتہ چلتا۔ کہنے لگا بہر حال جو خریدار نکلے اب سمجھ گئے، یہ اشارہ کس طرف تھا؟ ہمارے باپ آدم کی طرف، تھوڑی سی مٹی یہ اللہ نے جمع کی۔
تخلیق آدمؑ میں جو معیار ہے جو وجہ شرف ہے۔ یہی ہاتھ ہی تو ہیں۔ شیطان سے اللہ نے فرمایا نہیں؟!

یا ابلیس ما منعک أن تسجد لما خلقت بیدي ☆
اے ابلیس تو اس کو سجدہ نہیں کر رہا ہے جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔
چلے تو نہیں گئے ہو؟!

جی! ہاتھوں کی اور لمس کی قیمت ہوتی ہے۔ جتنا ہاتھ بلند اتنا ہی لمس بلند اور اتنی ہی اس کی قیمت۔ دیکھا نہیں تیرے میرے گھر کی عورتیں روٹیاں پکائیں۔ دو روپے کی بکتی ہے اور جو



روٹیاں بتول پکائے؟!

ان روٹیوں کی قیمت کیا ہے؟ تمیں آیتیں قرآن پاک کی۔ اور شکر یہ، اوپر سر اٹھانا، ید اللہ خاک جمع کر کے اسے خمیر کر دے۔ ملائکہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور اگر ید اللہ جیسی کوئی حقیقت خاک میں چھپ جائے۔

جیو اور جیتے رہو کم از کم اپنے سردار کے ظہور تک۔ چودہ کی حقیقت ایک ہی ہے نا! اس لئے میں نے کہا ہے ید اللہ جیسی حقیقت، حسینؑ چھپے ہوئے ہیں تربت کر بلا میں۔ جملہ ہے! لیکن میں اس کی شرح نہیں کروں گا۔ ایک وہ ہے جب پیکر میں ڈھلی کسی کے ہاتھوں فرشتوں نے سجدہ کیا اور ایک خاک کر بلا کی ہے، جس پر سجدے ہو رہے ہیں۔ میری طرف دیکھو! ایک خاک کو سجدہ ہوا، ایک کو نہیں۔

نہیں، حلالی ہیں میرے سامنے، حلالیوں کی امانت ہے، اب میں دیکھتا ہوں کون حلالی ہے میرے سامنے اور کس انداز سے وصول کرتا ہے۔ آدمؑ کی خاک کو سجدہ ہوا ایک نے نہیں کیا۔ وہ آج تک شیطان ہے۔ جس جملے کے لئے میں کہا تھا کہ حلال زادوں کی امانت ہے وہ جملہ آگے ہے۔ تو ایک نے سجدہ نہیں کیا، تو اللہ نے اسے کیا کہا، میں نے آدمؑ کی بات کی، کیوں نہیں سجدہ کیا اس کو، جس کو میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔

أأسکرت أم کنت من العالین ☆

کیا تکبر کر رہا ہے یا عالین میں سے ہو گیا ہے؟!

اب یہ جملہ میں نے دیکھنا ہے کون کس رنگ میں سنتا ہے۔ بھری پڑیں ہیں تفسیریں، تفسیر ”صافی“ سے لے کر تفسیر ”ابوحزہ مثالی“ تک، مذہب اہل بیتؑ کی ہر تفسیر بلکہ برادران اہل



سنت کی کتابوں سے بھی نہ دکھاؤں تو شہ رگ کٹوا دوں گا۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ عالین کون ہیں؟!

فرمایا ”ہم“، یعنی چودہ، سجدہ نہیں کیا آدم کو اور نہ ہی چودہ پہ واجب تھا۔
اے خاک کر بلا تو کیا ہے؟ سجاد سے مہدی تک تجھ پر سجدہ کرتے ہیں۔
یقیناً تم نے بھی حق ادا کر دیا وصول کرنے کا، اسے اس گھر نے سجدہ نہیں کیا۔ خاک کر بلا پر؟ یہ گھر بھی سجدہ کرتا ہے۔
حدیثوں میں ہے کہ:

أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ أَرْضَ كَرِّ بَلَاءٍ قَبْلَ أَرْضِ الْكَعْبَةِ بِأَرْبَعَةِ عَشَرَ أَلْفَ عَامًا

ماہنامہ

اللہ نے زمین کعبہ سے بھی چوبیس ہزار سال پہلے زمین کر بلا کو خلق کیا۔
میں تو کہتا چلا جا رہا ہوں ایک ایک جملے کی شرح لے کے بیٹھوں تو پھر کئی عشرے گزر جا
ئیں گے۔ یہ زمین تو تھی ہی نہیں پتہ نہیں وہ زمین کہاں تھی؟!
نعرے لگائے۔ واہ واہ کی، لیکن روش ادراک پہ میرے ساتھ تو چلیں! بات فقط زمین
کی ہو رہی ہے۔ زمین اور آسمان تو اکٹھے بنے، چھ وقتوں میں ٹھیک ہے ناں، زمین بھی بنی اور
آسمان بھی زمین نہیں تھی۔ اس سے چوبیس ہزار سال پہلے تو پھر ماننا پڑے گا۔ آسمانوں سے بھی چو
بیس ہزار سال پہلے، زمین کر بلا تھی، جب آسمان نہیں تھے تو پھر شمس و قمر بھی نہیں تھے۔ کیونکہ یہ
آسمانوں پر ہیں۔ جنت بھی کہیں آسمانوں پر ہے۔ جنت بھی کہیں آسمانوں پر ہے اور اوپر ہے۔
جنت بھی نہیں تھی زمین کر بلا تھی۔ بس میرا سوال ہے علماء سے مکان تو تھا کوئی نہیں زمین کہاں



تھی؟! اگر مجھے بتانا ہے تو میں یوں بتاؤں گا، مکان تو ہے نہیں یا تو ثابت کر دو، جب نہیں ہے تو پھر مجھے کہنے کا حق ہے جس شہنشاہ کے شہر کی زمین کا تعلق لامکانی سے ہو!!
جس کے شہر کی زمین کا تعلق لامکانی سے ہو وہ خود کیا ہوگا!!

میں نے بتایا تھا کہ ایک خاک وہ ہے جو اس زمین سے لی گئی ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ جس سے ہمارا باپ آدم علیہ السلام خلق ہوا۔ وہ خیر کی کسی ہاتھ نے۔ مسجد نبوی میں اس سے زیادہ رش تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں بائیں دیکھا تو نگاہ رسالت وہاں رکی جہاں امیر کائنات علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ اور فرمایا:

یا علی! أنت یمین اللہ فی أرضہ

آپ اللہ کی زمین پر اللہ کا داہنا ہاتھ ہو!

تو علی علیہ السلام کے ہاتھ کے لمس کی کرشمہ سازی ہے، کہ خاک کو سجدہ کر رہے ہیں نوری، ملائکہ نوری ہیں۔ اور سجدہ کیوں کر رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے دائیں ہاتھ نے جو چھو لیا۔

جی! حسین علیہ السلام کیا ہے؟! صرف نام کا فرق ہے ذات میں، صفات میں، کمال میں، جمال میں، جلال میں، کنہ میں، ماہیت حقیقت میں جو علی علیہ السلام ہیں وہ حسین علیہ السلام ہیں۔ حسین علیہ السلام خود چھپا ہوا ہے خاک کربلا میں، ماننا نہ ماننا تمہاری مرضی۔ میں مجبور نہیں کروں گا۔ میرا عقیدہ یہی ہے۔ سن لو۔ خاک کربلا، حدیث بھول تو نہیں گئی، شفاء حسین علیہ السلام کی تربت میں رکھی، امامت حسین علیہ السلام کی ذریت میں رکھی، تھک گئے ہو؟ قبولیت دعا حسین علیہ السلام کے قبہ کے نیچے، روضۃ الاقبیہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے تھے تو حسین علیہ السلام کا بچپن تھا اور قبہ کہاں تھا حسین علیہ السلام کا، اس لئے میں کہا



کرتا ہوں، اس عالم کو حدیث پڑھنے کا حق ہی نہیں۔ جس کو صاحب حدیث کی منشاء کا پتہ نہ چلے۔ روضہ تو صدیوں بعد بنا، جب تک روضہ نہیں بنا تھا تب تک گنبد نہیں بنا تھا تب تک حسین علیہ السلام والے اجابت اور قبولیت کو ترستے رہے تھے؟!

جب کہ پہلے دن سے یہ تینوں چیزیں اللہ نے دیں۔

شفاء تیری تربت میں،

امامت تیری فریت میں،

اجابت تیرے قبہ میں تو یہ روضہ سے قبہ مراد نہیں ہے بلکہ حسین علیہ السلام کا قبہ ولایت مراد ہے جو حسین علیہ السلام کے قبہ ولایت میں آ گیا، واجب ہے خدا پر کہ اس کی دعا قبول کرے۔

جیسے قبہ عرش مشہور ہے اب عرش کوئی منبر تو نہیں ہے ناں، قبہ تو حید یعنی جس نے ”لا الہ الا اللہ“ کہہ دیا وہ عرش کے قبہ کے نیچے آ گیا۔ جس نے حسین علیہ السلام سے ولاء رکھی وہ حسین علیہ السلام کے قبہ کے نیچے آ گیا۔

وہ جہاں رہتا ہے حسین علیہ السلام کے قبہ کے نیچے ہے۔ قبہ ولایت ہے۔ اگر ان تینوں چیزوں میں قدر مشترک نہیں تو عدل کے خلاف، میں کوشش کر رہا ہوں، کہ تمہارے تصور کدے میں تصویر خود بنے، تاکہ میں جملہ بولوں تو یوں اتر جائے۔

ان تینوں چیزوں میں قدر مشترک ہونی چاہیے۔ اب ایسا ہے، مثال دیتا ہوں، ڈاکٹر سلمان مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے۔ قیمت کیا دو گے جی؟! میں آپ کو اس کے بدلے میں نا! پانچ کلو سونا دوں گا اور پانچ کلو لوہا۔ یا یہ کوئی عقل میں آنے والی بات ہے! کوئی سونے کے ساتھ



ملتی جلتی چیز ہو پھر تو بات بنتی ہے!! اللہ جانے میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تو یہ جو تین چیزیں حسین علیہ السلام کو اللہ دے رہا ہے، دنیا میں تیری شہادت کے بدلے میں۔ امامت تیری نسل میں اجابت تیرے قبو لایت کے نیچے، شفاء تیری تربت میں تینوں چیزیں کہیں نہ کہیں برابر ہیں ناں! نہیں! میرا پھٹ جائے گا کلیجہ اور میں ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ جملہ بولنے لگا۔ اگر قیمت نہ ملی تو کل اس منبر پر کوئی اور بیٹھے گا۔ وعدہ، اور منبر سے وعدہ، وہاں علم کی منڈی نہیں سجانا چاہیے جہاں خریدار نہ ہوں!! یہ لندے کا مال تو نہیں کہ سڑک پر ڈھیر لگا دیا جائے۔ یہ جواہر ہیں!! ٹھیک ہے ناں، یہ نعرہ میں نے بیعت نامہ کے طور پر قبول کیا، قیمت دینی ہے تمہیں ابھی، میں یہ چاہتا ہوں تم جتنا وصول کرو میں کل آگے جاؤں گا، پرسوں اور آگے جاؤں گا۔ اب میری طرف دیکھنا امامت، تربت، اجابت ان تینوں میں ہونی چاہیے قدر مشترک؟! اب دیکھئے جو مٹھی بھر خاک خمیر ہوئی تھی جسے فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ اب کہا جا سکتا ہے ناں! اس مشّت تراب میں، مٹھی بھر خاک میں اللہ کا خلیفہ چھپا تھا۔

کہہ سکتے ہیں ناں! کہ اس مشّت تراب میں، کیونکہ:

انى جاعل فى الارض خليفة

قرآن کہہ رہا ہے، اللہ کا خلیفہ چھپا ہے اس مٹھی بھر مٹی میں۔ اسی کو امکان کہتے ہیں۔ اگر میں آپ کو امکان کی اقسام میں الجھادوں تو یہ ایک علمی اصطلاح ہے اس میں آپ کا وقت ضائع ہوگا۔ برگد کا درخت دیکھا ہوا ہے؟ تمام درختوں سے بڑا جو ہو جاتا ہے وہ برگد کا درخت ہے کبھی اس کا بیج دیکھا ہے؟ اس کے بیج کے دانے مسور سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہوتے ہیں ناں! مسور کے دانے کو تین حصوں میں تقسیم کرو تو وہ ایک بنتا ہے۔ ٹھیک! یعنی اب وہ مسور کے



دانے کا تیسرا حصہ۔ میں ہتھیلی پہ رکھ کے، اگر کہوں کہ اس میں برگد کا اسی 80 فٹ کا درخت چھپا ہے۔

مجھے اللہ کی قسم! جن کو یہ ہی نہیں، حقیقتوں کا انکار بھی کرتے ہیں۔

كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ (سورہ یونس۔ 39)

جس چیز پر ان کا علم احاطہ نہیں رکھتا اسے جھٹلا دیتے ہیں۔

اچھا، یہ تو میں نے رعایتاً کہہ دیا کہ اسی 80 فٹ کا درخت چھپا ہے! اب وہ جو اسی 80 فٹ کا درخت ہو گا اس پر کتنی نمونیاں لگیں گی؟ پھر ایک ایک میں کتنے دانے ہوں گے؟! پھر درختوں کا سلسلہ پھیلاتے جاؤ قیامت آجائے گی، امکان ختم نہیں ہوگا۔

اسرارِ خاک شفاء سننے والے! پہلے خاک شفاء سمجھ۔ پھر حسین علیہ السلام، پھر علی علیہ السلام اور پھر اللہ.....

نہیں غنفر کی روح حقیقت ازل سے سوالی تھی، حسین علیہ السلام کے بابا کی، تو اس نے جو جھولی میں ڈالا ہے تمہاری جھولی میں ڈالنے لگا ہوں۔ جیسے مٹھی بھر مٹی میں اللہ کا خلیفہ چھپا ہے، اجابت، شفاء اور امامت تینوں شہادت کا صلہ ہیں۔ جتنی مٹھیاں کر بلا کی خاک کی ہیں۔ اتنی اس میں امامتیں چھپی ہوئی ہیں۔

جتنی مٹھیاں ہیں اس تربت میں، اتنی ہی امامتیں پوشیدہ ہیں اس میں۔ اس گھر کی تعریف نہ نبوت، نہ رسالت، نہ امامت اور نہ ولایت۔

یہ سارے عہد پر سوں شروع ہوئے ہیں۔ عہدے منصب کچھ نہیں تھا چودہ تھے۔ تب ان کی کوئی عزت نہیں تھی۔ حسین علیہ السلام عرش پہ بیٹھ کر روزانہ! حسین علیہ السلام عرش پہ بیٹھا



ہے آج بھی۔

میں اس منبر پہ کتابیں رکھنا شروع کروں تو شامیانہ کی چھت تک دکھا سکتا ہوں جن میں حدیث موجود ہے۔

أن الحسين ينظر عن يمين العرش ألى زواره
حسین علیہ السلام عرش کے دائیں جانب بیٹھا ہے نیچے اپنے زائر کو بھی دیکھ رہا ہے۔
ان کے گھر ہوں یا روئے ان کی چھت ہی عرش ہے۔
ہر عالم تک یہ جملہ لے جاؤ۔

سقف بیوتہم عرش الرحمن
حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے چودہ علیہم السلام کے گھر کی چھت اللہ کا عرش ہے۔

وہیں بیٹھ کر حسین علیہ السلام اعلان کرتے ہیں میری خاک میں سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں، اربوں نہیں لا تعداد مائیں چھپی ہیں۔ میری خاک کا ذرہ سمجھ میں نہیں آتا۔ میری تراب کا ذرہ سمجھ میں نہیں آتا، نکلے ہوا بوترا ب کو سمجھنے!
کچھ لطف آیا یا وقت ضائع ہوا!! خوش رہو، مولا علیہ السلام آپ کی عبادت قبول فرمائیں۔ یہ بھی حقیقت قاہرہ ہے علم کی کمندیں عرش پہ ڈال دو، جب تک چار آنسو نہ بہیں، آنکھوں میں نمی نہ اترے شام سے آنے والی راضی نہیں ہوتی، اللہ اکبر! میرے پاس آپ کے لئے صرف دعا ہے۔ ضرور دینے لگا ہوں کہ جو آنکھ اس غم میں روتی ہے اور کسی غم میں نہ روئے۔
صلہ بی بی پاک علیہا السلام کے پاس موجود ہے تمہارا۔ دو کے دو جملے کہنے ہیں اور اس یقین کے



ساتھ کہ جس کے سینہ میں گوشت ہے پتھر نہیں، زندگی کے جس موڑ پہ یاد آئے گا عبادت کر لینے کے لئے کافی ہوگا۔ یہیں بیٹھے بیٹھے تصور کرو آج کے دن بھی وہاں کھڑی ہے زینب علیہا السلام جہاں اسے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اللہ اکبر! میں نے کہہ دیا۔ اللہ جانے، وہاں کھڑی ہے علی علیہ السلام کی بیٹی جہاں اسے نہیں ہونا چاہیے۔ اندر کے مفتی سے پوچھ، جوڑ ہے؟! ابن زیاد کا دربار اور زینب علیہا السلام عالیہ؟! کھڑی ہے! تمہارے تصور سے پہلے میں منبر چھوڑنے لگا ہوں۔ ملعون نشے میں ہے، سر اٹھاتا ہے اور اہل دربار کی طرف دیکھ کے کہتا ہے کہ اگر دربار میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے حسین علیہ السلام سے حسین علیہ السلام کے بابا سے کوئی بدلہ لینا ہو تو۔ تم ابھی برداشت نہیں کر رہے ہو اگلا جملہ کیسے برداشت کرو گے!؟

اسی لئے تو میں نے ہاتھ جوڑے تھے، یہ کہتا ہے جس نے بدلہ لینا ہو! آج اولاد علی علیہ السلام کا وارث کوئی نہیں ہے۔ آج علی علیہ السلام کی اولاد میرے دربار میں بے وارث کھڑی ہے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! ایک کونے سے ایک شخص اٹھا۔ کہتا ہے میں نے علی علیہ السلام سے تو نہیں حسین علیہ السلام سے بدلہ لینا ہے۔ کیسے!؟

9 محرم کو حسین علیہ السلام نے احتجاجی خطبہ دیا میری حسین علیہ السلام سے تلخ کلامی ہوئی، میں ناقہ پر سوار تھا، حسین علیہ السلام نے میرے ناقہ کو ہٹانے کے لئے چابک مارا جو میری پشت پہ لگا۔

میں تو صرف لفظ ہی بھیج سکتا ہوں، تمہارے دلوں میں گوشت اور نرمی تو میں نے نہیں بھرنی۔ علی علیہ السلام کی بیٹی، دیکھو خون رونے والا بھی تم میں سے کسی کے دائیں یا بائیں تشریف



فرما ہے۔ اسی کو گواہ بنا کے جملہ کہنے لگا ہوں۔

چابک میری پشت پر لگا اور میں نے حسین علیہ السلام سے بدلہ لینا ہے۔

یہ سنا تو تڑپ گئی علی علیہ السلام کی بیٹی۔

سجاد علیہ السلام اب میرے مرے ہوئے بھائی سے بدلہ لیا جائے گا۔ پہلے تیرہ ضربوں

سے مارا، اب میرے بھائی کے سر کو چابک لگیں گے؟!

پھوپھی اماں! گھبراتی کیوں ہیں، بازار میں دادا کے بدلے نہیں دیئے۔ ہاں میرے

لعل! دیئے، تو دربار میں بابا کے نہیں دے سکتا؟!

سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

بندہ خدا! میرے قریب آ۔ میرے ہاتھ پابند ہیں۔ میری پشت سے کرتا اٹھا، ایک کے

بدلے جتنے جی چاہے، میری پشت پر مار لے، کرتا اٹھا۔ اس نے چابک ہاتھ میں لیا۔ کبھی سجاد

علیہ السلام کی دائیں جانب کبھی بائیں جانب، کافی دیر ہوئی ابن زیاد کہتا ہے مارتے کیوں نہیں؟

دشمن تھا، روتے ہوئے چابک پھینک دی اور کہا ماروں تو کہاں ماروں؟ اس کی پشت پہ ایک

چابک مارنے کی جگہ خالی نہیں ہے۔ کربلا سے یہاں تک آتے آتے اللہ جانے کتنے چابک.....

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝





تیسری مجلس

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 توجہ ہے بات شروع کی جائے۔ آیت تو میں نے سورہ ق سے پڑھنی ہے لیکن پہلے یہ
 عرض کر دوں کہ اسی سے ملتا جلتا مضمون قرآن میں سات جگہ ہے۔ سورہ اعراف سے شروع ہوتا
 ہے اور سورہ حدید میں آخری بار، سورہ ہود میں ہے، سورہ یونس میں ہے، سورہ لقمان میں ہے،
 سورہ سجدہ میں ہے، سورہ ق میں ہے سمجھ میں آرہی ہے۔ میری بات یا نہیں۔ اللہ کبھی ہو الذی
 سے، کبھی والذی، کبھی اللہ الذی سے، کہتا یہی ہے کہ: خَلَقَ السَّمَوَاتِ الْاَرْضِ فِي
 سِتَّةِ اَيَّامٍ ۝

کہ زمین و آسمان کی پیدائش چھ وقتوں میں ہوئی۔
 اور جو آیت میں پڑھنے لگا ہوں سورہ ق سے، وہ یہ ہے:
 لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ

(سورہ ق، 38)

ہم نے آسمان اور زمین خلق کئے چھ وقتوں میں۔
 جیو! جیو! جیتے رہو، جب تک تمہارا دل ہے۔



لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
البتہ ہم نے خلق کئے اور جو قابل غور بات اس آیت میں ہے وہ یہ ہے:

وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ

اور ہمیں تھکاوٹ نے چھوا بھی نہیں۔

یہ بات بظاہر خلاف عقل ہے مولانا! جو بدن نہیں رکھتا وہ کہہ رہا ہے میں تھکا نہیں۔

ہم تو کہیں کہ میں دس میل چلا اور تھکا نہیں، جو جسم ہی نہیں رکھتا۔

یہ جو کہہ رہا ہے کہ ہم نے، اس کا مطلب ہے کہ تخلیق ارض و سماء میں کچھ بدن والے

ہیں۔

ہر بندہ پہنچ گیا ہوگا، بس توجہ چاہیے اور جو کہنا ہے وہ یہ ہے کہ کتنے وقتوں میں! یہ وقت

بھی مجبوری کا ترجمہ ہے! ورنہ اس وقت، وقت نہیں تھا۔

وہ چھ مرحلے تھے۔ ایام تھے، وقت تھا، بہر حال جو بھی تھا۔ تصور ہے اس میں کیا۔ اب

سورہ حم سجدہ کو پڑھنا اس میں کہتا ہے:

فَقَضَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ (سورہ حم السجدة ۱۲۔)

دو یوم میں ساتوں آسمان بنائے۔

مجھے نہیں پتہ، کہ کس میں کتنی صلاحیت ہے؟ کتنی قوت خرید ہے؟ جو خریدار ہے میرے

سامنے!! وہ دل پہ لکھے۔ آسمان کتنے وقتوں میں بنے؟ دو میں!!

چند آیتوں کے فرق سے بات ہے، آگے ارشاد ہے:

وَجَعَلْ فِيهَا رِوَاسِيَ فَوْقَهَا وَبَارَكْ فِيهَا وَقَدَّرَ أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ



سواء أ للسانلین O

زمین اور اس کے رزق چار دن (یوم) میں بنے۔

پلے پڑی یا سر سے گزری؟

یہ دلیل ہے کہ زمین افضل ہے آسمان سے۔

بلندی پر رہنا! دلیل نہیں فضیلت کی! ہلکا پلہ بھی اوپر ہوتا ہے۔

ٹھیک ہے ناں، مجھ میں آئی بات، اب دیکھ لو! جو شے! اوپر ہے، اسے تمنا ہے زمین کی خاک چھونے کی، چومنے کی۔

اور کچھ نہ ہو، یہ تو تہتر (۷۳) فرقے مانتے ہیں کہ معراج ہوئی، چپ کیوں ہو گئے ہو؟ تم نہیں مانتے؟ ہوئی، جسم سمیت ہوئی، لباس سمیت ہوئی، جوتے سمیت ہوئی۔

ٹھیک ہے ناں! ایسا ہی ہے ناں؟ اور آؤ کون چھپا سکتا ہے حقیقت کے ان جملوں کو؟! عرش کے قریب پہنچا میرا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ رُکے اور جھکے کہ جوتے اتار دوں۔ عرش آگیا ہے، سامنے، بس جھک ہی رہے تھے، اللہ نے کہا کیا کر رہے ہو میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!؟

پالنے والے! احترام عرش میں جوتے اتارنے لگا ہوں۔ فرمایا:

تقدم علی العرش بنعلیک لیتشرف العرش بغبار نعلیک O

جوتے اتار کے میرے عرش کو اپنی جوتی کی خاک سے محروم نہ کر۔

پلے پڑی بات یا سر سے گزر گئی!!

لیتشرف العرش



یہ جملے اتنے سادہ ہیں کہ اپنے ترجمہ خود کر رہے ہیں۔

لیتشریف العرش بغبار نعلیک ○

تاکہ مشرف ہو جائے میرا عرش تیری پاپوش کے غبار سے۔ اب جا گنا۔ میرے رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جوتی سے جو ذرے چٹے ہوئے تھے وہ خاک تھی، خاک شفاء نہیں
تھی۔

جی معلوم ہوا، خاک کو مشرف ملتا ہے ان کی جوتی چومنے کا۔

پچھلے محلے والے ٹھیک ہیں؟!

امیر کائنات علیہ السلام کے خطبہ کے فقرے ہیں مولانا!

لو لا المشی منا علی السموات لما قامت ○

شاہ نجف علیہ السلام فرما رہے ہیں، اگر ہم چودہ میں سے کوئی نہ کوئی آسمانوں پہ نہ چلے تو
گر پڑیں۔

لو لا المشی منا ○

اگر ہم میں سے کوئی نہ کوئی چہل قدمی نہ کرے، علی السموات آسمانوں پر، لما
قامت قائم نہ رہیں۔ یعنی گویا ان کی پاپوش سے چٹے ہوئے ذرے آسمان کے لئے طاقت کا
انجکشن ہیں۔

آگے سراٹھانا،

و علی الأرض لما خضرت، ولا بالأرزاق قد ضحکت ○

اور اگر ہم زمین پر نہ چلیں، تو زمین رزق اگانا چھوڑ دے۔



یقیناً ہر آدمی نے اپنی امانت وصول کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ شاہ نجف علیہ السلام تم سے راضی ہوں۔ کیا فرماتے ہیں؟

لما حضرت ، سبزہ نہ اُگے، ولا بالاً رزاق قد ضحکت ، زمین رزق لے کے مسکرائے ناں۔

یعنی ان کی جوتیوں میں کوئی ایسی تاثیر ہے زمین چومتی بھی ہے مسکراتی بھی ہے۔ جن کی جوتی کا میل کھاتا ہے پھر انہی کو کہتا ہے، مجھ جیسے۔

یہ ہے زمین کا رشتہ، چودہ سے۔ چونکہ ان کی پاپوش کے نیچے ہے، سبزے بھی اُگاتی ہے، رزق بھی پیدا کرتی ہے۔ کربلا کی خاک کا سلطان کربلا علیہ السلام سے صرف چلنے کا رشتہ نہیں۔

یہ ازل سے بقعہ احترام ہے!! بلکہ ایک عالم ربانی کے جملے جبر مشیت کی طرح میرے سامنے آ گئے، سنا تا چلوں۔ علامہ ابوالحسن رازیؒ، انہوں نے خاک کربلا پر نظر ڈالی، کربلا والے پہ نگاہ کی۔ اور وہ جملے لکھے تم نے لوح دل پہ لکھنا ہے!! وہ فرماتے ہیں:

حسین لیس أحد یدری ما حسین، ضریحہ مطاف المطافات، قبلۃ الحاجات، و مہبط الأملاک، و مسجود الأفلاک ۝

علی علیہ السلام والا ہونے کا یہی توفاندہ ہے، پڑھ میں عربی رہا ہوں۔ دل میں علی علیہ السلام ہو تو یہ انعام ہوتے ہیں۔

ترابہ ذہب لا بل ہی اکسیر، لا بل ہی نور، لا بل ہی سر اللہ ۝
توجہ! جو تھوڑا مشکل جملہ تھا، وہ مولانا نے سمجھ لیا، آپ کو بھی ساتھ لے کے چلنا ہے

مجھے۔



حسین لیس اُحد یدری ما حسین O

کوئی نہیں جانتا کائنات میں کون ہے حسین علیہ السلام۔

لیس اُحد یدری ما حسین O

کوئی نہیں جانتا خدائی میں کہ کیا ہے حسین علیہ السلام۔

انہوں نے کہا پس میں اتنا جانتا ہوں اور وہی کہتا ہوں جتنا جانتا ہوں۔

ضریحہ قبلۃ الحاجات، مطاف المطافات O

جاگنا حلا لیا! وہ حسین علیہ السلام کی ضریح حاجات کا قبلہ ہے۔

چلے تو نہیں گئے ہو؟! ”بسم اللہ“ کی بات ہے؟! پھر ترجمہ ہونے لگا، سنبھالنا اپنے اپنے کیجئے۔ ”مطاف المطافات“

جس جس کا طواف ہوتا ہے زمانے میں وہ وہ شے طواف کرتی ہے حسین علیہ السلام کی ضریح کا۔

مطاف المطافات

جس جس کا بھی طواف ہوتا ہے۔

میں فہرست نہیں گنواؤں گا۔ بس جس جس کا طواف ہوتا ہے۔

ظاہر ہے جو مائیں قبر حسین علیہ السلام کا طواف کرتی ہیں، حلال کے بچے وہی جہنم دے سکتی

ہیں۔

اور دیکھو، حسین علیہ السلام کی ضریح کا طواف کرنے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ کربلا

جاؤ! ایک گداگر ہے، نہیں جاسکتا!! ایک بھکاری ہے، بس سوچ سکتا ہے بے چارہ! اپنے گھر کی



چھت پہ تو چڑھ سکتا ہے۔

جی! چھت پہ کھڑے ہو کر قبر حسین علیہ السلام کا تصور کرے اور تصور میں طواف کرے اور بس اتنا کہہ دے:

السلام علیک یا ابا عبد اللہ o

میدانِ قیامت میں جب یہ بندہ آئے گا، اللہ ہر بندے سے کہے گا، اکبر حاجی آرہا ہے اس کا استقبال کر۔

ہر طواف کرنے والی حقیقت طواف کرتی ہے حسین علیہ السلام کی ضریح کا، سر اٹھانا، میری طرف دیکھنا۔

مہبط الأملاک o

جس کی ضریح جائے ہیوٹ ہے، فرشتوں کے اترنے کی جگہ ہے۔ معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں:

فوج یهبط و فوج يعرج o

فرشتوں کی ایک فوج آرہی ایک فوج جارہی ہے۔

اب یہ جو جملہ میں اب کہنے لگا اس میں تم نے میرا ساتھ دینا ہے۔

مسجود الأفلاک o

میں منبر پہ بیٹھا ہوں۔ جب پہلی کتاب میں یہ جملہ پڑھا، انکار والی گھڑی میں تو میری پیدائش ہی نہیں ہوئی تھی کہ خدا نخواستہ میں انکار کرتا، یا شک کرتا! شک کرنے والی زبان کو ان کے فضائل پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ میں سوچ میں پڑ گیا، چونکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ



”افلاک“موجود ہے حسین علیہ السلام کی ضریح یعنی جسے آسمان سجدہ کرتے ہیں۔

آپ یقین کرو میں اپنے گھر میں تھا سو چتر بادن کا کچھ حصہ، رات ہوگئی، لیٹا ہوا ہوں اپنے کمرے میں، اچانک اندر سے آواز آئی، اٹھ! اور بالکل واضح جیسے اندر سے کوئی بولا۔ اب یہ پوچھنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ اٹھ کے جاؤں کہاں؟ اٹھ کے اوپر کتاب خانہ ہے وہاں چلا گیا۔ جب وہاں پہنچا تو میں نے کہا کیوں آیا ہوں ادھر؟ تب میں سمجھا کہ کوئی لایا ہے! ایسے ہی دو اڑھائی سو کتاب میز پر پڑی رہتی ہیں ہر وقت مختلف، آکے میں کرسی پہ بیٹھ گیا اور سوچ رہا ہوں کہ کیوں آگیا ہوں؟! اچانک ہی بے خیالی میں ایک کتاب اٹھائی کھولی تو ایک حدیث نکل آئی، سنئے گا، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

أَن أَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا سَجَدُوا، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَهْلُ السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ رُكُوعَ أَلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَهْلُ السَّمَاءِ الثَّلَاثَةِ قِيَامَ أَلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝
پتہ نہیں کون کس پانی میں ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے، فرماتے ہیں:

پہلے آسمان والے سجدے میں ہیں اور قیامت تک سجدے میں رہیں گے۔
دوسرے آسمان والے رکوع میں ہیں اور قیامت تک رکوع میں رہیں گے۔
اور تیسرے آسمان والے قیام میں ہیں اور قیامت تک قیام میں رہیں گے۔
بظاہر ترتیب الٹ ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا پہلے آسمان والے قیام کرتے، دوسرے آسمان والے رکوع کرتے اور تیسرے آسمان والے سجدہ کرتے!!!

میں کہہ چکا۔ میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ اب دیکھیں ہم اٹے چلتے ہیں۔ تیسرے



آسمان والے رکوع میں ہیں۔ اور پہلے آسمان والے سجدے میں ہیں۔ اور قیامت تک سجدے میں پڑے ہیں، اور مسجود الافلاک ☆

اس کا لطف وہی لے گا جو حقیقت کعبہ کو سمجھتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ کعبہ قبلہ کیوں ہے؟ علیؑ کی وجہ سے ہے تو بس انسانوں کا مسجود علیؑ ہے اور فرشتوں کا مسجود حسینؑ ہے۔

یہ انسانوں کا قبلہ ہے اور وہ فرشتوں کا قبلہ ہے۔ سارے جو قبلے ہیں بلکہ یہ بھی گستاخی کی، یہ حقیقت قبلہ ہیں۔ یہ علت قبلہ ہیں، بھائی یہ علت سجدہ ہیں۔

اب یہ ایسا ہے کوئی جاہل کہے غضنفر عباس ہاشمی عالم نہیں ہیں اور عالم مجھے عالم مانے! تم اس جاہل کو گھاس ڈالو گے!؟

چودہ سے سجدے کروا کے اللہ کو ہمارے سجدوں سے کیا لینا ہے۔

”مسجود افلاک“ جس کی طرح افلاک کی مسجود ہے۔

آگے علامہ ابو الحسن رازیؒ فرماتے ہیں: سر اٹھانا میرے بزرگوں بھائیوں عزیزوں میں کیا بولوں اس حسینؑ کے بارے میں کیا کہوں جس کی مٹی سونا ہے۔

دو چار فقرے میری خواہش سے سن لو پھر کہو گے تو چھوڑ دوں گا منبر جس کی مٹی سونا ہے پھر فرماتے ہیں لا بل ہی اکسیر غلط کہا میں نے سونا نہیں اکسیر ہے۔

جو سونا ہوتا ہے وہ دس من سونا ایک ماشہ لوہے کو سونا نہیں کر سکتا۔ ایک چٹکی اکسیر سیروں لوہے کو سونا کر سکتی ہے۔

پہلے کہا جس کی مٹی سونا ہے پھر کہا اکسیر ہے یعنی سونا ساز ہے پھر کہا یہی عالم کی شان ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ علمی اصطلاح میں اس کو استدراک کہتے ہیں۔ یعنی ایک بات کو



سوچنا کہ یوں نہیں بلکہ یوں ادنیٰ سے اعلیٰ، اعلیٰ سے اعلیٰ کی طرف جانا۔ اب ذرا اس عالم ربانی کا استدراک دیکھئے کہا: کہتے ہیں یعنی بات کو سوچنا کہ یوں نہیں بلکہ یوں، ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف جانا۔ اب ذرا اس عالم ربانی کا استدراک دیکھئے کہا۔

میں کیا کہوں اس کے بارے میں جس کی مٹی سونا ہے نہیں سونا نہیں اکسیر ہے۔ نہیں اکسیر نہیں نور ہے۔

اصل میں یہ کہ وہاں بستر پہ بھی ظہیر بھائی کے گھر بھی میرا سینہ دھواں دیتا رہتا ہے۔ منبر کی قسم اس ذکر کی قسم! خاکِ شفاء کی قسم دھواں دیتا ہے میرا سینہ کہ مولاً عنوان تو رکھ لیا گیا ”اسرارِ خاکِ شفاء“ پھر لوگوں کے دلوں کو بھی اسرار کا قلعہ بنا کہ میں کہتا چلوں، میں بہت کچھ کاٹ کے آپ کو سنار باہوں۔

سراٹھانا، کہا میں کیا کہوں اس خاک کے بارے میں جو سونا ہے اور حالانکہ یہ محاورہ ہے کہ یہ سونا نہیں ہے مٹی ہے۔ یعنی جہاں تحقیر آمیز جملہ بولنا ہو کہا جاتا ہے مٹی ہے اور وہ کہتے ہیں جس کی مٹی سونا ہے نہیں نہیں اکسیر ہے۔ نہیں نہیں نور ہے لا بل ہی جس اللہ نہیں نہیں وہ تو اللہ کا نور ہے۔ اب کاظمی نے نعرہ لگایا، ایک جملہ ابلا، الہام بن کے اتر آیا۔ جس علی کے سگ قلندر ہوں، اس کا حسین کیا ہوگا؟؟

اور یہی راز ہے رفعتوں کا، یہی راز ہے ترقی کا، ہے بیٹا، ہے سید، ہے ناں! علی کی نسل سے ہے، لیکن دیکھا وہ حجت ہیں۔ وہ خدا نما۔

وہ حجت، وہ خدا نما، وہ آمینہ تو حید میں تیل کے کڑاہ میں گھل مل جاتا ہوں، وہ کبریائی میں گھل مل جاتا ہے۔ اور میرے لئے یہی شرف ہے کہ میں ان کی نسل میں آ گیا ہوں اور پھر



اعتراف کر لیا۔

من سگ کوئے شیر یزدانم

میں علی کی گلی کا کتا ہوں۔

علیٰ نے فرمایا:

تو نے یہ کہا اور میں نے بڑے بڑوں کو تیرا کتا نہ بنایا تو مجھے علیٰ کون کہے گا۔

اللہ اکبر میرے مالک! سمجھ میں تیرے بندے نہیں آتے اور مولوی تجھے سمجھنے چلا ہے!

میں کیا کہوں اس کے بارے میں جس کی مٹی سونا ہے۔ نہیں نہیں اکسیر ہے۔ نہیں نہیں نور ہے۔ ہر

گزنہیں اللہ کا راز ہے۔ وہ تو اللہ کا راز ہے!! سر اٹھانا آخری بندے تک دل پر نقش کرنا، انہوں

نے آخری جملہ کیا کہا بل ہی سر اللہ بلکہ یہ خاک اللہ کا راز ہے۔ آپ مجھ سے کہتے ہو اسرار

بتا، خاکِ شفاء کے یہ دنیاوی راز ہو تو میں کھولوں، یہ دنیاوی راز ہو تم سمجھو۔

میں ایک جملہ بولنے لگا، صرف ایک، اور پچاس برس دشت کی تحقیق میں بھٹکتے رہو۔

اتنا قیمتی موتی نہیں ملے گا۔ جتنا جملے میں بند کر کے تمہاری جھولی میں ڈالنے لگا ہوں۔ ہے

صلاحیت تو خرید لو۔ بس یہی راز ہے اس خاک کا کہ اس کے پردے میں حسینیت چھپی رہتی

ہے۔

کل رات میں نے بتایا تھا کہ مٹھی بھر خاک میں اللہ کا خلیفہ چھپا ہوا ہے۔ نہیں نہیں جن

کے ہاں اصلی خاکِ شفاء ہے۔ وہ یومِ عاشور سرخ کیوں ہوتی ہے؟! تین سو ساٹھ 360 دن

میالی، ایک دن مخصوص لمحے میں سرخ۔ تجلی دے رہی ہوتی ہے حسینیت اور اس عالم ربانی کا

ایک جملہ باقی ہے۔ اب اس کا ترجمہ یہاں کرنے لگا ہوں۔ وہ کہتے ہیں میں اس خاک کے



بارے میں کیا کہوں:

يظهر منها نور الامام تارة و يتجلى فيها رب الانام مرة ☆
میں کیا کہوں، اس خاک کر بلا میں جس میں سے کبھی امامت کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ اور
یہ کبھی، میرے ترجمے کو بے شک دیوار پہ مار دو اپنی پسند کے عالم سے ترجمہ کر لینا۔

ويتجلى فيها رب الانام مرة ☆
میں اس خاک کے بارے میں کیا کہوں جس میں کبھی کبھی اللہ جلوہ مارتا ہے، کبھی اس
سے نور امامت ظاہر ہوتا ہے۔ پہلے فرمایا يظهر ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہاں کیا ويتجلى۔
کبھی وہ تجلی مارتا ہے، اب اگر تھکے نہیں تو ہر بندہ دل پہ لکھے گا۔ پھر انشاء اللہ خود بخود
کچھ اسرار تصور کدے میں آئیں گے۔ یہ صرف شیعہ کتابیں نہیں بلکہ برادران اہل سنت کی کوئی سو
100 کے قریب کتابیں میں دکھا سکتا ہوں، جن میں یہ ہے کہ یہ شفق پہ، آسمان پہ سرخی ہوتی ہے
یہ واقعہ کر بلا سے پہلے نہیں تھی۔

وہ کہتے ہیں

لم تر حمرة قط

اس سے پہلے سرخی نہیں تھی۔

یہ واقعہ کر بلا کے بعد کیوں ہوئی؟! وہ کہتے ہیں اس لئے چونکہ غصے میں انسان کا چہرہ
سرخ ہو جاتا ہے۔ اب اللہ بدن تو رکھتا نہیں۔

خدا کا جسم تو ہے نہیں، وہ آسمان کے کناروں کو سرخ کر کے اپنے جلال کو، غضب کو
، اپنے غصے کو ظاہر کرتا ہے۔ سرخی اس کے جلال کی علامت ہے۔ جب یوم عاشور خاکِ شفاء سرخ



ہو جائے۔ دونوں باتیں کہہ سکتے ہو! نورِ امانت ظاہر ہو رہا ہے، یہ بھی سچ ہے کہ اللہ کا غضب اور جلال ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ بھی سچ ہے۔ پورا شعر اس طرح ہے۔

بیان سرِ شہادت کی اگر تفسیر ہو جائے
تو مسلمانوں کا قبلہ روضہ شہید ہو جائے

اب تو فرشتوں کا قبلہ ہے ناں!

تو پھر مسلمانوں کا قبلہ روضہ شہید ہو جائے۔

اللہ کا جلال چھپا ہے اس کا خاک میں۔ حسینؑ کا خون بھی کہہ سکتے ہو اور اللہ کا جلال بھی کہہ سکتے ہو۔ ویسے بھی حسینؑ کا خون جلالِ الہی سے بنا ہے۔

کیا کہنے اس خاک کے، خاک بے چاری خاک ہی ہوتی ہے۔ بظاہر بڑی کمزوری چیز ہوتی ہے۔ جس میں تواضع، جس میں عاجزی، جس میں انکساری، جس میں حقارت، اور اسی چیز کو تو دیکھ کے شیطان اکڑا تھا۔ معلوم ہوتا ہے خاک کو حقیر سمجھ کے اسے نہ جھکنا شیوۃ ابلیس ہے۔

ختم ہو گئی میری گفتگو، یہ تو خاک ہے۔ آخری آدمی تک دل پہ لکھ لینا۔ طور پہاڑ تھا، اور پہاڑ تو پہاڑ ہوتا ہے۔ اس پر نور کے اتنی 80 ہزارویں حصہ کی تجلی پڑی سرمہ ہو گیا۔ حسینؑ تیرے کیا کہنے، تیری خاک میں اس کا جلال چھپا رہتا ہے۔

اسی 80 ہزارواں حصہ تھا نور کا جو چمکا تھا اور پہاڑ سرمہ ہو گیا اور جہاں جلالِ الہی چھپا ہے اور سارا سال چھپا رہتا ہے۔ ایک دن ظاہر ہوتا ہے۔ عام زمین بھی اتنی عظمت والی ہے کہ آسمان اور اس کی مخلوق کی تخلیق سے دو گنا وقت لیتی ہے۔ اور یہ سوچتے رہنا اور میں نے تمہیں حدیث پڑھ کر کل بتایا تھا کہ اللہ نے زمین کو بلا کو زمین کعبہ سے چوبیس ہزار سال پہلے خلق کیا تھا



- صرف اسی پر عشرہ چاہیے اسے اتنا عرصہ پہلے کیوں؟ اس ”کیوں“ کے لئے عشرہ چاہیے۔
- چوبیس کے عدد میں بھی کچھ علتیں ہیں کچھ اسرار ہیں۔

یہاں بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ اللہ زمین کر بلا کو بنانا ہی اس وقت چاہتا تھا جب اور کچھ بنانا نہ ہو۔

تاکہ اس کی صورت ملکوت جیسی ہو!! اس کی سیرت جبروت جیسی ہو!! اس کی حقیقت لاہوت جیسی ہو!! تاکہ میں اللہ یہ کہہ سکوں:

نَجَّيْنَاهُ وَلَوْطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا (سورہ الانبیاء ۷۱)

ہم نے ابراہیم اور لوٹ کو نجات دے کر اس زمین کی طرف بھیجا جس میں ہماری برکت بھری ہوئی ہے۔

مصائب :

کچھ لطف آیا یا وقت ضائع ہوا، خوش رہو آباد رہو، مولاً آپ سب کی عبادت قبول فرمائیں۔
بس مشیت یہ چاہتی ہے، دیکھیں کر بلا کا شرف قبر حسینؑ کے سبب ہے۔ ٹھیک ہے ناں اور زیارت ناحیہ میں تمہارے زمانے کے امام فرما رہے ہیں:

(فی قلوب من والاہ قبرہ)

جس جس دل میں ولاء ہے حسینؑ کی اس اس دل میں قبر ہے حسینؑ کی۔ بس اس قبر کی حرمت کو نہ بھولنا اور یہ خود زرا اپنے ضمیر سے پوچھ کے بتاؤ کہ جس کی نگاہ قبر حسینؑ پہ پڑے کیا وہ اپنے آنسو روک سکتا ہے؟ اوہ تیرے دل میں ہے۔ اگر حسینؑ سے ولاء ہے تو بس اسی کو زینہ بنا کے دو جملے کہنے لگا ہوں جس کے سینے میں گوشت ہے وہ سنبھال لے۔



کربلا میں پہلے ظلم یہ کیا شامیوں حرامیوں نے سرکائے، پردہ داروں کے سامنے، اللہ اکبر! میں نے کہا ہے۔ کچھ چیخیں ابھری ہیں۔ کچھ ہاتھ ماتم کے لئے اٹھے ہیں۔ کچھ سر پیٹ رہے ہیں، کچھ رانیں، کچھ سینہ، کچھ لوگ حیران نظروں سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اس لئے پیٹ رہے ہیں، بھائی! کہ ان کی نظر حقیقت تک پہنچ گئی ہے۔ صرف سامنے کا ناہوتا سروں کو تو شاید میں منبر سے روایت نہ پڑھتا۔ کتابوں کے جملے یہ ہیں کہ حضرت عباسؓ کا سر جناب ام کلثومؓ کی جھولی میں کٹا، جناب اکبرؓ کا بی بی لیلیٰ علیہ السلام کی گود میں کٹا۔ جناب قاسمؓ کا سر جناب ام فروہؓ کی آغوش میں کٹا۔ اللہ اکبر! العظمة اللہ میں دعا ہی دے سکتا ہوں۔ جو آنکھیں اس غم میں روتی ہیں کسی اور غم میں نہ روئیں۔ رورہے ہو چیخیں مار کے، سوال کا حق تھا تمہارا، پوچھتے علامہ صاحب بیٹوں کے سر کٹتے رہے، ماؤں نے کیا کچھ نہیں؟! بھائیوں کے سر جدا ہوتے رہے، بہنوں نے چھڑایا نہیں!؟

اوبابا! چھڑایا جاتا ہے ہاتھوں سے، ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اور بہنوں کے ہاتھ بھی، زینب علیہ السلام نے مدینہ کی طرف دیکھ کے فرمایا:

نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دین تیرا بچ گیا، آدیکھ کربلا میں زینب علیہ السلام کا کچھ

نہ بچا۔

رو چکے ہو۔ ہو چکا پر سہ، حق تھا۔ میں چھوڑ دیتا منبر، لیکن کل اسی کو رونا نصیب ہوگا جو ہو گا، ایک جملہ اور سن لو۔ کتابیں بتاتی ہیں۔ ایک بہن نے کوشش کی۔ اللہ کرے میں پڑھ سکوں اور تم سن سکو۔

ایک بہن نے کوشش کی، بھائی بچالوں۔ کس نے؟ چار سالہ بتول علیہ السلام نے سکی نہ



علیہا السلام نے۔ سیکینہ علیہا السلام نے کوشش کی۔ جو میں نے کتابوں میں دیکھا۔
مرہ ابن منقذ ملعون خنجر لے کر اکبر علیہ السلام کی طرف بڑھا، بچی کے ہاتھ بھی پابند تھے
، دیکھا اور تو کچھ ممکن نہ تھا۔

أَلَقَتْ نَفْسَهَا عَلَى جَسَدِ أَخِيهَا ۝

اپنے آپ کو لاشے پہ گرا دیا۔ کہا یا مجھے قتل کر یا جب تک میں زندہ ہوں، اکبر علیہ السلام
کا سر کٹنے نہیں دوں گی۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! مجھے معاف کرنا، کلیجہ پھٹ جائے گا تمہارا، یہ ملعون دائیں
آتا ہے سیکینہ علیہا السلام دائیں طرف گر جاتی ہے، یہ بائیں طرف آتا ہے، بچی بائیں طرف۔
کافی دیر کے بعد اس نے شمر لعین کو پیغام بھیجا بچی مجھے سر نہیں کاٹنے دے رہی، یہ کوئی چیز ہاتھ میں
لے کر آگے آیا۔ اس کا ہاتھ چلتا رہا۔

چھوڑ دے لاشہ، چھوڑ دے لاشہ، چھوڑ دے لاشہ۔

حسین علیہ السلام نے کہا میری سیکینہ علیہا السلام مر جائے گی، نہ نب علیہا السلام میری
سیکینہ علیہا السلام بے ہوش ہو گئی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝





چوتھی مجلس

☆ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ☆

سورہ مومنون میں سے ایک آیت پڑھنے لگا ہوں۔ ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَامَّةً اٰیَةً ۙ وَابْنَهُمَا اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِيْنٍ ۝

(سورہ مومنون: 50)

فرمایا: ہم نے ابن مریم علیہ السلام اور اس کی ماں علیہا السلام دونوں کو آیت بنایا۔

وَابْنَهُمَا اور ان دونوں کو پناہ دی۔ نہیں! پہلے ذہن میں رکھ کے بیٹھئے گا کہ قبلہ کے

اندر جانے لگی مریم علیہا السلام، اللہ نے نکال دیا۔

هذا البيت العبادة لا بيت الولادة ۝

یہ عبادت کا گھر ہے، ولادت کدہ نہیں ہے۔

اب اللہ کہہ رہا ہے، جب بیت المقدس میں بچہ جننے کی اجازت نہیں دی۔ تو پھر کہاں گئی

!؟

وَابْنَهُمَا اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِيْنٍ ۝ (سورہ مومنون: ۵۰)

تو ہم نے ماں اور بیٹے کو پناہ دی ایک ٹیلے کے پاس۔



پتہ نہیں کون کیا سمجھا ہے؟! ایک ٹیلے کے پاس پناہ دی کیسا ٹیلہ؟!

ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

وہ رہنے کے قابل بھی تھا اور اس کے ساتھ بڑا خوشگوار پانی بہتا تھا۔ ربوہ، ٹیلہ، ذاتِ قرار، استقرار، رہائش کے قابل تھا۔ **وَمَعِينٍ** اور وہاں خوشگوار پانی تھا۔ منبر پہ ہوں، کسی کے کان پہ منہ تو نہیں رکھا ہوا ہے؟! مائیک رکھا ہوا ہے، ڈنکے کی چوٹ پہ تمہارے اس منبر سے لے کر جہوم محشر تک، اللہ کی عدالت تک، ضامن ہے۔ جب تقاسیر اہل بیت علیہم السلام کو کھولا تو یہ جواب ملا۔

”وہ ٹیلہ کر بلا اور پانی فرات کا“

تمہارے ذوقِ مودت کو دونوں ہاتھوں سے سلام۔ یقیناً بلاشبہ تم نے اپنی امانت وصول کی۔ تھوڑا سا جس روشِ ادراک پہ لے کے میں سامعین کو چلنا چاہتا ہوں، اب ذرا سوچئے، بیت المقدس کے اندر نہیں پیدا ہونے دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو، اب قرآن کہہ رہا ہے دونوں ماں بیٹے کو پناہ دی ایک ٹیلے کے پاس کہ جہاں خوشگوار پانی بہتا تھا۔ قرآن مجید کے وارثوں نے بتایا وہ ٹیلہ کر بلا، وہ پانی فرات کا، تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں، اپنے سامعین سے اللہ بتانا چاہتا ہے جسے میں دھتکار دوں، پناہ حسین علیہ السلام دیتا ہے۔

سمجھ میں آگئی بات، جسے میں ٹھکرا دوں۔

تو پھر پوری کائنات میں پناہ حسین علیہ السلام دیتا ہے۔

اسی لئے مولانا! کر بلا کے بارے میں جملے ہیں، سر اٹھانا جہاں جہاں بیٹھے ہو!!

ان اللہ عالم نہیں، علم گنگ ہے، ششدر ہے، سوچ میں ہے، بے بال و پری کا



اعتراف کرتا ہے۔ کہ میں کربلا کے ذرے کی حقیقت کو نہیں جانتا۔

سراٹھانا، جہاں جہاں بیٹھے ہو حدیث میں ہے:

أَن اللّٰه يَتَوَلَّىٰ بِنَفْسِهِ خَلْقَ كَرْبَلَاءَ وَخَلْقَهَا تَرْبَةً نُّورَانِيَّةً، صَافِيَّةً طَاهِرَةً
مِّنْ كُلِّ طَهْوَرٍ وَجَعَلَهَا مَعْقِلَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، وَمَعْرَاجَ الْمَلَائِكَةِ
الْمُقَرَّبِينَ ۝

جو پہلے پہنچے وہ لائق تحسین ہیں اور جو رہ گئے انہیں اکیلا نہیں چھوڑنا۔

پہلا جملہ، پہلا فقرہ، چکرا دینے والا ہے اور صرف چکرا دینے والا ہی نہیں اس سے ایک
سوا ایک مسئلے حل ہوتا ہیں، کون سا؟! سراٹھانا!!

أَن اللّٰه يَتَوَلَّىٰ بِنَفْسِهِ خَلْقَ كَرْبَلَاءَ ۝

اللہ نے کربلا خلق کرتے وقت کسی کو شریک نہیں کیا، خود خلق کیا۔ سر سے گزر گئی بات؟!
ہائے، ہائے، میں نے کہا داد ملی، ہاتھ اٹھے، بھونچال آیا، لیکن ذرا سوچئے تو، اَن اللّٰه يَتَوَلَّىٰ
بِنَفْسِهِ، خود متولی ہے اللہ بنفسہ اپنی ذات کے ساتھ!

تمہاری یہ زمین تمہارے وہ آسمان حکم خدا سے کسی نے بنائے؟۔

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدِيْنَا ۝

ہم نے آسمان بنائے اپنے بہت سے ہاتھوں کے ساتھ۔

زمین، تیرا باپ آدم علیہ السلام مشیت خاک سے بنا اور کوئی باکمال مشیت کی آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کے فرما رہا ہے:

أَنِي خَمَرْتُ طِينَةَ آدَمَ بِيَدِي أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ۝



چالیس دن تک میں علی تھا آدم علیہ السلام کی مٹی خمیر کرنے والا۔
اپنے محلے کو جگا کے رکھنا جملہ دینے لگا۔

یا چودہ کو صرف اللہ نے بنایا یا، کر بلا کو صرف اللہ نے بنایا۔ یا چودہ کو خود بنایا، بہت کچھ
کہے بغیر بھی سمجھنا چاہیے یا چودہ کو خود بنایا یا کر بلا کو خود بنایا۔ کوئی صفت تو چودہ والی ہوگی اس خاک
میں۔

چونکہ اللہ کہتا ہے: أعطی کل شی خلقه ۝ (سورہ طہ)
ہر شے کو میں نے تخلیق عطا کی ہے۔

جوشے جس شے کے قابل تھی۔ میں نے ویسا بنایا، جبر مشیت نہیں ہے!! جو اللہ نے چاہا
بناتا گیا۔ ناں، ناں، انسان کو اس لئے بنایا کہ وہ انسانیت کے لائق تھا۔ کتے کو کتا اس لئے خلق کیا
کہ وہ کتا ہونے کے قابل تھا۔ منکر ولاء کو حرامی اس لئے بنایا کہ وہ حرامی ہونے کے لائق تھا۔
”کر بلا کی خاک اس قابل تھی کہ اسے خود بنائے“

أَن اللّٰهُ يَتَوَلّٰى بِنَفْسِهِ ۝

خود بنایا۔ اور بنایا کیسے!!

خلقها تربة نورانية، صافية، طاهرة من كل طهور ۝

اسے نورانی تربت بنایا، صافیت، اس میں صفائی تھی، اس میں خاک والی کثافت اور
آلودگی نہیں تھی۔ جو مٹی میں، خاک میں کثافتیں ہوتی ہیں وہ اس میں نہیں تھیں، جاگنا۔

طاهرة من كل طهور ۝

ہر پاکیزہ شے سے زیادہ طاہر بنایا۔



وجعلها، اگر میرا ابتدائی یاد ہے میرے سامعین کو تو پھر لطف لیں گے۔

وجعلها معقل الانبياء والمرسلين، معراج الملائكة المقربين O
اور اس خاک کر بلا کو انبیاء و مرسلین کی پناہ گاہ بنایا۔

واوينهما

ہم نے جناب مریم علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کو پناہ دی ٹیلے کے ساتھ۔
سراٹھانا، میری طرف دیکھنا، آخری بندے تک اور جو کائنات کے پاس ہو تو بھی،
معقل پناہ گاہ، بنایا کس لئے؟! انبیاء اور مرسلین کے لئے۔ اور مقرب فرشتوں کی معراج بنایا
کر بلا کو۔

نہیں، اب اگر میرے سامعین کو سہی نہیں لگی تو غنفر عباس ہاشمی ایک جملہ دینے لگا
ہے۔ دل پر نقش کرنا اور وصول کرنا۔ معراج، یہ گرانم عرب میں اسم الہ ہے عروج سے اور خود لفظ
عروج بتاتا ہے۔ بلندی معراج کے لفظی معنی ہیں، سیڑھی، چونکہ اس کے ذریعے بندہ عروج تک
جاتا ہے۔ بلندی تک، معراج بلندی کو کہتے ہیں، اللہ نے کر بلا کی خاک کو فرشتوں کے لئے
معراج بنایا۔ حسین علیہ السلام نے معراج کا تصور ہی پلٹ دیا۔

جناب حسین علیہ السلام نے فرمایا:

ساٹھ ہجری تک معراج اوپر ہوا کرے گی۔ اور ساٹھ ہجری کے بعد معراج نیچے ہوا
کرے گی۔ اور جس حسین علیہ السلام کی پستی کا نام معراج ہے اس کی بلندی کہاں تک ہوگی؟!
خاک شفاء تو ایک نام ہے اس کا۔

خاک شفاء ایک نام ہے! اور جو جانتے تو ٹھیک ہے ورنہ آج جان لو آدم علیہ السلام



سے لے کر خاتم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم تک بلکہ جناب امیر علیہ السلام تک ہر حجت کو خدا نے زمین کر بلا سے گزارا ہے۔

اور چیلنج ہے میرا کھلا چیلنج، کسی زمین کو یہ شرف نہیں ملا کہ جہاں سے سارے نبی گزرے ہوں سوائے اس زمین کے۔ شب معراج ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم بھی یہاں سے گزرے۔ یہاں سے گزرے، یہیں اترے، زمین پہ چلے، میرے رات والے جملے اگر یاد ہیں۔ میرے حبیب! جو تے نہاتا رہے۔ عرش ان ذروں کو چومنا چاہتا تھا۔

ہر نبی کو گزارا اور اب تجھے ہے ہر شخص کے لئے سنبھال لے اور تحفہ خدا کرے اس کو دیا جائے جو تحفے کی قدر و قیمت جانتا ہو۔ اسراٹھانا جو نبی گزرا، ہر نبی نے اسے الگ نام دیا، کسی نے اسے ”ارض خیر“ کہا کسی نے ”ارض برکات“ کہا کسی نے ”ارض نور“ کسی نے ”ارض اسرار“ کہا اور کسی نے ”ارض شفاء“ یعنی ہر نبی نام دیتا گیا ہے۔ جتنے نبی ہیں، کم از کم اتنے نام ہیں کر بلا کے۔

باتیں تو اس سے بھی کہیں آگے کی ہیں۔ یہ تو صرف انبیاء علیہم السلام نے نام دیئے ہیں، فرشتوں نے الگ دیئے۔

اور قیامت کے دن اس کے اصلی اور حقیقی زبان بے زبانی سے خداوند عالم بتائے گا۔ اصل میں بات یہ ہے، ابھی آپ نے سنا، نا! کہ تربت جب اللہ نے خلق کی مولانا! تو نورانی، صافی، ہر طاہر سے طاہر بلکہ ہر طہور سے لفظ ”طہور“ تھا ہر طہارت سے طاہر۔

یہ جو ہماری عام زمین ہے نا! اسی کے اسرار و رموز بڑے بڑے مدعیان علم نہیں جانتے اور کر بلا پھر کر بلا ہے!!



ایک حدیث رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

تربوا کتابکم فانہ أنجاح للحاجة ۝

جب تم کو کسی سے کوئی حاجت ہو تو خط لکھو تو ایسے نہ بھیج دیا کرو بلکہ تراب سے مس کیا

کرو۔

تراب سے مس کر کے بھیجا کرو، کیونکہ یہ حاجت روائی کی ضمانت ہے، گھروں میں جا

کے سوچنا، جب تراب حاجت روا ہے تو اب تراب کیا ہوگا۔

سراٹھانا ایک وقت یاد دلاتا ہوں پھر تصور دیتا ہوں، علم غیب تو میں نہیں رکھتا کہ کس کا مقدر ہوگا!

بہر حال میں تو سب کے لئے دینے لگا ہوں۔ جس کا جتنا نصیب، سلطان کربلا علیہ السلام سے

اللہ نے سورہ فجر میں کہا ہے:

يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷) اُرْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

(سورہ الفجر 28-28)

اے نفس مطمئنہ لوٹ آ اپنے رب کی طرف اس حالت میں کہ اپنے رب سے راضی

ہو جا۔

کیسا بندہ ہے یہ، میں نے اولوالعزم نبیوں کو دیکھا ہے، سورہ طحہ پڑھنا، حضرت موسیٰ

علیہ السلام دوڑتے ہوئے آئے طور پر، انہوں نے کہا نبیوں کی شان نہیں دوڑنا، کہتے ہیں:

عجلت أليک رب لترضى ۝

اس لئے دوڑ کے آیا ہوں کہ تو راضی ہو جائے۔

عجلت أليک رب لترضى ۝



تاکہ تو راضی ہو جائے، زمانے کی کوشش وہ راضی ہو، اس کی کوشش حسین علیہ السلام راضی ہوں۔

آٹھ دس چہرے ایسے ہیں جن پہ حیرت ہے بلکہ چیتان حیرت ہے۔ اب اللہ جانے کیوں ہے؟ اللہ کرے صرف حیرت ہو۔ کیونکہ حیرت کی بچت ہے۔ انکار کی نہیں!! سر اٹھانا، میں نے اللہ سے پوچھا، پالنے والے! ہم تو تجھے راضی اس لئے کرتے ہیں کہ تو راضی نہ ہو تو ہمارا بہت کچھ نہیں سنو رہے گا!!

اگر تو ہم سے راضی نہ ہوا، نہ ہماری دنیا، نہ ہماری برزخ، نہ ہماری آخرت کچھ بھی نہ بچے گا۔ اب اگر کوئی کمبخت کمزور کلیجے والا ہے! چلا جائے! جیسے اگر زیادہ طاقت کی دوائی اگر کمزور آدمی کھائے تو وہیں ختم ہو جائے گا۔ ہاں یہ بہت بڑی طاقت کی دوائی ہے۔ جو پہاڑ سے زیادہ وزنی کلیجہ ہو گا وہی برداشت کرے گا۔ اے اللہ اگر تو ہم سے راضی نہ ہو تو ہمارا بہت کچھ بگڑ جائے گا۔ تو حسین علیہ السلام کو راضی کیوں کر رہا ہے۔

کہا ہنریان نہ بک! اگر حسین علیہ السلام راضی نہ ہو تو میں، میں نہیں رہوں گا۔ کہا جس نے میری توحید بچائی ہو، جس نے میرا نام بچایا ہو، میں اسے راضی نہ کروں تو کس کو کروں!؟

کہا اگر میں تم سے راضی نہ ہوا، تمہارا کچھ نہیں رہے گا، اور اگر حسین علیہ السلام راضی نہ ہوا، میں، میں نہیں رہوں گا، اس لئے میں نے اس سے کہا ”راضیہ“، پہلے مجھ سے راضی ہو۔ اب جو کچھ میں تم کو بتانے چلا تھا وہ بات آگے ہے۔

فادخلی فی عبادی، وادخلی جنتی ۝



داخل ہو جا میرے عباد میں، عباد نہیں بلکہ میرے عباد میں جو میرے عبد ہیں۔ اس کے جو عبد ہیں، میں اور آپ عبد ہیں، اس کے نہیں۔

اس کا عبد ایک ہے زمانے میں۔

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ ۝

صرف میرا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا عبد کہ جس کی عبدیت اس کی رسالت سے بھی پہلے۔

سبحان الذی أسرى بعبدہ ۝

جس نے اپنے عبد کو سیر کرائی، اور اللہ کہہ رہا ہے۔

فَأَذْخُلِيْ فِيْ عَبْدِيْ (سورہ الفجر: ۲۹)

میرے ان بندوں میں شامل ہو جا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہیں۔

وَأَذْخُلِيْ جَنَّتِيْ (سورہ الفجر: ۳۰)

میری جنت میں آ جا۔ جنت میں نہیں۔

جو میری جنت ہے، ایک تھکا ماندہ آدمی پسینہ سے شرابور، ایک اے سی والے کمرے

میں آئے تو کہتا ہے، جنت میں آ گیا ہوں، ہر ایک بندے کا معیار جنت اپنا اپنا، الگ الگ، جس

چیز کو اللہ اپنی جنت کہتا ہے۔

میں نے تھوڑی دیر ہوئی، زیادہ وقت نہیں گزرا، تھوڑی دیر ہوئی میں نے بتایا کہ میدان

قیامت میں اللہ زمین کر بلا کے نام بتائے گا۔ سرائٹھاؤ، ان میں تین نام میں نے پڑھ رکھے ہیں۔

باقی پتہ نہیں کیا بتائے گا۔ تین میں نے پڑھے ہیں وہ لے جاؤ۔ زمین کر بلا پیش ہوگی، اللہ کہے گا:



ہذہ ریاض مشیتی ○

یہ زمین میری مشیت کا باغ ہے۔

دیکھو، تھک جانا بشریت ہے، تھک جانا انسان پہ تہمت نہیں۔ انسان ہی تھکا کرتے ہیں۔ وہ تو وحید کے بدن ہیں، جو نہیں تھکتے، تھک گئے ہو، تو کل بتاؤں گا۔ حق ہے تمہارا۔ حق دار کا حق مارنے والا تو لعنتی۔

ہذہ ریاض مشیتی ○

یہ زمین میری مشیت کا باغ ہے۔

اب جاگو!

ہذہ سر کینونتی ○

اللہ کہے گا یہ زمین میرے ہونے کا راز ہے۔ میرے ہونے کا راز!!

مجھے خاکِ شفاء کے یہی اسرار آتے ہیں۔

یہ مشیت کا باغ ہے، یہ میرے ہونے کا راز ہے۔

جاگو حلائیو! اللہ کہے گا:

ہذہ جنتی یہی تو میری جنت ہے۔

صرف اللہ کی جنت نہیں، حضرت صادق علیہ السلام آل علیہم السلام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم زائر حسین علیہ السلام کے لئے کہتے ہیں:

زائر الحسین، زائر اللہ و زائر مع اللہ ○

جو حسین علیہ السلام کا زائر ہے، وہ اللہ کا زائر ہے اور اللہ کے ساتھ زائر ہے۔



جوادھر جاتا ہے، وہ اللہ کی زیارت بھی کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ بھی زیارت کرتا ہے یہ سریت میں اس میں اور اسی طرف اشارہ ہے۔

سر کینونتی O

میرے ہونے کا راز

اصل میں حدیث قدسی ہے۔ یقین مانو میں نے بڑوں بڑوں کو دیکھا، جانچا، پرکھا، تولّا، ٹٹولا، پتہ ہی نہیں چلا۔ اللہ نے کہا جو شب معراج رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو ہوئی ان میں ایک جملہ یہ تھا۔

أنا عند المنكسرة قلوبهم المندرسة قبورهم O

میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے ساتھ رہتا ہوں، اور ٹوٹی ہوئی قبروں کے پاس ملتا ہوں۔ اللہ جانے کون سمجھا؟! میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں اور شکستہ قبروں کے پاس ملتا ہوں۔ یہ عام قبرستان کی ٹوٹی ہوئی قبر کے پاس اللہ کو مان رہے ہیں۔

اگر کہہ دیا جائے، اللہ بتول علیہا السلام کی قبر کے پاس ملتا ہے۔ یہ اسرار بھرے ہیں اس خاک میں کہ جسے تم صرف خاکِ شفاء کے نام سے جانتے ہو!! ابھی چھ دن پڑے ہیں، ابھی بہت کچھ کہنا ہے اور بہت کچھ بچ بھی جائے گا۔ جو کہوں گا وہ قطرہ ہوگا، جو بچے گا وہ دریا ہوگا۔ یہ تو میرے سینے میں بچے گا۔ اللہ جانے اس کی حقیقتیں کیا ہیں؟!

یہاں تک تو بشری رسائی کی بات ہے۔ اب سراٹھانا! لیکن پہلے ہر شخص اپنے آپ سے پوچھ لے، اگر تھک گیا ہے تو کل بتا دوں گا۔ جیتے رہو!

کر بلا جہاں تک خطہ ہے دور وایتیں ہیں، تین ضرب تین کی، اور چار ضرب چار کی۔ جو



بھی ہے اللہ بہتر جانے یا کربلا کا مالک بہتر جانے۔ جتنی بھی حد کربلا کی ہے وہ ساری کی ساری خاکِ شفاء ہے۔ ساری تربت اسرار ہے، ساری۔ اب یہ تو ممکن ہی نہیں کہ تین ضرب تین یا چار ضرب چار کے چپے چپے پر حسین علیہ السلام چلا ہو۔

اسی لئے میں نے پوچھا تھا کہ اپنے آپ سے پہلے پوچھ لو، ساری زمین پہ خود تو نہیں چلے میرے مولا حسین علیہ السلام۔ جہاں حسین علیہ السلام پیدل چلے وہ بھی خاکِ شفاء جہاں گھوڑے پہ سوار ہو کے چلے وہ بھی خاکِ شفاء۔

جہاں حسین علیہ السلام کے نقش پا، وہ بھی خاکِ شفاء، جہاں مرتجز کا سم وہ بھی خاکِ

شفاء۔

ایک جملہ دینے لگا ہوں! تمہارے سامعین کو جس نے خرید لیا، اس نے سب کچھ خرید لیا، وعدہ، اور جو نہ خرید سکا، اس کا میں کیا کر سکتا ہوں۔ میری طرف دیکھنا، جہاں مرتجز چلا ہے وہ بھی خاکِ شفاء جہاں حسین علیہ السلام چلے وہ بھی تربت اسرار اور تعجب اس لئے نہ کرنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا، سورہ طہ میں ہے:

سامری نے ایک مچھڑا بنایا تھا اور کچھ لوگوں کو اس نے گمراہ کر کے سجدہ کروا دیا اس مچھڑے کا، تھا مچھڑے کا بت، تھا ڈھانچہ، پاگل ہو گئے تھے لوگ اس کو سجدہ کرنے لگے تھے، وہ مچھڑا بولتا تھا۔ انا الحق، انا الحق، انا الحق میں حق ہوں۔

قرآن پاک پڑھو تو معلوم ہوتا ہے، یہ اس وقت کی واردات ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ میقات کی چالیس راتیں گزارنے گئے۔ پیچھے موقع مل گیا، اس کم بخت کو، بھڈکا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور کہا مچھڑے کو سجدہ کرتے ہو؟! انہوں نے جواب دیا یہ



”انا الحق“ بولتا ہے!! بلوایا کس نے، سامری نے، غضب کے عالم میں اس کا گریباں پکڑا، اور کہا سزا تجھے کم بخت بعد میں دوں گا پہلے بتا راز کیا ہے، تو نے اس بت کو بلوایا کیسے؟! یہ بت بولا کیسے?!
کیسے!؟

قرآن پاک بھی پڑھ لے اور جس مسلک سے تمہارا تعلق ہے، مرضی اور پسند کے عالم سے پوچھ لینا۔ سامری نے جواب دیا۔

بصرت بما لم يبصروا O

میں نے وہ چیز دیکھ لی جو یہ نہیں دیکھ سکے۔ کیا دیکھ لیا، کہا:

جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کے جارہا تھا۔

فَقَضَيْتَ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ O

میں نے جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کی مٹی مٹھی بھرا اٹھالی۔ ایک قبضہ، ایک مٹھی میں نے اٹھالی۔ نہیں نہیں اب قرآن پاک نے فلسفہ دیا۔ فراسو چو! جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کے جارہا ہے تو سب کے سامنے جارہا ہے ناں، لیکن وہ کہتا ہے:

بصرت بما لم يبصروا O

میں نے وہ چیز دیکھ لی جو یہ نہیں دیکھ سکے۔

یعنی بظاہر عام گھوڑا ہوتا ہے، کسی کو اس کے جسم کے نیچے حقیقت نظر آتی ہے۔

کوئی عام گھوڑا سمجھ کے صرف نظر کر دیتا ہے، کہتا ہے بس وہی مٹی میرے پاس ہے۔

ایک چٹکی جس بے جان پر ڈال دوں، وہ خاک بولتی ہے۔ انا الحق انا الحق۔ اب سراٹھا!

جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے آئی ہوئی خاک بولتی ہے کہ میں حق ہوں۔ اس



جبرائیل علیہ السلام کا گھوڑا جو نوکر ہے حسین علیہ السلام کا۔

اس جبرائیل علیہ السلام کا مولانا! گھوڑا، جو جھولا جھلاتا ہے حسین علیہ السلام کا۔

جو أن فی الجنة نهرأ من لبن لعلی و لزهرأ وحسین و حسن۔ کی لوریاں دیتا ہے حسین کو۔ جو اندر آ رہی نہیں سکتا۔ جب تک اجازت نہ ملے۔ سرائٹھا، سرائٹھا، جائے گا کہاں؟ حسین علیہ السلام کا گھوڑا!! وہ گھوڑا ہے، جبرائیل علیہ السلام ترس تو سکتا ہے حسین علیہ السلام کے گھوڑے کی باگ پر ہاتھ نہیں رکھ سکتا۔

میں نے کہا جبرائیل علیہ السلام ترس تو سکتا ہے لیکن حسین علیہ السلام کے گھوڑے کی باگ پہ ہاتھ نہیں رکھ سکتا۔ اس کی وجہ بھی تمہارے سامنے آ جائے گی۔ بس تین شخصیتیں ہیں پوری خدائی میں جن کا ہاتھ پہنچا ہے اس باگ تک۔ لاکھن میں حسین علیہ السلام سوار ہوئے تھے اس پر، پہلے اسے سلمان نے پکڑا، سلمان نے بائیں باگ پکڑی، بضع رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فضہ سے کہا سلمان سے کہہ گھوڑا اندر بھجوا، جب اندر گیا دائیں باگ بتول علیہا السلام نے پکڑی، وہ دن گیا اور آج کا دن لاہور والو! جب سے بتول علیہا السلام کا ہاتھ اس باگ پر گیا سوائے عباس علیہ السلام کے اور کوئی یہ باگ پکڑ نہیں سکا۔

جہاں سیدہ علیہا السلام کا ہاتھ پہنچے مجال ہے جبرائیل علیہ السلام کی۔ بس عباس علیہ السلام نے پکڑی۔ اور وہ بھی اس لئے کہ بتول علیہا السلام نے فرمایا، میرا بیٹا ہے عباس علیہ السلام۔ تو اب اس گھوڑے کی شان کیا ہوگی۔ جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے جو خاک آئے وہ حیات دے سکتی ہے!! اب ایک دعوت فکر ہے میں نہیں بولوں گا۔ مولانا! میں نہیں بولوں گا۔ بس میں دعوت فکر دوں گا۔ جو چیز جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے



آجائے وہ خاک تو کہتی ہے انا الحق میں حق ہوں۔ اور جو خاک حسین علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے آئے؟!

میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا یہ جملہ جو اب کہنے لگا ہوں۔ یہ کتاب میں نہیں ہے۔ ہاں پھر کل کو کہو، حوالہ دو۔ اس کا حوالہ ہے ہی نہیں!! یہ میرا اپنا عقیدہ اپنی سوچ ہے۔ سن لو آپ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ میری اپنی سوچ ہے۔ مان لو تمہاری مرضی، نہ مانو تو غصہ نہیں ہے کوئی جھگڑا نہیں، کوئی لڑائی نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے جو آئے مٹی، وہ تو کہتی ہے میں حق ہوں۔ میرا خیال ہے جو خاک مرتجز کے گھوڑے کے سم کے نیچے آتی ہو وہ کم از کم یہ کہتی ہوگی کہ میں اس (اللہ) کی جنت ہوں۔

خوش رہو، آباد رہو، کافی دیر سے میں تمہاری آنکھوں کا موسم دیکھ رہا ہوں۔ آپ سے بھی معذرت اور اس بی بی علیہا السلام سے بھی جو پردہ میں بیٹھی ہے۔ کیونکہ وہ مجھ سے خاکِ شفاء کے اسرار سننے نہیں آئی۔ وہ خاکِ شفاء کے ان اسرار کو جانتی ہے وہ آدم علیہ السلام بھی نہیں جانتا۔ وہ پر سے کے لئے آتی ہے، بس دو فقرے سن لو، پرسہ مخدومہ علیہا السلام کو دینا۔ وہ راضی ہوگئی تو پھر سب راضی ہو جائیں گے۔ کل جو میں نے بتایا کہ اس سے آگے کے دو فقرے سنانا چاہ رہا ہوں۔ یاد ہے سر، کب کا ٹے گئے؟! اللہ اکبر پہلا ظلم یہ کہ پردہ داروں کے سامنے کاٹے گئے، بلکہ جھولیوں میں کاٹے۔

دوسرا ظلم یہ کہ ہر مقتول کا سر اس کے قاتل کو ملا جو جو قاتل ہے کسی کا، اس کو سر دیا گیا۔ بی بی زینب عالیہ علیہا السلام کے سامنے!! کیا جگر ہے اس بی بی علیہا السلام کا، ہر قاتل نے اپنے مقتول کا سر نیزے پہ چڑھایا۔ لیکن حسین علیہ السلام کا سر، پوری تحقیق کے بعد کہنے لگا ہوں۔ کربلا



سے نیزے پہ نہیں تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نیزے پہ تھا ہی نہیں۔ تھا لیکن کر بلا سے نہیں، کچھ منزلوں کے بعد نیزے پہ چڑھا، پہلے کہاں تھا؟ اس کے لئے تو میں نے پہلے ہاتھ جوڑے تھے، شمر حرامی نے گھوڑے کے تو برے میں سر رکھا، اور اکبر علیہ السلام کے بابا کا سر گھوڑے کی گردن سے باندھ دیا، تم تو چودہ سو سال بعد سن رہے ہو ناں! اس بی بی علیہا السلام کے حوصلے کا اندازہ کرو جو دیکھ رہی ہے۔

اس بی بی علیہا السلام کے صدقے پھر معافی مانگ رہا ہوں، عزاداروں سے، اپنے عزا دار سلطان کر بلا علیہ السلام کو بہت پیارے ہیں۔ تمہارا دل دکھانے لگا ہوں۔ تو برے کی ڈور لمبی تھی۔ کوشش کرو میرے اشارے سمجھ لو پہلے تو گھوڑے کے زانو سر چومتے رہے۔ اللہ اکبر! اور جو راستہ اختیار کیا شامیوں نے کہیں صحرا، کہیں پہاڑ، پہاڑیوں کے موڑ مڑتا ہے گھوڑا، کبھی کوئی پتھر بوسہ دیتا ہے سر کو کبھی کوئی پتھر۔ تیزی سے گھوڑا مڑا، ایک چٹان شاید مدت سے ترس رہی تھی۔ اس نے زور سے چوما۔ سر ٹپ گیا تو برے سے آواز آئی:

یا شمر! فرق اللہ بین رأسک و جسدک کما فرقت بین رأسی و

جسدی O

اللہ تیرے سر کو بھی ایسے جدا کرے جیسے تو نے مجھ غریب کا سر جدا کیا۔

پھر اب پتھر کی چوٹ مار رہا ہے۔ اتنی اونچی آواز میں کہا لا ہو روالو! کہ پورے لشکر نے سنا۔ میں بی بی علیہا السلام پاک سے التجا کرتا ہوں کہ انہیں برداشت کا حوصلہ دینا کہ یہ سن سکیں۔ حرامی نے گھوڑا روکا تو برے سے سر نکالا ایک چٹان پہ رکھا۔ حسین علیہ السلام لفظ واپس لے! ورنہ میں وہ ظلم کروں گا کہ میرے خنجر کی ضربیں بھول جاؤ گے۔



عزادارو! امام دھمکیوں سے نہیں ڈرتے۔ حسین علیہ السلام نے پھر بدعادی۔ اگر میں نے کتاب کے جملے پڑھ دیئے یا خود مر جاؤ گے، یا مجھے مار ڈالو گے۔ اس نے گھوڑے کی کوچ سے کوئی چیز کھولی، کھول کے سر کے قریب آیا۔ اس حرامی کا ہاتھ اٹھا۔ بی بی زینب علیہا السلام کھڑے اونٹ سے ایسے اتریں، جیسے عباس علیہ السلام گھوڑے سے اترے تھے۔ ہاتھوں کی رسیاں ٹوٹ گئیں۔ ہا نہیں پھیلا۔ کے دوڑیں، میرے مرے ہوئے بھائی کو نہ مارو۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝





پانچویں مجلس

☆ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ☆
توجہ ہے بات شروع کی جائے، آیت پڑھنے لگا ہوں، سورہ کا نام بتانے کی ضرورت
نہیں سب سمجھ جائیں گے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاُخْرِجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ
مَا لَهَا ۝ يَوْمَ مَبْدُ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بَانَ رَبُّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ يَوْمَ مَبْدُ يَصْدُرُ النَّاسُ
اَسْتَاتًا ۝ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
شَرًّا يَرَهُ ۝ (سورہ زلزال)

گھبراہٹ تو نہیں؟ فرمایا: جب زمین زلزلے میں لائی جائے گی خود نہیں آئے گی۔
زلزلت مجہول کا صیغہ ہے۔ زلزلے میں لائی جائے گی۔ زلزالہا جیسا کہ زلزلے کا حق ہے۔
وَاُخْرِجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا۔ زمین اپنے بوجھ، اپنے دھینے، اپنے خزانے، مردے، وُردے
سب اگل پھینکے گی۔

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا اور الْاِنْسَانُ زمین سے پوچھے گا تجھے کیا ہو گیا ہے؟!
يَوْمَ مَبْدُ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا



اس وقت زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی۔

بَانَ رَبِّكَ أَوْحَىٰ لَهَا

کیونکہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیرے رب نے زمین کو وحی کر دی ہے، کہ باتیں کس سے کرنی ہیں۔

يَوْمَ مَنَعُ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا، لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ

اس دن لوگ الگ الگ ہو کے چلیں گے۔ تاکہ انہیں ان کے عمل دکھائے جائیں کہ کرتے کیا رہے ہو؟!

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ

جس نے ذرہ بھر خیر کا عمل کیا ہوگا، وہ بھی اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے عمل شر کیا ہوگا، وہ بھی دیکھ لے گا!!

قیامت کے دن یہ زمین باقی نہیں رہے گی، یہ زمین باقی نہیں رہے گی فنا ہو جائے گی۔ سورہ ابراہیم میں ہے:

يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ۔ (سورہ ابراہیم)

قیامت کا دن وہ دن ہے جب یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔

والسَّمَوَاتِ، اور آسمان بھی نہیں رہیں گے۔ وَيَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ، پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائیں گے آسمان، فناء کے گھاٹ اتر جائیں گے، کچھ نہیں بچے گا۔ اب نہیں خبر کہ میرے سامعین میں کتنا بچا ہے؟!

سورہ رحمن میں ہے:



كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (۲۶) وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

(سورہ رحمن: ۲۶-۲۷)

زمین بھی فنا اور زمین پر رہنے والا ہر ذی نفس فنا۔ **کل من**، جہاں اللہ کل کہہ دے۔ وہاں کیا بچا ہوگا۔ ہر کوئی فنا، و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ اور باقی رہے گا وجہ اللہ۔

ویبقیٰ وجہ ربک، باقی رہے گا تیرے رب کا وجہ۔ اب جسے میری کل والی مجلس یاد ہے ان کے لئے جملہ دیئے لگا ہوں۔ قرآن کہتا ہے: وجہ اللہ باقی رہے گا اور وجہ اللہ جس علم کی روشنی میں دیکھو چودہ ہیں۔

میں جو نمبر پہ بیٹھا ہوں، اتنی عقل شاہ نجف علیہ السلام نے عطا کی ہے کہ جو بول ضمانت سے بول، میں نے کہا، جس علم کی روشنی میں دیکھو، یہ تو جس کا جس علم سے واسطہ ہے وہ میرے سامنے آئے، میں اس کو اس کے علم سے.....

یہ ان کی پاپوش کا صدقہ ہے، اسے اس کے علم سے منواؤں گا کہ وجہ اللہ چودہ ہیں۔ اب میری طرف دیکھیے ہر شے فنا، زمین فنا، اہل زمین فنا وجہ اللہ باقی۔ میں نے کہا تھاناں کہ خاک کر بلا میں چودہ کی کوئی نہ کوئی صفت ہے۔ یا چودہ باقی رہیں گے۔ یا زمین کر بلا باقی رہے گی۔

میری طرف دیکھو، ایسے نہیں تمہارے چوتھے امام علیہ السلام فرما رہے ہیں:

إذا زلزل الله تبارک و تعالیٰ الأرض ، و صیرھا رفعت بتربتھا
نورانية صافية کما هی و جعلھا فی أفضل ریاض الجنة، وھی أفضل مسکن فی



ریاض الجنة يسكن فيها النبيون والمرسلون تزهر في رياض الجنة كما يزهر
كو كب درى لأهل الأرض و يغشى بنورها ابصار أهل الجنة وهى تنادى أنا
أرض الله المقدسة التى تضمنت سيد الشهداء و سيد شباب أهل الجنة
فرمايا: جب اللہ زمین کو زلزلے میں لائے گا اور اسے اڑا دے گا، اس وقت زمین کربلا
سے کیا ہوگا؟ رفعت بلند ہو جائے گی۔

بتر بتھا نورانیۃ صافیۃ کما ہی ۝

اپنی اس نورانی تربت کے ساتھ جسے اللہ نے بنایا، میری طرف دیکھنا، اسی نورانی تربت
کا، میں نے راز بتایا تھا ناں؟ کہ کربلا کی جو حقیقت نورانیہ ہے وہ چھپی ہوئی ہے، اس کے اوپر
لباس ہے خاک کا!!

حقیقتیں پیہ نہیں کتنے کتنے حجابات میں چھپی رہی ہیں؟ آئینہ کس لئے ہوتا ہے چہرہ
دیکھنے کے لئے، تمہارا کیا خیال ہے؟ آئینہ لو، آئینے کی ذات میں شفافیت ہوتی ہے۔ آئینہ
شفاف ہوتا ہے دیکھو گے ناں! نگاہ پار چلی جائے گی۔ چہرہ نظر نہیں آئے گا!! چہرہ کیسے نظر آئے گا
؟ اس کی ایک جہت کو لپ کر دو یا رنگ کا یا مٹی کا گارے کا پھر چہرہ نظر آئے گا۔ یعنی جب تک
آئینے کی ایک جہت کلیف نہ کی جائے چہرہ نظر نہیں آتا۔ بعینہ اللہ نے اپنا ایک آئینہ جلال بنایا
جس میں اپنا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔

بس اس نے نگاہ، بے نگاہی سے دیکھا، نظر نہیں آیا، اب جو عاجز ہو، وہ اللہ کیسا ہے؟؟
اب اللہ نے اس آئینہ جمال و کمال جس کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا اس نے، اس کے
لئے ایک طرف بشریت کا رنگ چڑھا دیا۔



اب میرے ہاتھ میں آئینہ ہو، شفاف جہت میری طرف ہوگی، وہ رنگ والی کثیف جہت تمہاری طرف ہوگی، اب اگر کسی نے آئینہ پہلی بار دیکھا، اس نے جا کے اعلان کر دیا کہ آئینہ کثیف ہوتا ہے!! کیونکہ وہ کثیف جہت اس کی طرف تھی۔ بس یہی مغالطہ مولوی کو لگا ہے میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں۔ کیونکہ جو اس آئینے کی جہت نورانی ہے وہ کبریائی کی طرف ہے۔ دوسری جہت دنیا کی طرف ہے مولوی نے کہا ہم جیسا ہے۔

و تربة كربلاء امرأة عرفان ○

یا در کر بلا کی تربت آئینہ معرفت ہے۔

نہیں! جس کی نظریں گزر سکیں جہت کثافت سے وہ آئینے کی حقیقت کو سمجھے گا اور پوری کائنات میں، میں نے ایک دیکھا ہے جس کی نظریں گزر جاتی ہیں۔
سورہ نجم میں ہے:

وما زاغ البصر وما طغی ○

اللہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کے بارے میں فرما رہا ہے، نہ اس کی نظر رکتی ہے نہ بھٹکتی ہے۔ اس لئے تو مدینہ میں بیٹھے بیٹھے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کے ایک شیشی خاک کر بلا منگوائی۔

اور امانت کے طور پر جناب ام سلمیٰ کے پاس رکھوائی۔ کیونکہ اس آئینہ عرفان کے اندر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک جا رہی تھی۔ وہ دیکھ رہے تھے، کہ یہ کیا ہے؟! اور تم خاک شفاء کے اسرار سن کے کیوں مچل رہے ہو؟ کیوں اچھل رہے ہو؟ کیوں بھونچال آ رہا ہے؟ کیوں تمہارے چہرے گلاب ہیں؟ تمہارے امام علیہ السلام ششم فرماتے ہیں:



اَن اللہ مزج فی طینة مومن تربة کر بلا ؕ
 فرمایا: جب اللہ مومن کی طینت بناتا ہے تو اس میں تھوڑی سی تربت کر بلا ملاتا ہے۔
 مولا علیہ السلام کی محفل لوگوں سے بھری ہوئی تھی، اور لوگوں نے حیران ہو کے پوچھا مومن کی
 طینت میں تربت کر بلا ہے؟! فرمایا: جی ہاں، ثبوت ہے!! مولا علیہ السلام نے کیا فرمایا؟!

لذا تحنوا قلوب شیعة الی الحسنین ؕ
 اسی لئے تو شیعوں کے دل حسین علیہ السلام کی طرف کھینچتے ہیں۔
 کیونکہ تربت، کر بلا، کر بلا کی طرف بلاتی ہے۔ راز کھولنے لگا ہوں۔ آج کے بعد لا کھ
 کوئی جہنم سے ڈرائے۔ عذاب سے ڈرائے، جوتے پاڑا دینا۔
 کل شیء یرجع الی أصلہ ؕ
 قیامت کے دن ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹے گی۔
 کل شیء یرجع الی أصلہ ؕ
 ہر شے اپنی اصل کی طرف جائے گی۔
 بات یہ ہے کہ یہ تو بچے بھی جانتے ہیں۔ منگوائی کیا چیز جاتی ہے؟ اب کوئی میرا معتقد
 انگلینڈ سے مجھے فون کرتا ہے قبلہ کوئی چیز چاہیے؟ اب جو میرے پاس پہلے سے ہے، میں وہ تو
 نہیں منگواؤں گا، اللہ جسے کہہ دے:

خلقت الاشیاء لأجلک ؕ
 کائنات کی ہر شے تیرے لئے ہے اور کائنات کا مالک جبرائیل علیہ السلام سے کہہ رہا
 ہے، جا خاک کر بلا لے آ۔



چونکہ مومن کی طہیت میں ذرہ بھر خاکِ شفاء ہے، ذرہ، یہی اللہ اشارہ کر رہا ہے:

فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ۝

اگر ذرہ خیر کا بھی ہے۔ ذرہ بھر خاکِ کربلا ہے ہر مومن کی طہیت میں!! اسی لئے مومن کو کربلا کھینچتی ہے۔ کربلا بلا باقی ہے اور کلیہ یہ ہے کہ کل شئی يرجع الی اصلہ۔ ہر شے لوٹی ہے اصل کی طرف۔ اب مجبوری ہے تقدیر کی بھی کہ وہ حسینی علیہ السلام کو جہنم نہیں بھیج سکتی۔ ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹی ہے۔

بڑا ایک مشہور عالم واقعہ ہے، کتابیں بھری پڑی ہیں۔ امیر علیہ السلام کائنات نے اپنے خدام سے کہا کل ایک جنازہ آئے گا، اسے یہاں دفن نہیں ہونے دینا۔ نہیں تم نے سن رکھا ہے۔ جس طرح میں نے پڑھ رکھا ہے وہ سنو اور پھر فرمایا: بڑے احترام سے لاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: کل یہ فرمایا تھا اور آج یہ حکم دیا ہے؟!

فرمایا: کچھ زائر میرے حسین علیہ السلام کی زیارت کر کے کربلا سے آئے ہوئے تھے اور ان کی جوتیوں کے تلووں سے کربلا کی خاک لگی ہوئی تھی ہوا تیز چل رہی تھی۔

سراٹھا! وہ خاک کربلا اس کے کفن پہ بھی گری، اس کے کفن کا کپڑا ہٹ گیا، اس کے چہرے پہ گری، چونکہ ہوا تیز تھی، لے آؤ، اب یہ جہنم نہیں جاسکتا!! فرشتے آئے اور یہ کوئی نہیں پڑھتا۔ یہی جملے ہیں انہوں نے کہا ہم انتظام کرتے ہیں۔ ہم نے اس کا کفن بھی دھو ڈالا اور اس کا چہرہ بھی دھو ڈالا، دھل گئی خاک کربلا۔ ذوالجلال کے چہرہ پہ جلال آیا، فرمایا: کفن دھو دیا؟ عرض کی، جی ہاں مولا! چہرہ دھو دیا؟ عرض کی: جی ہاں مولا! بدن دھو ڈالا؟ جی مولا! جو خاک کے ذرے کانوں اور ناک کے ذریعے اندر گئے، وہ کیسے نکالو گے؟



اگر خاک کے ذرے کسی غیر مسلم کے اندر چلے جائیں، تو اس پر جہنم حرام ہو جاتی ہے اور جس کی طینت میں خاک کر بلا ہے وہ جہنم کیسے جاسکتا ہے؟ مجبور ہے، چلا بھی گیا تو جہنم، جہنم نہیں رہے گا۔ پھر وہ ابد تک روشن ہی نہیں ہو سکتا۔

اللہ اکبر۔ ایک بندے نے حضرت صادق آل محمد صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا: وہ شخص کہتا ہے:

أَنی أَخَذْتُهَا

اس نے کہا، میں نے کئی بار کھائی اور اثر نہیں ہوا۔ نیکی کی ٹیک چھوڑ کے عالم جلال میں آ کر فرمایا:

اپنی حماقتوں کی وجہ سے اثر کھوتے ہو اور الزام خاک شفاء پر دیتے ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم اٹھا لیتے ہو بغیر شرائط پوری کئے۔ پھر جب حرم سے باہر آتے ہو، بیمار جنات، نہ دکھائی دینے والی بیمار مخلوق، وہ اسے سونگھ کے اس کی برکت لے جاتی ہے۔ اور پھر تیسری بات یہ ہے کہ جہاں میلے کپڑے، میلے برتن، فالٹو سامان اس میں تم خاک شفاء رکھتے ہو!! عطر کے لئے خوبصورت اور قیمتی شیشی تلاش کرتے ہو!! اور خاک کر بلا کو عام جگہ پہ ڈال دیتے ہو یا عام جگہ پہ رکھتے ہو!!! تو پھر برکت کہاں سے ملے!؟

پہلی شرط یہ ہے کہ ایک دعا ہے اسے اٹھاتے وقت وہ دعا پڑھو! گو، دعا سننے کا ابھی آپ لوگوں کا ارادہ نہیں ہے!! پھر بتا دوں گا جب مولا علیہ السلام چاہیں گے!

فرمایا: جب اٹھاؤ یہ کہو! اس دعا پر اگر چہ چھوٹی سی دعا ہے اس پر ایک عشرہ چاہیے ذات واجب کی قسم! بہر حال سن لو ترجمہ سمیت۔



الہی بحق الملک الذی أخذھا و بحق النبی الذی خزنها و بحق
الوصی الذی حل فیھا أجعلھا شفاء لكل داء و أماناً من كل خوف غنی من كل
فقر و عزاً من كل ذل و اجعلھا زرقاً واسعاً ۝

پروردگار! اس فرشتے کا واسطہ جس نے اسے مٹھی میں لیا تھا، اب سننے والا ہے اگر فقرہ،
و بحق النبی الذی خزنها۔ اس نبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا واسطہ جس نے اسے خزانے
کے طور پر چھپایا، جس نے بطور خزانہ اسے رکھا، اس نبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا واسطہ، سر اٹھا!!
و بحق الوصی الذی حل فیھا ۝

اور اس وصی کا واسطہ جس کا بدن اس میں اتر گیا۔

تھک بھی گئے ہو اور تھک جانا شیوہ بشریت ہے۔ اکثریت تھک گئی ہے۔ تھک جانا
کوئی کفر نہیں ہے!! انسان ہی تھک کر تے ہیں۔ بس ایک جملہ سنو۔ باقی کل (انشاء اللہ) اس وصی
کے حق کا واسطہ جو اس میں اتر۔ یہ ایسے ہے، تربت کر بلا کا معیار تو ازل سے تھا۔ لیکن فاصلوں
سے بڑھتا رہا۔ وقفوں سے بڑھتا رہا۔ جیسا کہ کعبہ۔

أن أول بیت وضع للناس ۝

پہلے بیت، صرف بیت تھا، طوفان نوح علیہ السلام کے وقت، قرآن پاک پڑھ لو بیت
العتیق ہوا۔ حضرت ابراہیم کے دور میں بیت اللہ ہوا۔ جناب علی کی آمد کے بعد قبلہ ہو گیا۔

اسی طرح تربت کر بلا ازل سے قابل عزت تھی۔ حسین کی نسبت سے چومی جانے لگی
، پھر کچھ وقت گزار انبیاء کی پناہ گاہ ہو گئی۔ پھر جب حسین زمانے میں آئے حسین کے بڑوں کو
یہاں چل کے آنا پڑا۔ کبھی شب معراج رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے کبھی صفین سے



واپسی پر امیر کائنات آئے۔

عزت بڑھتی جا رہی ہے ناں! پھر جب دو (۲) محرم کو حسینؑ نے خیمے لگائے تو پھر اتنی عزت بڑھی کہ بتول کو چل کے آنا پڑا۔

السلام علیک یا ثار اللہ o

اے اللہ کے خون! میرا سلام۔

جناب حسین علیہ السلام بے بدن کا لہو ہے۔

حسین علیہ السلام بے جسم کا لہو ہے۔ ثار اللہ، اللہ کا خون، کیوں کہا گیا ہے۔ حسین علیہ السلام کو یعنی اللہ بتانا چاہتا ہے اگر میرا بدن ہوتا تو میرا لہو بھی ویسا ہی ہوتا!! اور اب میری کبریائی یوں اتر گئی ہے حسین علیہ السلام کے بدن میں کہ میرا لہو ہو گئی، اور جب حسین علیہ السلام کا بدن اس میں اترا پھر یہ تربت طلسم ہو گئی۔

اور جب اس کی دھرتی پہ زینب علیہا السلام کا سر برہنہ ہوا، اللہ اکبر! اللہ اکبر! میری دعا ہے جو آنکھ اس غم میں روتی ہے وہ اس غم کے صدقے میں کسی اور غم میں نہ روئے۔

یہی حق تھا، یہ کوئی چھوٹا جملہ نہیں کہا میں نے! ہاں مشیت پہ قرض ہو گیا۔ گیارہویں رات سے مشیت مقرض ہو گئی۔ گیارہ محرم کی رات سے مشیت مقرض ہے۔ میں نے کئی مرتبہ آپ کو بتایا ہے کہ میری تحقیق کے مطابق ضروری نہیں ہر بندہ اس سے متفق ہو، کم از کم میں یہی کہتا رہتا ہوں اور آج بھی کہہ رہا ہوں۔ میری تحقیق میں، پوری تاریخ درد کا سب سے بڑا مصائب یہی ہے۔ جناب علی علیہ السلام کی لخت جگر کا ننگے سر پہرہ دینا۔ کچھ ماتم کر رہے ہیں۔ کچھ سر پیٹ رہے ہیں۔ کچھ منہ پیٹ رہے ہیں۔ کچھ سینے پہ ماتم کر رہے ہیں۔ پانچ سات آدمی حیران



نظروں سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب سے بڑا مصائب کیسے ہے؟ کیا یہ اکبر علیہ السلام کی برجھی سے بڑا مصائب ہے؟ کیا یہ خیام کے جلنے سے بڑا ہے؟ کیا یہ لاشوں کی پامالی سے بڑا ہے؟ رونے والو! میں کون ہوں کسی مصائب کو بڑا کسی کو چھوٹا کہنے والا، دلیلیں ایسی ہیں میرے پاس، پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ سکتا ہے، میری دلیلیں نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے تیرے مولا حسن علیہ السلام کا جوان بیٹا! اسی پہرے کا حال سن کر ہائے کر کے مر گیا تھا!!! کتابیں پڑھو، تحقیق کرو، جب احرام توڑے ہیں میرے مولا حسین علیہ السلام نے، جناب حسن ثنی سے چھوٹے ہیں، شہزادہ قاسم علیہ السلام سے بڑے ہیں۔ سید حسین الاثرم اپنے بھائی حسین علیہ السلام کی صحبت سے جناب حسن علیہ السلام نے اپنے اس بیٹے کا نام حسین علیہ السلام رکھا تھا۔ اور مولا حسن علیہ السلام کے بعد مولا حسین علیہ السلام کو بابا کہتے تھے۔ یہ حسین الاثرم آگے آئے، بابا: میری زبان داد اعلیٰ علیہ السلام والی ہے۔ میرا لہجہ داد اعلیٰ علیہ السلام والا ہے۔ اگر کہو تو لہجہ کی چھت پر چڑھ کے تبلیغ کروں؟!

جناب حسین علیہ السلام نے گلے لگا کے فرمایا:

نہیں میرے لعل کائنات میری مدد کے لئے آجائے، میرا گلا کتنا ہے۔ جسم کا پنا شہزادے کا، گلا کٹ جائے گا آپ علیہ السلام کا؟ فرمایا: عباس علیہ السلام کا بھی اکبر علیہ السلام کا بھی! ان کا بھی!!

حسین علیہ السلام نے منہ چوم کر کہا میرے لعل کیوں رلاتے ہو مجھے۔ اصغر علیہ السلام بھی نہیں رہے گا۔ یہ بھی زہر آلود تیر جفا کا نشانہ ہو جائے گا۔

اب اگر فقرہ سمجھ میں آگیا، مجھے آگے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جلدی سے حسین نے مظلوم کی بانہوں کا حلقہ توڑا، دو قدم پیچھے ہٹے۔ آپ علیہ السلام سے لے کر اصغر علیہ السلام تک



سارے مارے جائیں گے۔

کہا، بابا جلدی بتا میری پھوپھی عالیہ علیہا السلام کا کیا ہوگا؟!
جناب حسین علیہ السلام چادر چھین جائے گی، ننگے سر کر بلا میں پہرے دینے پڑیں
گے!!

بے ردائی کا سننا تھا، ہائے زینب علیہا السلام کہہ کر گرے، حسین علیہ السلام نے روکے
کہا، عباس علیہ السلام دیکھنا، بض پہ ہاتھ رکھا تو۔۔۔۔۔

انا لله وانا اليه راجعون
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝





چھٹی مجلس

☆ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ☆
توجہ ہے بات شروع کی جائے۔ آل عمران سے ایک آیت پڑھنے لگا ہوں۔ ذات
واجب نے، بالخصوص اپنے مقاصد کے ترجمان کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا آتَوْا وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ
يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبْنَهُمْ بِمَقَاْرَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ
(سورہ آل عمران: ۱۸۸)

فرمایا: اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گمان بھی نہ کرنا، ان لوگوں کے
بارے میں کہ جو وہ کرتے ہیں اس پر خوش ہوتے ہیں۔ وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ
يَفْعَلُوْا

اور چاہتے یہ ہیں کہ جو عمل ہم نے نہیں کئے ان پر بھی ہماری تعریف کی جائے۔
يُحِبُّوْنَ اَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

ان کی حمد ہو، تعریف ہو، ثناء کی جائے! جو عمل انہوں نے نہیں کئے۔ فرمایا:
فَلَا تَحْسَبَنَّ پھر دوسری دفعہ تکرار کی، بِمَقَاْرَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ



ایسے لوگوں کے بارے میں گمان بھی نہ کرنا، کہ یہ عذاب سے بچ سکیں گے۔
اس آیت نے ہمیں درس کیا دیا ہے؟ جو عمل نہ کیا جائے اس کی جزاء تو کیا اس پر تعریف
مانگنا بھی عذاب کو دعوت دینا ہے!! میری تمہید سمجھو گے تو خاکِ شفاء سمجھو گے۔ ورنہ بات سر سے
گزر جائے گی! کائنات کا کوئی عالم یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، اسے نمازی
لکھا گیا ہو؟!

آج میری بھی ضد ہے، میرے دل میں ہاتھ ڈالو گے تو کچھ باہر آئے گا۔
کہیں نہیں ملتا جو روزہ نہ رکھے اس کو روزہ دار لکھا گیا ہو؟ جو حج نہ پڑھے اسے حاجی
کہاں گیا ہو؟ جو عمل نہ کرے اسے عامل کہا گیا ہو؟ دنیا میں کوئی ایسا عمل نہیں، نہ کرے پھر بھی لکھا
جائے!
چیلنج کرنے لگا ہے زمانے کو!!! فرماتے ہیں:

سبحۃ قبر الحسين تسبح بیده الرجل وان لم يسبح
میری جد کی قبر کی مٹی کی تسبیح جس کے ہاتھ میں ہو وہ تسبیح نہ بھی پڑھ رہا ہو، اللہ تسبیح لکھتا

ہے۔

دوسری حدیث ہے، ہر حلالی موالی لکھے دل پر، فرماتے ہیں:

من كان عنده سبعة طين قبر الحسين كتب الله مسبحا وأن كان

ساحياً عابثاً

جس کے ہاتھ میں تربتِ کربلا کی تسبیح ہو، اللہ اسے تسبیح گزار لکھتا ہے، چاہے وہ تسبیح کے
دانوں سے کھیل کیوں نہ رہا ہو۔ لفظ مولانا! دو ہیں، وأن كان ساحياً، چاہے وہ تسبیح بھولا ہوا



ہو۔ عابثاً، چاہے وہ کھیل رہا ہو۔

نماز سے کھیلو تو جہنمی، خاک شفاء سے کھیلو تو تسبیح، اب ایک آدمی نہیں ہے ایسا جو بول نہ رہا ہو! یہ حسین علیہ السلام جسے، ویسے تو چودہ کے چودہ کو قتل نہیں سمجھ سکتی!!

جملہ بولنے لگا ہوں اگر خرید لو تو، چودہ کو قتل نہیں سمجھ سکتی۔ لیکن ان چودہ میں حسین علیہ السلام ایسا ہے جسے شریعت بھی نہیں سمجھ سکتی۔

شریعت تو تب سمجھ میں آئے گی اگر حسین علیہ السلام کو سمجھے! حسین علیہ السلام سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔ حسین علیہ السلام کو مان لے شریعت خود بخود سمجھ میں آ جائے گی۔

نماز پڑھو گے تو نمازی کہلائے جاؤ گے، روزہ رکھو گے تو روزہ دار کہلانے کے مستحق ہو گے، حج کرو گے تو حاجی، خاک شفاء کی تسبیح صرف ہاتھ میں رکھ لو۔

تو کیا ہوگا؟ تسبیح گزار لکھے جاؤ گے۔ تسبیح وہ چیز ہے جس کے بدلے فرشتے اللہ سے خلافت مانگ لیتے ہیں!! جو پہنچے انہیں میری طرف سے واہ، وقت یاد کرو۔ جب اللہ آدم علیہ السلام کو بنا رہا تھا تو فرشتوں نے کیا کہا اللہ سے؟!

أَتَجْعَلُ فِيهَا كَمَنْ يَفْسُدُ فِيهَا وَيُسْفِكُ الدِّمَاءَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
و نفقدس لك ۝

سراٹھا جو اسرارِ خاک شفاء سننے آیا ہے۔ کہا: اس کو کیوں بناتا ہے؟ اس کی نسل زمین پر خون ریزی اور فساد کرے گی اسے نہ بنا ہمیں بنادے کیونکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔

جس حمد کا صلہ خلافت ہوا!



وہ تسلیج حمد کرنے والی خاک شفاء تیرے ہاتھ میں ہے اور جنت کی تلاش میں مرا جا رہا ہے!

جنت کیا ہے؟ میں چونکہ منبر پہ بیٹھا ہوں اور عالمانہ ذمہ داری اور ضمانت سے کہہ رہا ہوں۔ اگر تم صحیح حسینی علیہ السلام ہو تو تم جنت ساز ہو۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اپنی جنت بنا سکتے ہو، بہلول کیا کرتا تھا؟ براہو! اس کا جس نے اس گھر کے فضائل پر جھجھکنا سکھایا ہے میری قوم کو!! کیا کرتا ہے بہلول؟ بغداد کی گلی کی تراب دیتا ہے۔

کائنات کے علماء کو دو علماء اسرار بتانے میں بخیل ہوتے ہیں۔ نہیں بتائے گا کوئی، میں بتانے لگا ہوں۔ جس کا ہاضمہ درست ہے اس کے لئے۔ کیوں حکم ہے؟! جو بھی ہمارا موالی مرے اس کے رخسار کے نیچے خاک شفاء رکھو۔ کیوں!؟

تو پھر میں بتانے لگا ہوں۔ شروع ہوئی ہے روش واقعہ کر بلا کے بعد، جو پہلے نہیں تھی۔ سرکار حضرت باقر علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوا ہے انہوں نے فرمایا: لو لکھا کرو۔ کیوں، میں نے جستجو کی، تحقیق کی، کوئی ڈیڑھ پونے دو سال کے بعد حقیقت کا موتی ملا، میرے تو چودہ طبق منور ہو گئے تمہارا پیہ نہیں، جواب یہ ملا۔

سلطان کر بلا علیہ السلام کی کریمی ہے اس نے اپنے پوتے سے کہا کہ میرے شیعوں کو یہ وصیت کرو کہ لوح کر بلا رکھا کرو۔ ہو سکتا ہے میرے حب داروں میں ایسا گنہگار آجائے جس سے اللہ بھی منہ موڑ لے، لوح کر بلا ہوگی تو اسے کہوں گا، اسے پیس کے جنت بنا لے۔

بغداد کی گلیوں کی خاک جنت بن سکتی ہے، تربت کر بلا کیوں نہیں بن سکتی۔ اسی لئے تو میں نے کہا تھا، جنت کے پیچھے مارے مارے نہ پھرو، تم جنت ساز ہو!



اگر تم نے حسین علیہ السلام کو ویسا مانا ہے شرط یہی ہے جیسے وہ (اللہ) منوانا چاہتا ہے۔
مولوی کے کہنے سے نہیں مانا، جس نے مولوی کے کہنے سے حسین علیہ السلام کو مانا وہ جنت ساز
نہیں۔

جس نے جناب حسین علیہ السلام کو حسین علیہ السلام سمجھ کر مانا۔ جس نے اسے سوچا
نہیں، جس نے اس کی عزاداری کو فتوؤں میں تلاش نہیں کیا۔

میں کہتے کہتے تھک گیا کہ مذہب عشق ہے۔ عشق دلیلیں نہیں مانگا کرتا، ہر ایک کا
اطمینان اس کی وسعت کے مطابق ہے، بہتر 72 وہ مطمئن ہیں جو اطمینان کی سرحدوں کو جانتے
ہیں، حسین علیہ السلام مطمئن ہے جس کے اطمینان کی سرحد اللہ جانتا ہے۔

کیوں لکھا جاتا ہے تسبیح گزار، فرمایا:

سبحة طین قبر الحسین

وہی تسبیح، اس کے دانے تسبیح کرتے ہیں

رات جو میں نے حدیث بیان کی تھی، کہ جب تربت کر بلا اٹھاؤ، دعا پڑھو، وہ دعا در
حقیقت، یہ بھی حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے میری طرف سے نہیں! یہ درحقیقت اذن
ہے تربت کے مالک سے۔ کیونکہ مالک کی اجازت کے بغیر تو کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ تو اس میں پہلے
جملے کا تھوڑا سا ترجمہ کیا تھا باقی چھوڑ دیا تھا۔

أجعلها شفاء من كل داء وأماناً من كل خوف و غناء من كل فقر و عزاً

من كل ذل ۝

میرے اللہ اس تربت کو میرے لئے ہر بیماری کی شفاء کر دے۔ کائنات میں وہ دوا



دکھاؤ جو دوا ایک ہو لیکن ہر بیماری کی شفاء ہو!! ہر بیماری کی دوا الگ ہے خاک شفاء من کل داء ہر بیماری کی شفاء جسمانی ہو یا روحانی۔

نہ کوئی دوا ہے اور نہ کوئی دعا ہے۔ کوئی دعا بھی ایسی نہیں کہ دعا ایک پڑھو، اب اگر معدے کزور نہیں ہیں قرآن پاک کی بھی ہر آیت کے بارے میں معصومین علیہم السلام کا فرمان ہے۔ یہ آیت فلاں بیماری کے لئے پڑھو، یہ آیت فلاں بیماری کے لئے پڑھو، یہ فلاں بیماری کے لئے پڑھو۔ جس خاک کی تاثیر کا مقابلہ آیتیں نہ کر سکیں۔

اچھا کوئی ایسی دوا ہے زمانے میں ڈاکٹر سے تو بیماری بھی ٹھیک ہو جائے اور لینے والا، اگر بندہ بزدل ہے وہ بہادر بھی ہو جائے۔ اگر اس کا دشمن پیچھا کر رہا ہے وہ دشمن سے محفوظ ہو جائے!! نہیں ہے ناں! آ، آپڑھ مخبر صادق علیہ السلام کی زبان فرما رہی ہے۔

شفاء من کل داء وأماناً من کل خوف ○
اور اسے میرے لئے ہر خوف سے امان کر دے۔ نہیں مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ حسین علیہ السلام کی عزت کی قسم مجھے کچھ ہو رہا ہے! میں عام سا بندہ ہوں۔ میں کل خوف کی تعریف سمجھتا ہوں۔ مجھ کو علم فرما رہے ہیں:

أماناً من کل خوف ○
تو مار اس لئے کھا جاتا ہے، کہ تو اسے مٹی سمجھتا ہے، اس کے اسرار پہ نظر رکھ، اس کے انوار پہ نظر رکھ، کل خوف یعنی جو جو خوف زمانے میں ہے میں نے قرآن پاک کھولا، جناب موسیٰ علیہ السلام طور پر کھڑے تھے، اللہ نے فرمایا:



وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَمْوَسَّىٰ (سورہ طہ - ۱۷)

تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ هِيَ عَصَايَ (سورہ طہ - ۱۸)

کہا میرا عصا ہے۔

فرمایا: یہ فقط ان کاموں کے لئے نہیں ہے جو تو کرتا ہے۔ فرمایا:

قَالَ أَلْقِهَا يَمْوَسَّىٰ . فَالْقَهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ (سورہ طہ - ۱۹-۲۰)

وہ سانپ بن کے دوڑنے لگا۔ اللہ کہہ رہا ہے ہم نے کہا:

لا تخف خذها ○

خوف نہ کر پکڑ لے۔ اپنے ہاتھ سے پھینکا ہوا عصا، جب اڑدھے کی صورت میں دیکھا، جناب موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم کے دل میں خوف آیا۔ یا علی علیہ السلام تجھے زمانہ کیا سوچے، تیرے حسین علیہ السلام کی نگری کی خاک۔

اماناً مِنْ كُلِّ خَوْفٍ ○

ہر خوف سے امان دے۔ جس قسم کا خوف جناب موسیٰ علیہ السلام کو آیا اس سے بھی امان

دے۔

اب بھی بعض چہروں پر سوالیہ نشان لگ گیا ہے۔ میری کوشش تو یہی تھی ناں کہ ہر آدمی میرے ساتھ سفر کرے۔ جناب حسین علیہ السلام تو وہ بادشاہ ہیں کہ ایک بندہ اسی سردار کے سامنے بیٹھا ہے۔ سرائٹھا، سرائٹھا، کم از کم جو علی علیہ السلام ولی اللہ پڑھتے ہو، ان پر حجت تمام کرنے لگا ہوں۔ صحت کا خوف ہو نماز چھوڑ دو، زندگی تو دور کی بات ہے اگر صحت کا



خوف ہو تو نماز پر رخصت ہے صحت کی شرط، روزہ پر رخصت ہے، یہاں سائل کہہ رہا ہے۔

ربما انكفت من السفينة ۝

ہماری کشتیاں ٹوٹ جاتیں، بندے ڈوب کے مر جاتے ہیں، سواری چھوڑ دیں! فرمایا:

أنى انكفت انكفت فى الجنة ۝

کیا ہوا اگر دریا میں الٹے وہ دریا میں تو نہیں الٹے گی وہ تو جنت میں الٹے گی۔ اگر الٹ بھی گئی تو جنت میں الٹے گی۔ دنیا کا وہ عمل بتا چیلنج ہے علماء کو نہیں علم کو دنیا کا کوئی عمل بتا دھر روح نکلے بندہ جنت میں نہ ابھی غسل دیا نہ جنازہ پڑھا۔

ابھی کفنا یا نہیں گیا ابھی جنازہ نہیں پڑھا بس یہ کشتی الٹی۔ (انكفت فى الجنة فى جنة نہیں کہہ رہا مولانا بلکہ فی الجنت کہا ہے یعنی عام جنت میں نہیں الٹی، بلکہ خاص جنت میں الٹی ہے یعنی موت کا خوف بھی ہو تو زواری معاف نہیں شریعت کا بکا سوچ رہی ہے کہ حسینؑ ہے کیا؟ اور نہ شریعت کے احکام تو اور ہیں!! زندگی کے خوف میں یہ نہیں کیا کیا معاف ہو جاتا ہے منع حیات ہے مصدر حیات ہے ہر خوف سے امان، ہے خاک، ہر بیماری کے لئے شفاء وہی، ہر خوف کے لئے امان وہی۔ سرائٹھا!

وغنا من كل فقر ۝

ہر فقیری ہر مفلسی کے مقابلے میں اسے غناء قرار دے۔

آج چھٹا دن ہے نا! کم از کم تین مجالس میں، میں دھرا چکا ہوں کہ حسینؑ نے محاورے بدل دیئے ہیں۔ حالانکہ عموماً ایسا ہوتا ہے جس کے پلے لکھ نہ ہو تو وہ کیا کہتا ہے، میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں کیا میں اب خاک پھانکوں، مٹی چائوں؟ حسینؑ تو کیا طلسم کبریائی ہے تیری مٹی



چاٹنے والا غنی ہو رہا ہے محاورے کے بول پر فرشتے کہیں گے خاک لایا ہے عقل کر، خاک ہی تو لایا ہوں!!

اوسع لی بھا رزقی ○

اے میرے اللہ اس خاک کے ذریعے میرا رزق وسیع کر دے۔

یہ خاک ہے اس کے شہر کی یہ ذریعہ سمجھ میں آیا۔ اس خاک کے ذریعے میں چٹھی لکھوں گا کس کے ذریعے قلم کے ذریعے میں نے لکھا قلم کے ذریعے رزق وسیع ہو رہا ہے خاک کے ذریعے۔ جن کی خاک رزق وسیع کرتی ہو خدا کی قسم! جب مولوی بحث کرتے ہیں جناب علی کے رزق دینے پر۔ مجھے جناب امیر کی توین محسوس ہوتی ہے! رزق دینا علی کا کمال ہے کیا؟! کمال ہے؟! مثال دینا گناہ ہے!! گناہ عظیم ہے گناہ اکبر ہے صرف سمجھانے کے لئے حالانکہ اس سے کروڑوں اربوں کھربوں گناہ کا فرق ہے اگر میرے لئے مولانا کوئی کہے اتنا عربی دان ہے غضنفر کلمہ سیدھا پڑھ لیتا ہے۔ دوسرا کہے یہ کون ہے؟! جی یہ ہماری ملت کے علامہ ہیں۔ ہم نے انہیں سلطان العلماء کا خطاب دے رکھا ہے!! کہے گا اپنی عقل کا علاج کراؤ!! کلمہ تو ایک عام آدمی سیدھا پڑھ لیتا ہے۔ تمہارے نزدیک سلطان کا یہی معیار ہے؟ تو بس علی کے لئے بھی یہ کہنا کہ علی وہ ہے جو رزق دیتا ہے۔ اس کے بیٹے کے شہر کی خاک رزق دیتی ہے!! اور ہر ایک کو دیتی ہے جس کو جیسا چاہیے!! تمہیں تمہاری طلب کا۔ مجھے میری ضرورت کا۔ فرشتوں کو ان کی حاجت کا نیوں کو ان کی طلب کا۔ جی ہر صنف۔

ایک شعر میں اپنا سنا دوں؟

ہے کیا طلسم روضہ شبیر دہر میں



جب میں اگلا مصرعہ پڑھوں گا تو بعض کیلچے پھٹ جائیں گے اور اکثریت عرش کو چھو لے گی۔ جو میں نے دیکھا ہے وہ وہی ہے۔

ہے کیا طلسم روضہ شبیر دہر میں
دیکھی ہے میں نے اس کی مشیت طواف میں
اور یہ منبر حسنیٰ کی قسم! یہ جو میری بصیرت کی آنکھوں نے دیکھا یہ وہ ہے اس کو دیکھنے
کے لئے بصارت کی ضرورت نہیں، بصیرت کی ضرورت ہے!! جن اندر کی آنکھوں سے جناب علی
نے جلی کو دیکھا، میں نے ان کی آنکھوں سے وہی دیکھا اور پھر بے ساختہ میری زبان سے
نکل گیا۔

ہے کیا طلسم روضہ شبیر جو ہر میں
طلسم ہونا ہی وہی ہے جو سمجھ میں نہ آئے۔ اگر لفظ کو الٹا کرو تو لفظ بے وقار اور بے قیمت
ہو جائے، ٹھیک ہے! لیکن اگر طلسم کو الٹا کرو تو بنتا ہے مسلط یعنی یہ الٹ کے مسلط بھی ہو سکتا ہے۔
ہے کیا طلسم روضہ شبیر دہر میں
دیکھی ہے میں نے اس کی مشیت طواف میں

یہ کیا ہے، اور یہ طلسم ہی ہے اور کیا ہو سکتا ہے کہ پاپوش شبیر نے جسے روندا وہ بھی وہی
خاک جسے مرتجز کے سم نے کچلا وہ بھی وہی خاک بس میری گفتگو اختتام کو پہنچی۔ میں تمہیں دل کی
گہرائی سے دعا دیتا ہوں کہ مولاً اس خاک کے اسرار کے صدقہ میں تمہارے اس حسن مودت کو
زندہ پاسندہ رکھے۔

پوچھنا علماء سے تحقیق کرنا میں فی الحال اس پر بحث نہیں کر رہا۔ سلطان کر بلا نے کبھی



چاہا تو اس پہ بھی گفتگو کروں گا۔ زمانے کے امام زیارت ناحیہ میں فرما رہے ہیں اپنی جد سے خطاب کر کے:

أشهد أن دمک فی الخد ۝

اے میری جد میں گواہی دیتا ہوں اب یہ ذہن میں رہے۔ اُشہد یا تشہد میں ہوتا ہے یا اذان میں ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہے یا اذان میں کہتے ہیں یا تشہد میں ہوتا ہے زمانے کے امام فرما رہے ہیں موجود اور زندہ امام۔ اُشہد میں گواہی دیتا ہوں معلوم ہوا قائم کے عقیدے اور علم میں یہ بات بھی شہادت کی قائم مقام ہے۔

ورنہ امام اشہد کبھی نہ فرماتے!! اُشہد فرمایا کہ مولّا گواہی کیا دے رہے ہو۔

أشهد أن دمک سکن فی الخلد ۝

اے میری جد میں گواہی دیتا ہوں، تیرا خون خلد میں رہتا ہے بظاہر تو خاک پہ گرا ہے؟ صرف جنت ہی نہیں کہا، خلد جواز ل سے ابد تک جنت ہے، اس میں رہتا ہے اور خدا کی قسم! اس فقرے کو سترہ سال، اس وقت میری عمر تھی منبر پر بیٹھا ہوں۔ زیارت ناحیہ پڑھتے پڑھتے اچانک میں نے سوچا اور پھر سجدے میں گر گیا اور اسی زیارت ناحیہ کہنے والے سے میں نے بھیک مانگی۔ میں نے کہا مجھے خاک شفاء کے اسرار بتا، اور پھر اتنے در کھلے، اتنے کھلے کہ ان دس دنوں میں جو تم سنو گے وہ قطرہ ہوگا!!

جس کی خاک کو کوئی نہ سمجھے ان کی حقیقت کو خاک سمجھے گا!! یہ تو اس خاندان نے بتایا ہے۔ اگر روئے زمین کی حکومت مل جائے، جہاں سے سورج نکلتا ہے اور جہاں ڈوبتا ہے، اتنا شکرِ خدا نہ کرنا، جتنا اس بات پہ کرنا کہ ہماری ولاء تمہارے دل میں ہے۔ مولا علیہ السلام، وہ



کیوں؟ فرمایا: روئے زمین کی حکومت یہیں رہ جائے گی اور ہماری ولاء وہاں تک جائے گی اور ہماری ولاء اتنی پیاری ہے حسین علیہ السلام کو، ہاں ہاں یہ سب کچھ تمہارے لئے کیا ہے حسین علیہ السلام نے۔ ورنہ حسین علیہ السلام کی ذات کو کیا فرق تھا؟ ایک ہی یزید نہیں، جتنے خاک کے ذرے ہیں، اتنے یزید ہو جاتے!! نہ حسین علیہ السلام کا دین چھین سکتے تھے، نہ حسین علیہ السلام کی نماز۔ تم نے دیکھا نہیں، نولاکھ پیاسی تلواریں حسین علیہ السلام کا سجدہ نہیں روک سکیں!! نہیں دیکھا، غلط کہا ہے میں نے؟ پیاسی تلواریں، بے نیام تلواریں، سجدہ کر کے رہے ہیں حسین علیہ السلام۔ تو جس کا ایک سجدہ نہیں روکا جاسکتا۔ اس کا دین کون چھینے گا؟! تیرے لئے سب کچھ دے دیا حسین علیہ السلام نے اور قدم قدم پر حسین علیہ السلام نے کہا میرے اکبر علیہ السلام کا کلیجہ برچھی کے لئے تو نہیں؟!! میرے عباس علیہ السلام کے شانے کٹنے کے لئے تو نہیں!!

اور ایک جملہ ایسا کہا ہے تیرے مولا حسین علیہ السلام نے کہ بے دل کا دل ہی لرز اٹھا۔ یہ ساری چیزیں عزادارو! سو گوارو! حسین علیہ السلام نے کہیں ہیں زندگی میں۔ یعنی جب بظاہر زندہ تھے۔ ایک جملہ تو حید سے کہا ہے، گلا کٹ جانے کے بعد۔ نیزہ پہنچا دیا ہوا ہے، تب آنکھ کھولی اور پہلی نظر پڑی اور کہا مالک! میری زینب علیہا السلام کا سر؟!

علی علیہ السلام کی بیٹی کا سر ننگا ہونا مذاق ہے کیا؟! رات میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ سر برہنہ ہوا نہیں تھا۔ جناب حسن علیہ السلام کے بیٹے نے صرف سنا، اب یہیں سے سجاد علیہ السلام کے حوصلے کا اندازہ لگا لو، حسن علیہ السلام کا بیٹا سن کے مر گیا۔ سجاد علیہ السلام کر بلا سے شام تک اور اس لئے میں اس مصائب کو تاریخ درد کا سب سے بڑا مصائب کہتا ہوں۔ شام غریباں، ننگے سر، پہلا پہرہ دیا ہے جو علی علیہ السلام کی بیٹی نے، میں اسے سب سے بڑی مصیبت سمجھتا ہوں۔



ایک دلیل تو رات سنی تھی ناں، کیونکہ کسی شہادت کا سن کے اس گھر کا کوئی فرد زندگی نہیں ہارا۔ شام غریباں کا پہرہ سن کے حسین اثرم مر گیا۔

اور دوسری دلیل، سر اٹھانا، مصیبتیں، ساری پہاڑوں سے بھاری، عرش سے وزنی، لیکن کر بلا میں رونے والو! مصیبت کے کسی لمحے میں علی علیہ السلام نجف چھوڑ کے کر بلا نہیں آئے۔ علی علیہ السلام نے نجف کو کب چھوڑا؟! جب زینب علیہ السلام کی آواز آئی۔

○ الحافظ والحفیظ

تب ہی چھوڑا ناں نجف، جب بیٹی کی آواز سنی! میں نے یہی پڑھا ہے۔ کتابوں، میں بہت کچھ تصرفات ہوتے ہیں کہ معاذ اللہ بی بی علیہا السلام نے انہیں نہیں پہچانا! یہی سمجھا کوئی لوٹنے آیا۔ نہ یہ کتابوں میں ہے اور نہ اسے عقیدت مانتی ہے!! جو سجاد علیہ السلام اور باقر علیہ السلام جیسے دو اماموں پر نگران ہو، وہ بھول سکتی ہے کیا؟! کتابوں میں یہی ہے، بس الحافظ والحفیظ کا جملہ نکلا۔ نجف کی جانب سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز اُبھری، بابا ابھی دور تھے۔ ولایت کی خوشبو پہلے آئی۔ تڑپ گئی علی علیہ السلام کی بیٹی۔

پردہ دارو! استقبال کرو، نجف سے، میرے بابا علی علیہ السلام آگئے۔ چوتھ پیہیاں سراپا تعظیم بن کے کھڑی ہو گئیں۔ علی علیہ السلام نے سواری روکی، تریسٹھ بیسیوں نے علی علیہ السلام کی سواری کا ایسے طواف کیا جیسے حاجی کعبہ کا طواف کرتے ہیں! کوئی رکاب چومتی ہے، کوئی پاؤں، کوئی پاپوش، کوئی زانو، کوئی دامنِ عبا، کوئی آستین، اور ہر کوئی اپنی اپنی بولی بول رہی ہے۔ یا علی علیہ السلام! تب آئے جب میرے سر سے تاج اتر گیا۔ جب میرے بیٹے نہ رہے۔ پتہ نہیں رونے میں آپ نے خیال بھی کیا یا نہیں، ایک مرتبہ میں نے استقبال کے لئے چوتھ اور تریسٹھ کا



نام لیا۔ یہ سبقت لسانی نہیں، روایت یہی ہے۔ ایک بی بی علیہا السلام سب سے الگ، دور کھڑی ہے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ لیکن شدت گریہ سے کہہ نہیں پا رہی!!

اب تمہارا کلیجہ دکھانے لگا ہوں، اپنی قوم کا خادم سمجھ کر مجھے معاف کر دینا، وہ دور کھڑی ہے۔ جس کے کانوں کا لہو کر بلا سے بہنا شروع ہوا، نہ شام کے بازاروں میں رکا، اچانک علی علیہ السلام کی نظر پڑی تڑپ گیا، رحل زین میں ناطق قرآن! کہنا نہ نب علیہا السلام بیٹا کیا میری سیکینہ علیہا السلام سے ناراض ہے؟! تڑپ کے دیکھا کہا سیکینہ علیہا السلام بابا سے ملی نہیں، سلام نہیں کیا؟! کہنے کو کہہ سکتے ہیں سیکینہ علیہا السلام چلی لیکن حقیقت میں جنازہ چلا۔ کانپتا ہوا بدن لرزتی ہوئی ٹانگیں ابھی کچھ دور تھی۔ اب یہ جملہ پڑھنے کا نہیں ہے، بلکہ دیکھنے کا ہے۔ کہا!

السلام علیک یا امیر المومنین علیہ السلام

علی علیہ السلام تڑپ گئے، کہا سیکینہ علیہا السلام میں تیرا لگتا کچھ نہیں ہوں؟ جیسے غیر سلام کرتے ہیں ویسے سلام کیا، ننھے ننھے ہاتھ جوڑ کے کہا، یا علی علیہ السلام! تیری شکایت کرنا کفر ہے شکایت نہیں شکوہ ہے اور بجا ہے۔ روکے کہا، کیا شکوہ ہے اپنے غریب دادا سے؟! کہا یا علی علیہ السلام انصاف کرو اپنی بیٹی کے پہرے کی آواز سنی نجف چھوڑ کے کر بلا چلے آئے تب کہاں تھے، جب میں چلا رہی تھی، یا علی علیہ السلام! جلدی آئے، یا علی علیہ السلام میرے بابا ذبح ہو رہا ہے، یا علی علیہ السلام مجھے طمانچہ لگ رہے ہیں، یا علی علیہ السلام میرے گوشوارے.....

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝





ساتویں مجلس

☆ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ☆
توجہ ہے بات شروع کی جائے۔ سورہ مائدہ سے ایک آیت تلاوت کرنے لگا ہوں،
ذات واجب نے ہر مکلف شرعی کو ایک حکم بتایا ہے۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَاَمْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ
وَاَيْدِيْكُمْ مِنْهُمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرْجٍ وَلٰكِنْ يُرِيْدُ
لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيَتِمَّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
(سورہ مائدہ-۶)

فرمایا: جب پانی نہ ملے، پس ہوئی طیب خاک سے تیمم کیا کرو۔ کس سے تیمم کروا
صَعِيْدًا طَيِّبًا صعيد کہتے ہیں غبار کو پس ہوئی خاک کو، صَعِيْدًا طَيِّبًا، طیب خاک ہے۔
جس نے بھی فقہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ پہلا باب ہی باب طہارت ہے اور مطہرات میں
پہلی چیز ہے پانی، مثلاً سورہ فرقان کو پڑھنا۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَآءً طَهُوْرًا، ہم نے آسمان
سے نازل کیا، وہ پانی جو طاہر ہے! اللہ نے پانی کو طاہر کہا خاک کو طیب کہا۔ پانی طاہر ہے اور
خاک طیب۔



فامسحوا بوجوههم وأيديكم منه ۝
 مسح کرو چہروں کے کچھ حصہ کا اور ہاتھوں کے کچھ حصہ کا۔
 لا یرید اللہ ۝ اللہ کا یہ ارادہ نہیں۔
 حرج منکم ۝ کہ وہ تم پر کوئی تنگی مسلط کرے۔
 ولکن یرید لیطہرکم یتم نعمۃ ۝
 اس تیمم کے حکم میں اللہ تم پر اپنی نعمت تمام کرنا چاہا ہے۔
 پانی کی تطہیر میں نعمت تمام نہیں ہوئی، پانی بھی مطہر ہے، طاہر کرتا ہے لیکن اس میں نعمت
 تمام نہیں ہوئی۔ لیطہرکم، یہاں پانی اور تراب کی طہارت مشترکہ اور تراب کی تطہیر ہے۔،
 یہ تم پر اپنی نعمت تمام کرتا ہوں، میں نے قرآن پاک کے ورق، و ورق سے سوال کیا، نعمت تمام کب
 ہوتی ہے؟ فرمایا:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي ۝ (سورہ مائدہ-۳)
 آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور آج میں نے تمہارے اوپر اپنی نعمت تمام کر دی۔
 کب کی؟! جب علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان ہوا۔ نعمت تمام ہوتی ہے ولایت سے، تراب کو
 چھولو، اللہ کہہ رہا ہے نعمت تمام ہو رہی ہے۔

چونکہ اب نعمت تمام ہوتی ہے، ابو تراب علیہ السلام کی ولایت سے۔ تراب کا کوئی رشتہ
 ولایت سے ہے۔ میں عناصر کی بحث میں پڑ جاؤں تو پھر عشرہ چاہیے۔، اب اتنا ہے بظاہر چار
 عناصر ہیں جو بنیاد ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں کئی کئی عنصر ہیں اور پھر وہ سارے ملا کے
 بہتر 72 ہوتے ہیں۔ ہر عنصر پہ نہایت کتنے عناصر کا مجموعہ ہے؟! پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن کا



مجموعہ! یہ آکسیجن اور ہائیڈروجن پھر کتنے عناصر کا مجموعہ ہے۔ ان چار میں جو عناصر کارفرما ہیں۔ وہ بہتر 72 ہیں۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ یہ بہتر 72 کیوں ہیں؟ چار میں جس کو بھی دیکھا (امانت کے معیار پر کوئی بھی پورا نہیں اترتا)

میرے پاس گندم تھی۔ میں نے پانی کودی۔ یہ امانت ہے منہ موڑ کے دیکھا تو ایک دانہ نہ ملا۔ ساری بہا لے گیا۔ ایک دانہ مجھے پانی نے واپس نہ دیا، اور منافقت کی، کچھ ڈبو دیئے۔ اپنی تہہ میں لے گیا، اور کہا آ، تو بھی غوطہ مار اور ڈوب، میں نے کہاں ڈوبنا تھا، مجھے زندگی پیاری تھی، میں نے کہا امانت گئی۔

اور گندم میں نے جمع کی، وہ میں نے آگ کو دے دی، یہ امانت ہے، مڑ کر آیا تو خاکستر پڑی تھی۔

پھر میں نے یہ امانت ہوا کو دی یہ اتنی خاندان پرست ہے، کچھ اس لگتے کے گھر، کچھ اس لگتے کے گھر، میں نے پانی کو بھی آزمایا، آگ کو بھی آزمایا، ہوا کو بھی آزمایا، تھک ہار کے میں زمین کے پاس آیا۔

میری کچھ امانت ہے!! کہا اچھا! غیر حاسد، اور نظر بد سے چھپا لے۔

اور جب پلٹ کے آیا میں نے کہا: زمین! میری امانت؟!

اس نے کہا نہ میں پانی ہوں، نہ آگ ہوں، نہ ہوا ہوں۔ میں تراب ہوں، ایک ایک کے بدلے دس دس گن لے۔ اس نے کہا، ایک کے بدلے کئی کئی!

ایک بات آگئی ہے کہہ دوں، قانون یہی ہے:

من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها ۝



ایک نیکی کرو، نیکی کا صلہ ایک کا دس۔

یہ تراب کیا چیز ہے؟ میں نے نیکی تو نہیں کی بظاہر اس کے سینے میں ہل چلا دیئے۔ یہ زمین کی کریمی ہے، میں نے اس کے سینے پہ ہل چلائے، اس کا سینہ زخم زخم کیا، اس نے ایک ایک کے بدلے دس دس، یہ تراب ہے اور جو اب تراب علیہ السلام ہے؟! میں نے گناہ کئے، فسق کیا، فجو رکیا انہوں نے کہا ہم ہیں، شک تو نہیں کیا آگھے لگ جا۔

حالانکہ پانی کے ساتھ میں نے کوئی زیادتی نہیں کی تھی، ویسے ہی امانت دے دی، وہ لے گیا۔ ہوا کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی تھی، ویسے دی، اڑا لے گئی، آگ سے کوئی زیادتی نہیں کی۔ ویسے ہی امانت دے دی۔ راکھ کا ڈھیر بنادی۔ زمین سے زیادتی کی، اس کا سینہ چیرا، اس نے کہا: مجھے امین سمجھا ہے، کوئی بات نہیں چیر لے۔ حالانکہ ایک کا دس ملتا ہے۔ قانون قدرت یہی ہے۔ لیکن ایک جگہ یہ قانون ایسا بدلہ ہے کہ میری آنکھیں بھٹی کی بھٹی رہ گئیں۔

جو اللہ کی سبیل کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کچھ لوگ حیران ہو رہے ہیں کہ اس نے اللہ کی سبیل، کہا اور مجمع میں بھونچال آگیا۔ میں سینکڑوں کا دفعہ بتا چکا ہوں۔

أما لسبیل فی کتاب امیر المومنین ○

سبیل لقب ہے شوہر بتول علیہا السلام کا۔

یہ ترجمہ کرنے والوں کی خیانت ہے، وابن السبیل، مسافر، ابن بیٹا ہے سبیل کا بیٹا۔ اللہ کہتا ہے، ابن سبیل پہ خرچ کرو، جناب علی علیہ السلام کے بیٹے پہ خرچ کرو۔

دیکھو! حالانکہ جناب علی علیہ السلام کے کئی بیٹے ہیں!! لیکن بات ایک بیٹے کی اللہ کرتا ہے۔ اب حیران ہونے کی ضرورت نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ جناب علی علیہ السلام کے اور



بیٹوں کے لئے خرچ نہ کرو۔ ایک قانونِ غالبیت ہوتا ہے ایک قانونِ اعلیٰیت ہوتا ہے۔ یہ قانونِ اعلیٰیت ہے اب دیکھ لو، ذکر کسی کا ہو، تاریخ کسی کی ہو، دن کسی کا ہو، اس بچے سے پوچھو کہ کہاں جا رہا ہے؟ حسین علیہ السلام کی مجلس میں!!

دن کس کا ہے اور پتہ نہیں پڑھنے والا کس موضوع پہ پڑھے گا۔ مجلس حسین علیہ السلام کی، تو اس لئے بکریں کے کے ایک بیٹے کا نام آتا ہے کہ اس پہ خرچ کرو۔ وہ بیٹا جناب علی علیہ السلام کا جس کے لئے خرچ کرتا ہے کون ہے حسین علیہ السلام!

اب جب تک کوئی میرے اس دعوے کی رد نہیں لاتا! میں ترجمہ حسین علیہ السلام کر سکتا ہوں ناں! جو حسین علیہ السلام پر خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے۔ **کمثل حبة**۔ انہوں نے ایک دانا زمین میں بویا۔

انبت سبع سنابل ○

اس ایک دانے نے سات خوشے اگائے۔

کبھی ایک دانے سے سات خوشے نکلتے ہیں؟! ایک دانے سے ایک خوشہ ٹھیک ہے ناں؟ لیکن اللہ کہتا ہے جو حسین علیہ السلام کے لئے خرچ کرے اس کی مثال ایسے ہے جیسے دانے نے سات خوشے اگائے۔

فی کل سنبلۃ مائة حبة ○

اور ایک ایک خوشے میں سو سودانہ ہے۔

نماز ایک پڑھ دس، روزہ ایک رکھ، دس، حج ایک پڑھ دس، حسین علیہ السلام کے لئے روپیہ خرچ کر سات سو ہیں، نہیں نہیں بات ختم نہیں ہوئی، سات سو 700، ایک روپے کے بدلے



میں، سات سو روپے 700۔ آخرت میں جو ہے وہ قلم نہیں لکھ سکتا۔ آگے اللہ کہہ رہا ہے جس کے لئے میری مشیت چاہے، میں اسے دو گنا بھی دیتا ہوں۔

واللہ یضعاف لمن یشاء ۝

ہاں ایک کا چودہ سو 1400، یہ تو عام تراب کی بات ہے، عام خاک کی بات ہے۔ خاک کر بلا کو ابھی میں نے نہیں چھیڑا۔ اللہ اکبر! مکارم الاخلاق کتاب کا نام ہے، علامہ طبرسی نے ایک حدیث نقل کی ہے بحرصادق علیہ السلام سے۔ فرماتے ہیں:

أن طین قبر الحسین مسکة مبارکة من أکله من شیعتنا کان له شفاء نافعاً و من أکله من عدونا، یذوب کما تذوب الایة ۝
حسین علیہ السلام کی خاک برکت والا مشک ہے صرف مشک نہیں ”مبارک“ ماں کی آغوش میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنا تعارف کر رہے ہیں۔
جعلنی مبارکاً اینما کنت ۝

میں جہاں بھی رہوں برکت والا ہوں۔

عیسیٰ علیہ السلام نطفے سے نہیں، اولوالعزم نبی ہے صاحب کتاب ہے، صاحب شریعت ہے، بتول زادہ ہے، کلمۃ اللہ ہے، امر اللہ ہے، روح اللہ ہے، ادھر یہ برکت والا، ادھر حسین علیہ السلام کی خاک برکت والی۔

ادھر عیسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں مبارک ہوں، ادھر وہ خاک مبارک!! اولوالعزم نبی بھی ترقی کریں، تو ان کی خاک تک پہنچتے ہیں!! عیسیٰ علیہ السلام جیسے نبی ان کی خاک تک، ان کی



تراب تک آتے ہیں۔ ابوتراب علیہ السلام تک وہ آئیں گے؟! جن کے باپ کا بھی پتہ نہیں!!
 حسین علیہ السلام بادشاہ، طلسم کبریائی ہے، وہ چیتانِ لاہوت ہے حسین علیہ السلام، وہ
 لغزِ جروت ہے حسین علیہ السلام، وہ لائیلِ پہیلی ہے حسین علیہ السلام، وہ لائیلِ عقدہ ہے، حسین
 علیہ السلام جسے آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک نبی سوچیں، دماغ چھالے چھالے
 ہو جائیں اور وہی حسین علیہ السلام فرما رہے ہیں:

أنا الفضة وابن الذهبين O

میں چاندی ہوں، اور میرے ماں باپ سونا۔

حسین علیہ السلام جیسا یکتائے روزگار، حسین علیہ السلام جیسا طاق بالذات، حسین
 علیہ السلام جیسا وترِ قرآنی جس کا لقب ”وتر الموقود“ ہو صرف یکتا نہیں موقوف رہے۔ کاٹ کے
 رکھ دیا ہے۔ دوسرا یکتا حسین علیہ السلام کے بعد نہیں آ سکتا۔

حسین علیہ السلام وہ مقراضِ مشیت ہے کہ جس نے سلسلہ کی ڈور ہی کاٹ دی ہے کہ
 مجھ سے پہلے جو یکتا گزر لئے، گزر لئے!! اب میرے بعد کوئی نہیں آ سکتا۔ خاکِ کربلا برکت والا
 مشک ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

من أكله من شيعتنا كان له شفاء نافعاً O

اگر ہمارے شیعوں میں سے کوئی اسے کھائے تو اس میں نفع دینے والی شفاء ہے۔ جو
 اسرار سننے آئے ہو اس خاک کے، جاگ کے وصول کرنا اپنی امانت!

اور اگر ہمارا کوئی دشمن اسے کھالے! ایسے پگھل جائے گا جیسے دنبہ کی چربی آگ پہ پگھل
 جاتی ہے۔ اس میں راز کیا ہے؟ پینا ڈول (Panadol) جو بھی کھائے! عالم کھائے، جاہل



کھائے، مسلمان کھائے، کافر کھائے، ہندو کھائے، عیسائی کھائے، فائدہ ایک جیسا دیتی ہے ناں
! یہ کیسی دوا ہے ایک کے لئے شفاء، دوسرے کے لئے موت ہے۔

جی! انہی حقائق کے پیچھے جھانکنے کو اسرار کہتے ہیں۔ سر راز اسی سر کی جمع ہے۔
اسرار، نہیں پہلے میں تھوڑا تصور دینا چاہتا ہوں، کہ حقیقت سر کیا ہے؟ اور انسان کی کس چیز کے
ساتھ اس کا تعلق ہے؟! اور یہ سر منتہی کہاں ہوتا ہے۔ امیر کائنات علیہ السلام مصلیٰ پہ ہیں۔ ید اللہ
کے ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں، وجہ اللہ کا چہرہ جانب عرش ہے۔ لسان اللہ، زبان سے، نفس اللہ کے
اندر سے جملے نکل رہے ہیں۔

پتہ نہیں کس نے کیا سنا ہے؟ کس نے کیا سمجھا ہے؟ اللہ جانے کتنے الوہی مظاہر مل کر
ہمیں تعلیم دے رہے ہیں۔ فرما رہے ہیں شاہ نجف علیہ السلام۔

اللهم نور ظاہری بطاعتک و باطنی بمحبتک، و قلبی بمعر فتک،

و روحی بمشاهدتک و سری باستقلال اتصال حضرتک ۝

ذہن میں رہے جو دعائیں، علی علیہ السلام علی رؤوس الاشهاد جو دعائیں چودہ
لوگوں کے سامنے مانگتے ہیں۔ وہ ان (چودہ) کی ضرورت نہیں ہوتی، کبھی کبھی وہ ہم بے علموں
کے جھنجھوڑنے کے لئے یوں بھی کہہ دیتے ہیں:

ما عبدتک خوفاً من نارک ولا طمعاً من جنتک بل وجدتک اہلاً

للعبادۃ ۝

میں نے نہ تو تیری عبادت تیری جہنم کے خوف سے کی ہے، کون کہہ سکتا ہے خدا کو اس
طرح؟! کون کہہ سکتا ہے کس کا جگر ہے؟! مجھے تیری جہنم کا کوئی خوف نہیں۔ ولا طمعاً من



جنتک ۔ اور نہ ہی تیری جنت کی طمع میں عبادت کرتا ہوں۔ کیوں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ جَهَنَّمَ مِنْ غَضَبٍ عَلَىٰ

اللَّهِ نَزَلَ عَلَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَغَضَبٍ سَ جَهَنَّمَ كَوَيْدًا كَيَا۔

تیرے جہنم کا خوف نہیں اور تیری جنت کا لالچ نہیں ہے، کہ جس شے کو میں نے پندرہ روٹیوں کے بدلے خرید کے بچوں کو صدقہ کر دیا ہے۔ میں اپنے صدقہ کا تعاقب کیا کروں گا؟!

بَلْ وَجَدْتُكَ أَهْلًا لِلْعِبَادَةِ

چونکہ تو اس قابل ہے کہ علی علیہ السلام تجھے جھکے! یہ ہماری تعلیم کے لئے ہوتا ہے۔

اللَّهُمَّ نَوِّرْ ظَاهِرِي بِطَاعَتِكَ

پالنے والے میرے ظاہر کو نورانی کر دے اپنی اطاعت کے ساتھ۔

اطاعت کا تعلق صرف ظاہر ہے!! نور ظاہری بطاعتک و باطنی

بمحبتک۔ میرے باطن کو نورانی کر دے اپنی محبت کے ساتھ۔ محبت باطن میں ہوتی ہے۔

وَقَلْبِي بِمَعْرِفَتِكَ۔ اور میرے دل کو منور کر دے اپنی معرفت کے ساتھ۔ معرفت دل میں

رہتی ہے۔

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولٌ

(سورہ بنی اسرائیل۔ ۳۶)

اللہ کہتا ہے قیامت کے دن کانوں سے بھی سوال ہوگا، آنکھوں سے بھی سوال ہوگا، دل

سے بھی! جب میں نے کتب اہل بیت علیہم السلام کی ورق گردانی کی کہ کیا وجہ ہے کہ کان، آنکھ اور



دل سے کیوں سوال ہوگا؟ جواب یہ ملا:

ان السمع للتوحید O

سماعت کا تعلق توحید سے ہے۔

سن رکھا ہے، ہم نے کہ اللہ ہے، سنا جناب آدم علیہ السلام نے بھی اور ہم نے بھی، دیکھا نہیں ہے۔ والبصر للنبوة، بصارت کا تعلق نبوت سے ہے، نبوت بھی دیکھی جاتی ہے۔ والفؤاد للولاية، ولایت کا تعلق دل سے ہے۔

توحید کانوں میں رہتی ہے، نبوت آنکھوں میں رہتی ہے، ولایت دل میں رہتی ہے۔ اسی لئے لسان اللہ نے فرمایا: قلبی بلمعرفتك۔ میرے دل کو معرفت سے روشن کر دے۔ وروحی بلمشاهدتک۔ میری روح کو منور کر دے اپنے مشاہدے سے، کہ میری روح تجھے دیکھے و سیری باستقلال اتصال حضر تک۔ اور میرے سر کو اپنے ساتھ متصل کر کے مستقل کر دے۔

یعنی توحید سے متصل ہونے کو کہتے ہیں سر۔ اسرارِ خاکِ شفاء۔ پتہ نہیں کون خریدار تھا؟؟ اگر چاہتے ہو، اللہ سے بلا فصل ہو جاؤ۔ تو خاکِ شفاء پہ سجدہ کیا کرو!!! اس کا جواب میں اس سے زیادہ نہیں دے سکتا! اجازت ہی اتنی ہے۔ اجمال بھی لفظ ہے، تفصیل بھی لفظ ہے۔ حسین علیہ السلام لفظوں سے ماورا ہے!!

بس اسی کی خاکِ شفاء کو تھوڑا سا سمجھ لو۔ بہت کچھ مل جائے گا۔ بہت کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اس سے اگر بلا فصل ہونا ہے۔ یہی خاک ہے جو کر بلا سے آتی ہے، جہاں ہر نسخہ فیل ہو جائے، جہاں ہر دوا بے اثر ہو جائے، جہاں ہر وظیفہ، ورد بے تاثیر ہو جائے، جہاں ہر وسیلہ



بے بال و پر ہو جائے، وہاں حسین علیہ السلام کے شہر کی خاک کام آتی ہے۔
 بس میں ایک وقت یاد دلاتا ہوں، تمہیں اور سمٹ گئی میری گفتگو۔ زمانہ ہے تمہارے
 مولا صادق علیہ السلام کا۔

ایک عورت مر گئی، غسل و کفن اور جنازہ پڑھنے کے بعد جب دفن کیا گیا۔ تو زمین نے
 ماری ٹھوکر، باہر پھینک دیا۔ زمین نے باہر پھینک دیا ہے!! اچھا کوئی صدقہ دو، پھر زمین نے باہر
 پھینک دیا۔ اچھا اب کوئی جانور صدقہ کرو، اس کا لہو گراؤ لحد میں۔ جانور کا ٹا، قبر نے باہر پھینک
 دیا۔ کچھ قرآن کے اوراق اس کے ساتھ دفن کرو، قبر نے پھر بھی باہر الٹ دیا۔ لوگوں نے کہا،
 ہمارے ہاتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا اب قرآن سے بڑا سفارشی کہاں سے لائیں۔ جب
 قرآن نے امان نہیں دلوائی!! ہمارے ہاتھ کھڑے ہیں! پوچھا گیا کوئی نسل رسول صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم میں سے ہے آج کل۔ جواب ملا حضرت صادق علیہ السلام نہیں ہیں کیا؟ پھر وہاں
 چلو، وہ بتا سکتے ہیں علاج۔ ہمارے علم کا جواب ہے۔ دوڑے دوڑے حضرت صادق علیہ السلام
 کی خدمت میں آئے، مولا علیہ السلام صدقہ بے اثر، جانور بے اثر، قرآن پاک کے اوراق
 دفنائے، ہر شے بے اثر، زمین قبول ہی نہیں کرتی میت۔ فرمایا: **ما اذنبنا!** کیا گناہ تھا اس کا؟
 میرا ایمان ہے ابھی وہ گناہ خلق نہیں ہوا تھا۔ کہ میرے مولا علیہ السلام جانتے تھے اس نے یہ گناہ
 کرنا ہے!! ہم تک اسرار پر پہنچانے تھے ناں! مولا علیہ السلام ہمیں نہیں معلوم۔ آپ علیہ السلام نے
 فرمایا: اس کا کوئی رشتہ دار؟ مولا علیہ السلام! ماں زندہ ہے اس کی۔ لاؤ اسے! **ما اذنب**
ابنتک۔ تیری بیٹی کا کیا گناہ تھا؟ مولا علیہ السلام آپ علیہ السلام سے کیا پردہ؟!

تلد ولد الزنا و تحرقہ بالنار O



زنا کے بچے پیدا کر کے لوگوں کے ڈر سے بچہ آگ میں جلا دیتی تھی کہ ثبوت نہ رہے۔
چہرے کی رنگت بدلی اور فرمایا:

لا يعذب بالنار الا رب النار ۝

آگ کے رب کے علاوہ آگ کا عذاب کوئی نہیں دے سکتا!! ایک تو پہلے اتنا گناہ کیا
پھر زندہ جلایا آگ میں، اسی لئے تو زمین قبول نہیں کر رہی ہے عرض کیا:
مولانا علیہ السلام کچھ کرم کریں ناں فرمایا میں کیا کروں!؟

أجعلوا في قبرها شيئاً من تربة أبي عبد الله الحسين ۝

اس کی قبر میں تھوڑی سی خاک شفاء رکھ دو۔ رکھی گئی، قبر نے پھر نہیں پھینک کا باہر، او! جب
شرک کے برابر گناہ ہوں اور قرآن بھی ناکام ہو جائے حسین علیہ السلام کے شہر کی خاک امان
دیتی ہے۔

میں نے کل کہا تھا، یہ تو تھوڑے تھوڑے، جہاں تک بشری رسائی ہے وہ بتا رہا ہوں۔
علامہ مجلسیؒ نے بحار الانور کی جلد سو 100 میں واضح لکھا ہے:

من الخواص تربتہ، اسقاط عذاب القبر و ترک محاسبۃ، منکر و

نکیر للمدفون ہناک کما وردت بہ الاخبار الصحیحہ ۝

فرماتے ہیں: جیسے صحیح ترین حدیثوں میں آیا ہے کہ حسین علیہ السلام کے شہر کی تربت کی
خصوصیات میں یہ بات شامل ہے کہ عذاب قبر بھی نہیں ہوتا اور منکر نکیر حساب لینے بھی نہیں آتے
۔ یہ نہیں کہ نرم نرم حساب لے جاتے ہیں منکر نکیر حساب ترک کر دیتے ہیں۔ آتے ہی نہیں!! جیسے
علی علیہ السلام بادشاہ کی تلوار جس پہ چل جائے وہ قیامت کے دن بھی نہیں اٹھتا۔ کیونکہ قیامت



کے دن کے اٹھنے کے لئے تو یہ ہے کہ حساب کتاب ہوگا۔ جنت، دوزخ کا فیصلہ ہوگا؟! جس پر علی علیہ السلام کی تلوار پھر گئی!! حساب کیسا!!

جہنم کے لئے باب کی تلوار کی دھار کافی، اور جس کے کفن پہ خاک کر بلا چھڑکی ہوئی ہو یا کفن پہ اس کے ساتھ کچھ لکھا ہو، یا رخسار کے نیچے ہو تو فرشتے آتے نہیں کہ جب خاک شفاء لایا ہے تو ہمارا کیا کام۔

یہ خاک ہے ابھی یہ وہ خاک ہے جو میں بتا رہا ہوں، ابھی یہ وہ خاک نہیں جسے میں جانتا ہوں۔ اللہ جانے پھر وہ خاک کیا ہے جو اللہ نے بنائی ہے؟! اسے تو صرف حسین علیہ السلام ہی جانتے ہیں۔ میں بھی وہاں تک بتا رہا ہوں جہاں تک ہاضمہ برداشت کر سکیں۔

کچھ لطف آیا یا وقت ضائع ہوا! کل میں نے بتایا کہ ہر مومن کی طینت میں خاک شفاء، وہ کبھی آنسو بن کے، کبھی چیخ بن کے، کبھی ماتم بن کے، کبھی زخم بن کے، کبھی بیٹھ کے تنہائی میں سوچنا، اس میں بھی اسرار کی کائنات چھپی ہے۔ رونے سے لے کر اپنے آپ کو زخمی کرنے تک، عزدار ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ خاک کر بلا اسے ابھارتی ہے۔ کہ جو اس خاک کا مالک ہے۔ جب وہ زخمی ہوا ہے، اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! مولا علیہ السلام آپ کا پرستہ قبول فرمائیں۔

چودہ صدیاں گزر گئی ہیں اور آج بھی نام حسین علیہ السلام پڑھنے والا لے رہا ہوتا ہے، تمہاری چیخیں، آہیں، آنسو، ماتم شروع ہو جاتا ہے۔ ذرا سوچنا چودہ سو سال بعد بھی جسے کائنات روتی ہے۔ کر بلا میں کچھ ایسے موقع بھی آئے ہیں۔ کہ یہی حسین علیہ السلام دھاڑیں مار مار کے روئے ہیں۔ اللہ اکبر! میں نے اپنی طرف سے اسی ایک جملہ میں مکمل مصائب بیان کر دیا ہے! کئی موقعے ایسے آئے! حسین علیہ السلام جیسا صابر دھاڑیں مار کے روئے۔ ان میں سے ایک موقع



یاد دلا کے میں منبر چھوڑنے لگا ہوں۔ عاشور کی رات ہے چار سال کی بتول علیہا السلام باپ کی جھولی میں ہے۔ اللہ اکبر! تحقیق کر لینا کتابیں پڑھنا جب بھی سکیں علیہ السلام مولا علیہ السلام کی آغوش میں ہوتی ہمیشہ مولا علیہ السلام سر چومتے لیکن آج حسین علیہ السلام نے روش بدل دی، بار بار بیٹی کے کان چوم رہے ہیں۔ ایک بار، دو بار، جب بار بار، رونے والو! ایسا ہوا تو بیٹی نے جھولی چھوڑی، باپ کے سامنے آئی اور کہا بابا! آج ریت کیوں بدل دی، ٹھنڈی سانس لے کے مولا علیہ السلام نے فرمایا: بیٹی کل یہ گوشوارے اتر جائیں گے۔ تیرے کان زخمی ہوں گے۔ اس لئے چوم رہا ہوں۔ جو رونے کی نیت سے بیٹھا ہے، بڑے بھول پن سے بی بی علیہا السلام نے پوچھا: میرے گوشوارے اترتے رہیں گے اور میرے چچا عباس علیہ السلام کہاں ہوں گے؟! حسین علیہ السلام نے رو کے کہا، لمبے سفر پر جا چکا ہوگا، اچھا بابا! پھر آپ علیہ السلام مجھے نہیں چھڑاؤ گے!؟

آخر حسین علیہ السلام کی دھاڑیں ایسے تو نہیں نکل سکیں ناں! حسین علیہ السلام نے کہا جب تیرے گوشوارے اتریں گے تو میں سوراہا ہوں گا۔ بابا کہاں! وہ تیرے دیکھ رہی ہے، بس اس کے سایہ میں سوراہا ہوں گا۔ بابا پھر پرواہ نہیں، جب شمر آئے گا، گوشوارے اتارنے، میں دوڑ کے تیرے پاس آ جاؤں گی۔

بابا پھر بچا لے گا، دھاڑیں مار کے روئے حسین علیہ السلام، کہا، ہاںہوں میں لے لوں گا، اس کے بعد تو جان، تیری قسمت، جانے، رونے والو! بس آ گیا وہ وقت جب شمر نے وہ حد عبور کر لی جہاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی رک جاتے تھے۔ سکیں علیہا السلام نے شمر کو آتے دیکھا، معصومہ علیہا السلام نے دونوں کانوں پہ ہاتھ رکھے، مقتل کی طرف دوڑی۔ شمر نے دیکھا



یقیناً قیمتی گوشوارے ہیں جنہیں بچا کے دوڑ رہی ہے۔ یہ حرامی گھوڑا دوڑا کے پیچھے آیا، بچی بہت دوڑی لیکن گھوڑے کی رفتار کہاں، ابھی لاش دور تھی ناپوں کی آواز سنی، تڑپ کے کہا: **ابتلا** بابا شمر آگیا۔ حسین علیہ السلام کی لاش نے بانہیں پھیلائیں، جا کے حسین علیہ السلام کی لاش کے سینے سے لگی۔ حسین علیہ السلام نے بانہوں میں لیا۔ کیا خیال ہے شمر کر گیا!!

یہ حرامی گھوڑے سے اترا، قریب آیا، اب مجھے معاف کر دینا، ایک ہاتھ میں ایک کان پہ آیا اور دوسرا ہاتھ دوسرے کان پہ آیا، کربلا کی زمین میں زلزلہ برپا ہو گیا، حسین علیہ السلام کی آواز آئی، زینب علیہا السلام کی آواز آئی، زینب علیہا السلام میری سکیں زینب علیہا السلام بے ہوش ہو گئی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝





آٹھویں مجلس

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ☆
توجہ ہے بات شروع کی جائے، سورہ بلد سے چند آیتیں تلاوت کرنے لگا ہوں، ذاتِ واجب نے، خدائے مطلق نے، معبودِ بزل نے ایک خاص قسم کے انسان سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ (سورہ البلد - ۸-۹)

فرمایا: کیا ہم نے اسے دو آنکھیں عطا نہیں کیں!!
وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ، کیا ہم نے اسے زبان نہیں بخشی؟ کیا ہم نے اسے دو لب نہیں دیئے؟! عَيْنَيْنِ سے مراد رسول اللہ یعنی اللہ بتانا یہ چاہتا ہے کہ اگر ہم نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عطیہ نہ کیا ہوتا تو انسان اندھا ہوتا۔
انسانیت کی بینائی رسول!!

وَلِسَانًا: امیر المومنین، لسان امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب، اللہ
یہ بتانا چاہتا ہے کہ اگر ہم نے علی علیہ السلام نہ بخشا ہوتا تو انسان گونگا ہوتا۔
بینائی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ”زبان“ وہی جو اللہ کی زبان ہے۔



اور جاگنا، وشفیتین، الحسن، والحسین، دلب حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام ہیں اللہ بتانا یہ چاہتا ہے کہ اگر یہ دلب نہ دیئے ہوتے تو گویا ہونے کے باوجود انسان کلام نہ کر سکتا۔

کیا ہم نے اسے دوا نکھیں، ایک زبان اور دلب نہیں دیئے؟! جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جناب علی علیہ السلام اور جناب حسن علیہ السلام اور جناب حسین علیہ السلام۔ پھر فرمایا:

قَلَّا افْتَحَمَ الْعُقْبَةَ (سورہ بلد آیت: ۱۱)

پھر کیا ہو گیا ہے انسان کو، وہ گھاٹی میں داخل نہیں ہو رہا؟!

وَمَا أَذْرَكَ مَا الْعُقْبَةَ (سورہ بلد آیت: ۱۲)

تمہیں کس نے بتایا کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟!

فَكُ رَقْبَةٍ (سورہ بلد آیت: ۱۳)

گردن چھڑانے کا نام گھاٹی ہے۔

أَوْ اطْعَمْتُ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ☆ (سورہ بلد آیت: ۱۴)

یا بھوک والے دن کھانا کھلانے کا نام گھاٹی ہے۔

دوسرا ترجمہ کرنے لگا ہوں، جو سنبھال سکتا ہے سنبھال لے۔

یا فاقے والے دن کھانا کھلانے کا نام گھاٹی ہے۔

اگر یہاں میں اپنی تشریح کر دوں، تمسے ٹوٹنے کی آواز منبر تک آئی گی!! اس لئے تشریح

نہیں، تم پہ چھوڑ دیا۔ میں نے تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخشا، علی دیا، حسن اور حسین دیئے



- تم فاقے والے دن کھانا ہی نہیں کھاتے ہو؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ کھانا کس کو ہے؟!

يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (سورہ بلد آیت: 15)

ذوی القربیٰ والے یتیم کو کیوں نہیں کھلایا؟!

اب میں بتاؤں کہ ذوی القربیٰ والے یتیم کون ہیں؟!

قل لا اُستلکم علیہ اجرًا الا المودة فی القربیٰ ☆

اس خاندان کے یتیم کو کھلاؤ۔

اَوْ مُسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ (سورہ بلد: 16)

اس مسکین کو کیوں نہیں کھلایا؟!

اس کے دو ترجمے ہیں، میں دونوں کرتا ہوں، جو سمجھ میں آئے مان لو۔ اس یتیم کو کیوں

نہیں کھلایا جو ”تراب“ پر بیٹھتا ہے؟!

مُسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ

دو ہی ترجمے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو ”تراب“ پر بیٹھتا ہے!! ایک وہ جس کے کپڑوں

پر ”تراب“ لگی ہوئی ہے! جو یہ کرے گا۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ اُولَٰئِكَ

اَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ☆ (سورہ بلد: 17-18)

فرمایا: جو یہ کرے گا، وہ ہو جائے گا ان میں سے جو ایمان لائے، جو وصیت کرتے

رہے صبر کی، جو وصیت کرتے رہے مرحمت کی، میں تفاسیر اہل بیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھا۔

الصبر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، والمرحمة: ولایت امیر المؤمنینؑ



ان مومنین میں وہ شامل ہو جاتا جو رسالت کی وصیت کرتے ہیں جو علی کی ولایت کی وصیت کرتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ☆ (سورہ بلد: 18)

یہی تو داہنے ہاتھ والے ہیں۔

اب اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ اس کا یہ نکلا جو ”تراب“ والے مسکین کو کھلاتا ہے۔ وہی جناب علیؑ والا ہے۔ وہی داہنے ہاتھ والا ہے۔ یہ وہ ہیں لاہور والو! جن کے کپڑوں پہ ”تراب“ ہے!

پچھلے محلے والو! چلے تو نہیں گئے ہو؟ پھر سنو، پھر سنو، میں نے کہا یہ وہ ہے جو اس خاک آلود کپڑے والے کو کھلاتا ہے۔ اور جس کے کفن پہ خاک کر بلا ہو؟!! اس تراب کا کیا ہوگا؟ آنے والے آچکے اور میری تمہید بھی ختم ہوئی:

ایک عالم ربانی نے، ایک صاحب نظر عالم نے خاک کر بلا کو خراج پیش کیا ہے اپنے لفظوں میں قوت خرید ہے تو بھیج دوں؟!

چند جملے ہیں ظہیر بھائی! اور ان چند جملوں میں چند کائناتیں ہیں! بالکل وعدہ، ابھی آپ خود بھی کہو گے، میرے ہم خیال، ہم زبان ہو جاؤں گے آپ فرماتے ہیں۔

ألف ألف سلام وتحية بولائي منى وهدية لتراب اثر من الاكسیر أعمل من التقدير ☆

وأنفع من الدواء وأبلغ من الدعاء وأطيب من المسك والعنبر وأطهر من



سلسبیل والکوتر ☆

رب کر بلا کی قسم! جانتے ہو رب کر بلا کون ہیں؟ ذرا میرے ساتھ رہنا۔
وأنفع من الدواء وأبلغ من الدعاء وأطيب من المسك والعنبر
وأطهر من سلسبیل والکوتر ☆

انسی اتعجب کل العجب فكيف لا اتعجب من ارض انبتت ، شمس
شحامة واقمار شجاعة ونجوم سعادة ، طوبیٰ لك يا ارض کر بلا ، ثم طوبیٰ
واول منكری بفضلک ، ثم اول ، فكل ذرة فيك شمس تبخر منها العقول
، وكل بقعه منك اقمار ليس لها اقول ، وكل زاوية فيك نجوم انی اليها الو
☆ صول

اصل میں پھر کئی عشرے کرنے پڑ جائیں گے آپ کو۔ اس نے سرکارِ وفا پہ لکھی ہے
کتاب، اس عالم نے علامہ سید اسد حیدر ہاشمی نے۔ اس نے ایک الگ باب ہے! کہ عباس علیہ
السلام پر کر بلا کی مٹی کا قرض کیا ہے؟ میں نے آپ سے پہلے کہا ہے کہ چار سو میل کا سفر کیا ہے۔
چار سو کلومیٹر نے نہیں، پھر مجلس بھی پڑھی اور اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ پھر چہرہ بھی
دیکھ لو اور میری مجلس پڑھنے کی آمادگی بھی دیکھ لو، اور ساتھ یہ بتایا کہ کر بلا کی خاک پر عباس علیہ
السلام کے کتنے حق ہیں؟! اس باب میں یہ جملے لکھے، کیونکہ خاکِ کر بلا کا ذکر تھا، تو پھر انہوں نے
خراج پیش کیا ہے، زمین کر بلا کو، اب رک رک کے پڑھوں گا اور ترجمہ کروں گا۔

الف الف سلام و تحية بولانی منی و هدية

لاکھوں سلام میری طرف سے اور تحیہ اس خاک کو، خالص ولاء کے ساتھ بھیج رہا ہوں



- ولاء کے ساتھ ہدیہ کر رہا ہوں۔

کس خاک کو؟

لتراب اثر من الا کسیر واعمل من التقدير
اس خاک کو بھیج رہا ہوں لاکھوں سلام، جس کی خاک اکسیر سے کہیں زیادہ پر تاثیر ہے

-
یہ اثر مصدر ہے اور عربی گرائمر میں اسم کی تفصیل ہے۔ اثر کہیں زیادہ پر اثر۔ اور یہی
فیصلہ کرنا ہے، کتنا پڑھنا ہے، کیا پڑھنا ہے۔ آگے کہتے ہیں!

واعمل من التقدير
وہ خاک جو تقدیر سے کہیں زیادہ کاگر ہے، تقدیر سے جو کہیں زیادہ کارگر ہے خاک
کر بلا۔

وانفع من الدواء
وہ خاک جو دوا سے کہیں زیادہ نفع دیتی ہے۔
اب چہرے پڑھوں گا، ہر سامع کا باطن چہرے بتا دیں گے، کیونکہ کتاب رخسار کو
پڑھنے کا فن غضنفر عباس ہاشمی سے زیادہ کسی کو آتا ہی نہیں!!

وابلغ من الدعا
اور جہاں دعا نہیں پہنچتی وہاں یہ پہنچ جاتی ہے۔
مجھے وہ دن بتاؤ جب میں نے چھوٹی بات کی ہو؟ میری ڈیوٹی ہی مولا علیہ السلام نے
بڑی باتیں کرنے پر لگائی ہوئی ہے!! آؤ میں بتاؤں کہ کتنی بڑی ہے یہ بات۔



وابلغ من الدعا

جہاں دعائے پُنجے، یہ پہنچتی ہے اور میں نے پڑھ رکھا ہے مظلوم کی دعا عرش سے ٹکراتی

ہے۔

دعا، مظلوم کی دعا، سن لینا، مظلوم کی دعا عرش سے ٹکراتی ہے۔

اببلغ من الدعا دعاء سے بھی بالغ ترین، جہاں مولانا! دعائے پُنجے وہاں خاکِ شفاء پہنچتی ہے، دعا جاتی ہے عرش تک، تو یہ عرش سے آگے اور یہ کئی دفعہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ منتہی مکان کا نام عرش ہے۔ عرش کے بعد کوئی مکان نہیں، خاکِ شفاء آگے جاتی ہے جس کے شہر کی مٹی لامکانی تک چلی جائے۔

جس شہر کی خاک لامکانی تک ہو اس شہر کا مالک کہاں ملے گا؟!

میرے سامنے ابھی جوش ملیح آبادی کا شعر آگیا ہے۔ تمہارا متفق ہونا ضروری نہیں ہے!! بس آگیا ہے سن لو، چونکہ جوش ملیح آبادی اپنی ترنگ کا شاعر تھا!! وہ اپنی کہے جاتا تھا پرواہ نہیں کرتا تھا، کہ کوئی کیا کہے گا، کیا سنے گا اور کیا سمجھے گا۔ وہ کہتا ہے:

اک مردہ خدا ، مردہ خودی محو تماشا

میں نے پہلے کہا، میرا اور تمہارا متفق ہونا ضروری نہیں، جو اس نے کہی وہ سن لو۔ وہ کہتا

ہے:

اک مردہ خدا ، مردہ خودی محو تماشا

اک زندہ خدا ، زندہ خودی نوکِ سناں پر

اببلغ من الدعا



جہاں دعانہ پہنچے وہاں خاکِ شفاء پہنچے۔ سرور! یہ تیرے والا محلہ ذراست ست لگ رہا

ہے۔

واطیب من المسک والعنبر

مشک و عنبر سے کہیں زیادہ خوشبودار!

وہ فرماتے ہیں:

جس خاک پر لاکھوں سلام، میں ولاء خالص سے ہدیہ کر رہا ہوں، وہ مشک سے خوشبو

تر، اور عنبر سے.....

واطهر من سلسبیل والکوثر

جو سلسبیل اور کوثر سے کہیں زیادہ پاکیزہ، بیٹھے ہو چلے گئے ہو، میں بھی ان کی آواز میں

آواز ملا کر کے کہنے لگا ہوں، کہ خاکِ کر بلا کوثر و سلسبیل سے سینکڑوں گنا پاکیزہ، ہزاروں گنا

پاکیزہ، حیران ہو؟ چلو لاکھوں گنا پاکیزہ، چلو کروڑوں گنا پاکیزہ، چلو اربوں گنا پاکیزہ، کیوں؟

کوثر و سلسبیل میں حسین علیہ السلام کا خون شامل نہیں ہے!

میں متفق ہوا ہوں تو پڑھنے لگا ہوں۔ ٹھیک ہے بڑا پاکیزہ ہے کوثر، ایک بات بتاؤں

تمہارے پانچویں امام علیہ السلام کی حدیث میں نے پڑھی ہے۔ فرمایا:

جب حسین علیہ السلام کے عزادار روتے ہیں۔

مصائب نہیں پڑھ رہا حدیث سن رہا ہوں۔

روتے ہیں تو فرشتے شیشیوں میں آنسو جمع کر کے کوثر و سلسبیل میں ڈالتے ہیں۔ تاکہ

ان کا ذائقہ بڑھ جائے۔



او! کوثر تیرے قطرہ اشک کا محتاج ہے!! اور خاکِ کربلا میں اس کا لہو شامل ہے۔ جو
 ثار اللہ، اللہ کا خون۔

میں نے محترم دو حدیثیں پڑھیں، یہ میری لڑکپن سے عادت ہے، میں حدیث، اسرار
 اور حقائق کا تعاقب کرتا ہوں۔

قلب المومن كالکعبة المعظمة O
 مومن کا دل کعبہ جیسا معظم ہے!! ہے ناں مولانا!! یہ حدیث؟
 دوسری جگہ پڑھا:

قلب المومن عرش الرحمن O
 مومن کا دل رحمن کا عرش ہے۔

میں نے کہا بظاہر بڑا فرق ہے۔ ٹھیک ہے کعبہ بڑا معزز ہے عرش جیسا تو نہیں! ایک
 جگہ کعبہ ہے، ایک جگہ عرش ہے، تحقیق کے بعد پتہ ہے کیا ملا؟ میری جرأت تو نہیں کہ میں حد بندی
 کروں۔ دونوں کان پکڑ کے کہہ رہا ہوں لیکن حقیقت یہی ہے کہ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں۔ جب
 مومن کے دل میں علی علیہ السلام نظر آتا ہے تو مومن کا دل کعبہ ہے اور جب مومن کے دل میں
 حسین علیہ السلام نظر آتا ہے تو دل عرش ہے۔

کوثر و سلسبیل سے کہیں زیادہ طاہر، آگے فرماتے ہیں:

اتعجب کل العجب فكيف لا تعجب من ارض انبت، شمس

شحامة واقمار شجاعة و نجوم سعادة O

میں تعجب میں ہوں اور گل کے گل تعجب کا شکار ہوں۔ اور تعجب کیوں نہ کروں؟ مجھے اس



زمین پر تعجب آرہا ہے، میں جس زمین پر بھی نظر ڈالتا ہوں کہیں فصلیں اگتی ہیں، کہیں سبزہ اگتا ہے، کہیں باغات اگتے ہیں لیکن کربلا کی زمین کی کھیتی پہ نظر ڈالتا ہوں۔ یہاں وقار کے سورج اُگتے ہیں۔ وقار کے سورج میں کیوں تعجب نہ کروں۔ یہاں شجاعت کے چاند اگتے ہیں، قمر کی جمع ہے اقمار یہاں شجاعت کے کئی قمر اگتے ہیں۔

انہوں نے لمبی چوڑی بحث کی ہے چونکہ یہ تو سارے تقریباً جانتے ہوناں! کہ یوم عاشور غبار چھا گیا تھا، دھند چھا گئی تھی، سورج کی روشنی زائل ہو گئی تھی۔ ستارے بے نور ہو گئے تھے۔ وہ تو شکر کرو کہ وہ جو کربلا کے چاند تھے انہیں زمین میں چھپا دیا گیا تھا ورنہ قیامت تک یہ سورج چاند نکلتے ہی نہ۔

ہاں ایک میں نے تحفہ چھپا رکھا ہے اپنے سینے میں!! دوں گا، تھوڑی دیر انتظار کر لیں، مجھے بھی توداد دو، یہاں (میرے سینے میں) لاکھوں اسرار چین کی نیند سو رہے ہیں!! آپ لوگ چند لمحے انتظار نہیں کر سکتے، میں یہ ترجمہ پورا کر کے وہ تحفہ تمہیں دینے لگا ہوں۔

کیوں نہ تعجب نہ کروں، اس زمین پر جہاں وقار کے آفتاب، جہاں شجاعت کے ماہتاب اور جہاں سعادت کے ستارے اگتے ہوں، جو لطف مولانا! عربی زبان میں ہے وہ ترجمہ میں تو پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں اپنی طرف سے کوشش کروں گا پھر کہتے ہیں:

طوبیٰ لک یا ارض کربلا، ثم طوبیٰ واولیٰ منکری بفضلک، ثم

اولیٰ ۝

اے کربلا کی زمین مبارک ہو تجھے، تجھے پھر مبارک ہو! دو دفعہ مبارک ہو، تباہی ہے تیرے فضل کے منکر کے لئے پھر تباہی ہے، پھر تباہی ہے۔



کل ذریعہ فیک شمس تبھر منها العقول ○
 اے کربلا کی خاک تیرے ایک ایک ذرے میں لاکھوں سورج ہیں! اے خاک کربلا!
 میں اسرار کھول رہا ہوں پتہ نہیں تم کس دنیا میں گم ہو؟!
 تیرے ایک ذرے میں لاکھوں سورج ہیں جو عقل کی آنکھوں کو چندھیادیتے ہیں۔

کل بقعہ منك اقمار ليس لها افول ○
 اے کربلا کی زمین تیرے ہر کونے میں کئی چاند ابھرے ہوئے ہیں، اور ایسے ابھرے
 ہوئے ہیں کہ ڈوبنا جانتے ہی نہیں!!

کربلا کی دھرتی پہ ابھرنے والے چاند، ڈوبنا نہیں جانتے، ہر جگہ طلوع، ماننے والے
 دل میں طلوع، علم کی سوچ میں طلوع، صاحب عرفان مومن کی چھت، یہ علم کی صورت میں طلوع۔

انہوں نے ایک جملہ اور لکھا ہے، اس باب میں نہیں الگ باب میں، سنا دوں؟!
 وہ کہتے ہیں، میں نے بہت سوچا کہ جب ہوا رک جاتی ہے، بڑے بڑے سربفلک
 درخت ساکن، ہرتنی ہوئی چیز ساکن، ہوا خاموش، وہ کہتے ہیں، میں نے کئی بار آزمایا، علامہ سید
 اسد حیدر ہاشمی فرما رہے ہیں:

میں نے کئی بار آزمایا عباس علیہ السلام کے علم کا پھر یہ اساکت ہوا میں بھی آہستہ آہستہ
 حرکت میں۔

میں نے دیکھا کہ ساکت ہوا میں آہستہ آہستہ جنبش میں ہوتا ہے۔ توجہ! فرماتے

ہیں:

خطرہ بالی



میرے دل میں بات الہام کی طرح اتری، کہ ہوا ہوتی نہیں یہ کیوں ہلتا ہے؟ دل میں یہ بات آئی کہ:

يحر كه انفاس ابن امير المؤمنين عليه السلام
 کہ عباس علیہ السلام کے سانسوں کی ہوا سے بل رہا ہوتا ہے۔
 عباس علیہ السلام کے سانسوں کی ہوا اسے جنبش میں رکھتی ہے۔
 تو پھر میں نے غلط تو نہیں کہا ہر مومن کے گھر کی چھت پہ وہ چاند طلوع کرتا ہے!!
 تیرے ہر ذرے میں لاکھوں سورج، تیرے ہر کونے میں ایسے چاند جو ابھرنا تو جانتے ہیں لیکن
 ڈوبنا نہیں جانتے، ”توجہ“!

وفي كل زاوية فيك نجوم انى اليها الوصول
 اے کر بلا کی خاک تیرے ہر زاویے میں ستارے ہیں، ہیں تو زمین پر مگر اتنے بلند، کہ
 ان تک پہنچا نہیں جاسکتا!!

یارو! ایک چیز پڑی زمین پر ہو، اور پھر چیلنج ہو کہ پہنچ کر دکھاؤ!
 تو جاگو! وعدہ کیا تھا میں نے تحفہ کا! بڑے حریص ہو! نہیں اس تحفہ پر حرص ہونا چاہیے یہ
 حرص مرغوب ہے یہ حرص مستحسن ہے۔ یہ حرص ممدوح ہے۔ بلکہ یہ حرص مرغوب ہے۔ اس کی
 ترغیب دی گئی ہے کہ ان کے اسرار، ان کے حقائق، ان کے فضائل کے تحفہ پر جو جتنا حریص ہو،
 اتنا بڑا عارف ہوتا ہے۔ یہ سلمان پاک کا حرص ہی تو تھا مولانا! کہ اسے دہلیز بتول عیہا السلام
 سے ماتھا اٹھانے ہی نہیں دیتا۔ اب اس تحفہ سے پہلے ایک اور تحفہ دے دوں چھوٹا سا؟!

نمازیں مولانا! ابو ذرؓ زیادہ پڑھتے تھے! میں چیلنج کرتا ہوں سلمانؓ فریضہ پڑھتا تھا،



بس ابوذرؓ سمیعیں زیادہ رولتے ہیں۔ سلمانؓ صرف فریضہ، میں نے رب کعبہ کی قسم، غلط بولوں، تو ابھی قبر الہی مجھ پہ بجلی بن کر گرے۔ میری زبان پہ ایسا فاج لگ کر جائے کہ میں بولنے کے قابل نہ رہوں۔ منبر حسین علیہ السلام پہ اس سے زیادہ بددعا کا ہدف اپنے آپ کو نہیں بنایا جاسکتا۔ جو اس پر بھی شک کرے اپنا شجرہ خود ٹٹولے۔ میں نے یہ پڑھا ہے:

ان سلمان اذا فرغ من الصلوة يترك السنة بلا مهلة و ينظر الى وجه على ابن ابى طالب ۝

سارے صحابی فریضہ نماز کے بعد سنت نمازیں پڑھتے تھے اور سلمان فریضہ نماز کے بعد چھلانگ لگا کے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جا کے جناب امیر علیہ السلام کا چہرہ دیکھتے تھے۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ نمازیں حضرت ابوذرؓ زیادہ پڑھتے تھے، سلمانؓ صرف فریضہ پڑھتا تھا۔ یہ بتول عیساہ السلام کی چوکھٹ پہ، اور یہ گھر جا کے سوچنا، جو اسے (اللہ) کو سجدہ کرتا ہے۔ اسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کہا جو بتول عیساہ السلام کی چوکھٹ پر ماتھا ٹیکتا ہے اسے کہا:

سلمان منا اهل البيت ۝

جس تجھے کا وعدہ تھا دوں؟ دوں؟ سنبھالو گے؟ ایک عالم مصلیٰ عبادت پر ہیں، دیکھتے ہیں عرش کی طرف، ایک عالم سن رہا ہے علم بڑی عجب پہیلی ہے۔ مثبت ہو تو خدا ملا دیتا ہے۔ منفی ہو تو شیطان بنا دیتا ہے!!

اب ذہن میں رہے مصلیٰ پہ، مصلیٰ تو نماز کے لئے سمجھتا ہے غالباً، اور دعا بھی اللہ سے مانگی جاتی ہے اور جب عرش کی طرف دیکھا جائے تو بات اور کچی کہ اللہ سے ہی بات ہو رہی



ہوگی، ہاتھ اٹھاتے ہیں اوپر دیکھ کر، مانگ کیا رہے ہیں اس کا کچھ پتہ نہیں، لیکن منہ سے نکل رہا ہے۔

یا حسین یا حسین یا حسین

اگر آمادگی نہیں تو تحفہ یہی روک لوں؟؟ ہوا آمادہ!!

وہ جو بیٹھا تھا، اس نے کہا دیکھ عرش کورہا ہے، بلا حسین علیہ السلام کورہا ہے؟ اس نے کہا مجبوری ہے حسین علیہ السلام ملتا ہی عرش پہ ہے۔ اس نے کہا خدا، تو اس نے جواب دیا۔ یوم عاشور کے بعد خدا کر بلا میں ہے اور حسین علیہ السلام عرش پہ ہے۔

میرے ڈرائیور نے مجھ سے کہا کہ چار سو میل کا آپ نے سفر گاڑی سے کیا اور دوسری مجلس تو آپ تیس منٹ ہی پڑھیں گے!! میں نے اس کو بتایا ہے!! اس کو میں نے بتایا ہے، میں زبان سے نہیں دل سے پڑھتا ہوں۔

یہی علم کی شان ہوتی ہے۔ یہی علم کی پہچان ہوتی ہے عبا، قباء اور پھر یا علی علیہ السلام

ہو۔

بشریت کے بس کا روگ ہی نہیں ہے یہ! یہ اول عطیہ، آخر عطیہ، سب عطیہ، کلی عطیہ۔ انہوں نے کہا تم حماقت کر رہے ہو، عاشور کے بعد فیصلہ ہو گیا ہے..... بے شک دس محرم کی دوپہر تک وہ عرش پہ ملتا تھا وہ کہتے ہیں جب پیار حد سے بڑھ جائے تو انسانیت میں پگڑیاں بدل لیتے ہیں۔ اب اللہ دستار تو باندھتا نہیں، اس نے کہا آ حسین علیہ السلام ہم مکان بدل لیتے ہیں۔

واقعاً یہ جنت ہے چونکہ میں نے یہ حدیثوں میں پڑھا ہے۔



جنت میں تیرہ معصومین علیہم السلام کی الگ الگ محفل لگے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی الگ، علی بادشاہ علیہ السلام کی الگ، حسن مولا علیہ السلام کی الگ اور سلطانِ کربلا علیہ السلام کی الگ، سارے محفل سے اٹھ اٹھ کے چلے جائیں گے، اور جو سلطانِ کربلا علیہ السلام کی محفل میں ہوں گے، حویریں پیغام بھیجیں گی:

نحن مشتاقون الیک o

ہم مشتاق ہیں ہماری طرف بھی آؤ۔

کہیں گے ٹھہرو، حسین علیہ السلام کی باتیں اٹھنے ہی نہیں دیتیں۔

کیوں اس کی وجہ؟ وجہ بھی تو ہونی چاہیے، جو میری تحقیق میں ہے، تیرہ کے تیرہ دل میں رہتے ہیں۔ حسین علیہ السلام دھڑکن میں رہتے ہیں۔ دل کی بقا کی ضمانت دھڑکن ہے! اور اللہ کرے ہم میں سے ہر کوئی ایسا ہو۔ میدانِ حشر میں ایک طرف اور بہشت ہوں گے، ایک طرف کربلا ہوگی اتنی بند بےشتوں سے، جیسے زمین سے قطب ستارہ، حسین علیہ السلام اپنے عزاداروں کو جمع کر کے کھڑے ہوں گے۔ گنہگارو! گھبراؤ نہیں ابھی تھوڑا سا انتظار کرو، دیکھو میں کرتا کیا ہوں!! لوگ چونکہ بشر ہیں گھبرانے لگیں گے، فرمائیں گے گھبراؤ نہیں دیکھو میں کیا کرتا ہوں!!

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی آئیں گے، پالنے والے! ہم نے جنت میں نہیں رہنا، تو پھر کدھر رہنا ہے؟! ادھر اونچی جنت میں؟! وہ جو قطب ستارے کی طرح زمین چمک رہی ہے، زمین کربلا میں۔ اللہ کہے گا ویسے تو جنت بھی حسین علیہ السلام کی ہے لیکن وہ اس نے صدقے میں دے دی ہے، اور صدقہ واپس نہیں ہوتا اور کربلا تو ویسے اس کی ذاتی جاگیر ہے۔ یہ تو حسین علیہ السلام سے پوچھنا پڑے گا۔ سارے نبی آئیں گے



تھوڑی سی جگہ کر بلا میں ہمیں دے دو۔ حسین علیہ السلام فرمائیں گے:
اپنے اپنے عمل میرے حب داروں کو دیتے جاؤ کر بلا میں جگہ لیتے جاؤ، عمل دیتے جاؤ،
کر بلا میں گھر لیتے جاؤ۔

یہ بھی حقیقت قاہرہ ہے لاکھ دریا علم کے بہائے جائیں۔ جب تک چار آنسو نہ بہیں
آنکھوں میں نمی نہ اترے، شام سے آنے والی راضی نہیں ہوتی، بلکہ آپ بھی میرا ساتھ دیں، میں
شام کی منہ و مہ علیہا السلام سے معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے آپ کو بڑھ گھنٹہ انتظار کروایا۔
جو حقائق ہم نے بیان کئے، وہ ان سے اربوں گنا زیادہ جانتی ہے۔ اس کی آمد کی وجہ پرسہ ہے۔
دو فقرے مجھ سے سن لو پرسہ اس کو دو۔ اللہ اکبر! جملہ پڑھنے لگا ہوں اگر سمجھ میں آ گیا تو ہو سکتا ہے
مجھے آگے پڑھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ قرآن پاک لانا ہے لاؤ، میں سر پہ رکھوں۔ علم لانا
ہے، ہاتھ میں پکڑوں۔ قرآن پاک اور علم پاک لے کر بھی یہی فقرہ کہوں گا۔ جب عباس علیہ
السلام نے زین چھوڑی ناں! اللہ اکبر! اللہ اکبر! میرے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ لو سب۔ یقیناً میں
تمہارے کلیجے پہ خراشیں ڈالنے لگا ہوں۔ مجھے اس شام والی بی بی علیہا السلام کے صدقے میں
معاف کر دینا۔ فقرے یہ ہیں: ”ایک شامی نے کہا کوئی جلدی جا کر ابن زیاد کو مبارک دے کہ
حسین علیہ السلام مارا گیا۔“ عمر سعد نے کہا او پاگل ہو گیا؟ حسین علیہ السلام تو وہ سامنے کھڑے
ہیں۔ اس نے کہا عباس علیہ السلام اتر نہیں گیا، عباس علیہ السلام نے زین نہیں چھوڑ دی؟ سمجھو
حسین علیہ السلام مارا گیا۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اس نے کہا جب عباس علیہ السلام زین
سے اتر گیا تو سمجھو حسین علیہ السلام نہ رہا۔ میں چھوڑ دیتا یہی بشریت ہے تھک میں بھی گیا ہوں،
مگر ایک فقرہ اور سن لو۔ کل وہی روئے گا جو رہے گا۔ مدینہ سے کر بلا تک قدم قدم پہ عباس علیہ



السلام کے کیلچہ پہ زخم لگتے رہے۔ لیکن میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ کوئی کام حسین علیہ السلام نے، عباس علیہ السلام کو دو دفعہ کہا ہو!! خود پہ قیامت گزر گئی لیکن دوسری دفعہ نہیں کہلوا یا۔ عباس علیہ السلام دل میں سوچتے تھے کہ بلا آئے گی ناں، لڑائی ہوگی ناں، میں بھی میدان میں جاؤں گا ناں، اللہ اکبر! گن گن کے حساب پورا کروں گا۔ جو رونے کی نیت لے کے آیا ہے اور میری مائیں بہنیں بھی، یاد رہ گیا تو قبر میں بھی ماتم کرو گے۔ یہ منبر حسین علیہ السلام پہ غنفر عباس ہاشمی کا وعدہ ہے۔ جو اس وقت عرب میں ہتھیار مروج تھے، سارے بدن پہ سجائے عباس علیہ السلام نے، خود، زرہ جوشن، نیزہ، ترکش، ڈھال، تیرکمان اور تلوار۔ لوہے میں غرق ہو کے آئے۔ حسین علیہ السلام کے قدم لئے، مولا علیہ السلام اجازت! مظلوم کر بلا علیہ السلام نے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ حسین علیہ السلام نے دل میں سوچا اگر ایسے چلا گیا، یہ تو نواکھ سے نہیں اتارا جائے گا۔ میرا مقصد شہادت پورا نہیں ہوگا۔ حسین علیہ السلام نے..... بس میں منبر چھوڑ رہا ہوں فقرہ سمجھ لینا۔ حسین علیہ السلام نے عباؑ کدھے پہ ڈالی، اٹھے، میرے زور کر بڑی تیاری میں ہو!! مولا علیہ السلام! وہ زبانیں نہیں کھینچیں جو آپ علیہ السلام کے سامنے گستاخ بولتی ہیں۔ وہ سر کندھوں سے نہیں اتارنے، جنہوں نے آپ علیہ السلام کا پانی بند کیا۔ بڑا شوق ہو رہا ہے ناں لڑائی کا! عباس علیہ السلام اگر کچھ ہتھیاروں میں کمی لگ رہی ہو اور دوں؟ ایک نیزہ ہے یہ دوسرا لے، ایک تلوار شاید نا کافی ہو، یہ میری بھی لے جا۔ اب رونے والو! عزادارو! عباس علیہ السلام حیران ہوئے، مدینہ سے کر بلا تک قدم قدم پر روکتے رہے! آج تلوار اور نیزہ دے رہے ہیں! عباس علیہ السلام مار لاشوں کے پہاڑ لگا دے جتنے جی میں آئے مار، لیکن سوچ کے مار جتنے تو کر بلا میں مارے گا شام میں بدلہ میری زینب علیہا السلام کو دینا پڑے گا۔ شام میں بدلہ میری سکی نہ علیہا



السلام کو دینا پڑے گا۔ عباس علیہ السلام نے خود اتارا، زرہ اتاری تلوار رکھ دی، کہا میرے ٹکڑے
ہو جائیں علی علیہ السلام کی بیٹی زخمی نہ ہو۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝



jabir.abbas@yahoo.com



نویں مجلس

☆ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ☆
توجہ ہے بات شروع کی جائے، سورہ بنی اسرائیل سے ایک آیت تلاوت کرنے لگا
ہوں۔ ذات واجب نے، خدائے مطلق نے، معبودِ یزل نے حقیقتِ قرآنیہ کو اس چھوٹی سی
آیت میں بند کر دیا ہے۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(سورہ بنی اسرائیل: ۸۲)

ہم نے قرآن پاک کو عبادت بنا کے نازل نہیں کیا، بلکہ ہم مومنین کے لئے وہ چیز نازل
کرتے ہیں جو مومنین کے لئے شفاء ہے۔

ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں سے اس حقیقت کو، آگے 'ما' حقیقت کی طرف اشارہ
ہے جو مومنین کے لئے شفاء ہے رحمت ہے۔ لیکن ظالمین کو نہیں ملتا ہے۔ اب اگر آپ تھکتے نہیں
ہیں تو قرآن کے باطن میں شفاء اور کر بلا کی خاک میں شفاء۔

قرآن پاک کہاں ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (سورہ بروج: ۲۱-۲۲)



قرآن لوح محفوظ میں ہے، یعنی یا لوح کے سینے میں شفاء یا خاکِ کربلا میں شفاء۔ یہ دونوں حقیقتیں! وہ حقیقت قاہرہ ہیں کہ انکار کر کے کافرتو ہوا جاسکتا ہے رد کی کوئی دلیل ہی نہیں۔ یا قرآن شفاء ہے یا کربلا کی خاک!!

نہیں! نہیں! میں وقت دے دیتا ہوں، رک جاتا ہوں یا سورۃ بنی اسرائیل سے یہ آیت اٹھا لو! یا کربلا کی خاک سے شفاء باہر نکال لو، ورنہ اگر توپ کے دہانے پہ بھی غضنفر کو باندھو تو میں توپ دغنے سے پہلے اعلان کر کے جاؤں گا۔ جو حقیقت قرآن کی ہے وہی خاکِ کربلا کی ہے۔ نہیں! میں نے ایک کلیہ دیا ہے سفر خود کرتے رہنا، جو حقیقت اس کی، وہ حقیقت اس کی اور قرآن چیلنج کر رہا ہے۔

لو اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا مثل هذا القرآن ۝

کائنات عالم کے جن وانس! مل جاؤ، میری مثل لاؤ۔

تو پھر ماننا پڑے گا کائنات مل کے خاکِ کربلا جیسا ایک ذرہ بھی میں مولانا! چلتے چلتے ایک راز سرگوشی کے انداز میں تمہاری سماعت میں انڈیل دینا چاہتا ہوں۔ قرآن کی مثل کیوں نہیں لائی جاسکتی؟ بے مثل کا کلام ہے۔ یہ خاک بھی بے مثل کا مدفن ہے!! وہ عرش پہ بے مثل، حسین علیہ السلام فرش پہ بے مثل، وہ ذات میں بے مثل، وہ صفات میں بے مثل، اور خریدنا! وہ کنہ میں بے مثل، حسین علیہ السلام ماہیت میں بے مثل، وہ خود بے مثل، حسین علیہ السلام خودی سے بے مثل۔ ٹھیک ہے ناں! اور ویسے بھی دو مکان ہوں، ایک کی قیمت کروڑوں میں ہو اور ایک کی دو چار لاکھ، سودا ہوگا؟ نہیں۔ ملتا جلتا ہو تو سودا ہوگا۔ میں نے تمہیں رات بتایا ہے کہ یوم عاشور کے بعد اللہ نے کہا ہے عرش پہ تو آ جا۔



”تو خدا کو عرش کے بدلے کر بلا وارے میں ہے ناں؟!
 اور دیکھو دیکھو جملہ آیا ہے، میں پہلی مجلس سے ہی، میرے احباب نے کہنا شروع
 کر دیا۔ عشرہ ختم ہو گیا!! لیکن میں اب کہنے لگا ہوں کہ اس جملہ پہ عشرہ ختم ہو گیا۔ آگے پتہ نہیں
 مجھے کیا کہنا ہے؟!

حقائق اور اسرار ابھی میرے پاس لاکھوں ہیں؟! اس خاک کے بارے میں! لیکن یہ
 جملہ جو آیا ہے ناں! میرے سامنے، میری نظر میں عشرہ نہیں اس پہ عشرے تمام ہو گئے، مگر پہلے
 تھوڑی تشریح کر دوں، تاکہ نشہ موت طاری ہو ہر شخص پر۔ دو لفظ ہیں جو بولے جاتے ہیں
 ہمارے معاشرے میں دن رات اور خصوصاً جو مجلسی مومنین ہیں، وہ بڑے واقف ہیں۔ ایک تو
 ”واہ“ اور ایک ”آہ“ ہے ناں؟!

اچھا، شاید کم لوگ جانتے ہو، جو نہیں جانتے آج جان لو۔ یہ دونوں عربی کے لفظ ہیں۔
 میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں ”آہ“ بھی عربی کا اور ”واہ“ بھی عربی کا۔
 حدیث میں ہے ایک بندہ بیمار تھا اور وہ بیماری میں کراہ رہا تھا۔ ”آہ“ تو کسی نے کہا، یہ
 کیا؟ تو کہا گیا:

”ان آہ اسم من اسماء اللہ“ اللہ کے ناموں میں ایک نام ہے ”آہ“۔
 فرمایا: جو ”آہ“ ”آہ“ کرتا ہے وہ اللہ اللہ کرتا ہے۔ اچھا اب تھوڑا سا تمہارا امتحان
 ہے۔ امتحان تو نہیں کچی کا سوال ہے! سب سے زیادہ کس کے ذکر پہ ”واہ“، ”واہ“ ہوتا ہے میں یہ
 کہنا چاہتا تھا کہ دونوں لفظوں پہ باپ بیٹے نے قبضہ کر لیا ہے۔ ”واہ“ پہ علی علیہ السلام کا قبضہ اور
 ”آہ“ پہ حسین علیہ السلام کا قبضہ۔ ٹھیک ہے ناں! دو لفظ تھے اور بچہ بچہ جانتا ہے!! واہ پہ علی علیہ



السلام کا قبضہ، ”آہ“ پہ حسین علیہ السلام کا قبضہ۔ ”واہ“ علی علیہ السلام کے فضائل پر اور ”آہ“ حسین علیہ السلام کے مصائب پر۔ دونوں نام اللہ کے ہیں۔ میری طرف دیکھنا اب عشرہ ختم کرنے لگا ہوں میں!!

میرے کاغذات میں اب، منبر کی قسم!! اور کل کی مجلس نافلہ ہوگی!! اور اس جملہ کے بعد بھی جو ہوگا وہ نافلہ ہوگا۔ میں ختم کرنے لگا ہوں عشرہ!

وہ علی علیہ السلام جس کے فضائل پر فرش سے عرش تک بشر الگ کہتے ہیں ”واہ“ ملک الگ کہتے ہیں ”واہ“ جن الگ کہتے ہیں ”واہ“ صفین سے واپسی پر وہی علی علیہ السلام زمین کر بلا سے گزرے گھوڑے سے اترے، مٹھی بھر خاک اٹھائی سو نگھا اور فرمایا:

”واھا لتربة“

جسے کائنات واہ کرتی ہے وہ حسین علیہ السلام کو کہاں کہہ رہا ہے بلکہ،

”واھا لتربة“ تیری تربت کو ”واہ“۔

حسین علیہ السلام سے نہیں کہہ رہے، تم لوگ جانتے ہو کہ غصغہ حرفوں کی ضمانت لیا کرتا ہے۔ پہلے تو اس مٹی کی عظمت کو تو دیکھو۔ خیر شکن گھوڑے سے اترے، یہ وہ علی علیہ السلام ہے۔ حدیثوں میں، میں نے پڑھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھوڑے پہ سوار ہو کے جارہے تھے کہیں کوئی ضروری بات کرنی تھی۔ شاہ نجف علیہ السلام ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ اچانک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کے چہرے کی رنگت بدلی:

یا علی! اما ان ترکب اما ان ترجع ۝

یا گھوڑا منگا کے سوار ہو جایا پلٹ جا۔



ہونے کو ہونے سے پہلے جاننے والے علی علیہ السلام نے پوچھا سرکار کیوں؟! چہرہ کی رنگت بدل گئی اور فرمایا: سوار ہو جایا پلٹ جا! ابھی اللہ کا حکم آیا: جب علی علیہ السلام پیدل چلا کرے تو پیدل چلا کر جب علی علیہ السلام سوار ہوا کرے، تو سوار ہوا کر۔

یہ علی علیہ السلام گھوڑے سے اترے، کہنے دو گے مجھے کبریائی کا بدن اتر، غلط کہا میں نے؟ غلط کہا؟ وجہ اللہ اترے، جب اللہ اترے، نفس اللہ اترے، کبریائی کا بدن اتر۔ بے بدن کا بدن اتر، ہاضمے ٹھیک ہیں؟ تو پھر سنو قل هو اللہ الاحد کی تفسیر اتر۔ یہ حدیث طرفین کی کتابوں میں مل جائے گی حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مثل علی فی امتی کمثل قل هو اللہ الاحد فی القرآن ○

میری امت میں علی علیہ السلام کی مثال وی ہے جو قرآن میں قل هو اللہ الاحد کی۔ پورے قرآن میں ایک سو چودہ 114 سورتیں ہیں۔ ایک سو تیرہ 113 سورتوں میں مخلوق کا ذکر ہے! یہ پہلی اور آخری سورت ہے۔ جو شروع اللہ سے ہوتی اور ختم بھی اللہ پہ ہوتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

علی علیہ السلام کی مثال امت میں کہنے کا حق رکھتا ہوں! رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کو جناب علی علیہ السلام کے لئے مخلوق والی مثال مناسب ہی نہیں لگی۔ جس کے گھوڑے کی اداؤں کی پانچ پانچ قسمیں اللہ کھاتا ہے وہ شہ سوار عرب اترے۔ میری طبیعت جو موج میں ہے تو میں صبح تک علیہ السلام کے سواری سے اترنے کے انداز ہی پڑھتا رہوں گا، ٹھہرو، ٹھہرو، اپنا حصہ لو دوسروں کا حق نہ مارنا۔

دوش محمد صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا سوار راہوار سے اتر۔



اور اگر اس وقت میرے پر نکل آئیں تو میں عرش پہ جا کے نیچے جھانک کے تم تک آواز پہنچانا چاہوں گا۔ میں یہ کہوں گا کہ لاہور والو! کربلا کی تراب پر ابو تراب علیہ السلام اترے۔ بس یوں سمجھو کہ ارض کربلا پہ ”دابة الارض“ اترے۔

یابیوں بھی کہہ سکتے ہو کہ زمین کرب و بلا پہ ”بلا ٹالنے والا اُترے“۔
 ”ید اللہ“ نے، یہیں ہو؟ ید اللہ نے قبضہ بھر، مٹھی بھر خاک لی، یہ وہ ید اللہ ہے جو مٹھی بھر خاک خیر کرے تو آدم علیہ السلام بنتا ہے!! ٹھیک ہے ناں!!
 اگر ادھر بیٹھا ہوا مٹھی میں خاک لے تو پھر دعویٰ اور فخر سے کہتا ہے۔
 میں وہ علی علیہ السلام ہوں جس نے حکم خدا سے چالیس دن تک آدم علیہ السلام کی مٹی خمیر کی۔

وہی ید اللہ خاک کربلا کو مٹھی میں لیتا ہے۔ حسین علیہ السلام کو واہ نہیں کی، مٹی سوگھ کے فرماتے ہیں:

واھا لثربة ۝

فقرہ جاگ کے سننا میں نے عشرہ ختم کر دیا ہے، اس سے بڑا جملہ میرے پاس نہیں ہے۔ جملے لاکھوں ہیں، سانسیں تھوڑی ہیں، جملے ان سے بھی زیادہ ہیں لیکن اس سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ بخدا اس سے بڑا کوئی نہیں!! یہاں جس طرح کہا جاتا ہے قلم ٹوٹ گیا۔ یہاں علم کا دم خم ٹوٹ گیا!! یہ سارے جو تعارف میں نے کرائے، یہ ذہن میں رکھنا۔ اس کی مٹھی میں ہے، خاک کربلا سوگھ کے فرماتے ہیں:

واھا لثربته، واھا لثربته فیہا روائح دم العشاق ۝



جس علی علیہ السلام کے ذکر پہ زمانہ ”واہ“ کہتا ہے وہ علی علیہ السلام کہہ رہے ہیں ”واہ“
رے مٹی، میری ”واہ“ ہے اس تربت کو۔ اب بات آگے جا رہی ہے۔ اس وقت تمہیں مغالطہ ہوا
تھاناں! کہ حسین علیہ السلام کو واہ کی، میں نے کہا نہیں! مٹی کو، واہ کی اور اب سبب جانو کہ اس مٹی
کو بھی کس سبب سے ”واہ“ کی؟ فرمایا:

”واہ“ میری اس تربت کو۔ اس میں سے عاشقوں کے خون کی خوشبو آ رہی ہے!!
تحقیق کرنی ہے کہ لو، میری بات پہ بھروسہ ہے تو سن لو، ورنہ بعد میں دشت تحقیق میں
گھوڑے دوڑاتے رہنا، یہ کون سے عشاق ہیں جن کے خون سے خوشبو آ رہی ہے علی علیہ السلام
کی توپتہ چلا، علی علیہ السلام بادشاہ کہہ رہے ہیں مجھے اپنے حسین علیہ السلام کے عاشقوں کے
خون کی خوشبو آ رہی ہے۔

جب حرّ، زہیر کا خون ہو تو علی علیہ السلام واہ کرتے ہیں جب حسین علیہ السلام مل جائے
تو کیا ہوگا؟!

چلے گئے ہو بیٹھے ہو؟ یہ حسین علیہ السلام کے عاشق ہیں جن کا ابو علی علیہ السلام سے واہ
واہ کر رہا ہے۔

حسین علیہ السلام ہے ہی وہ پہلی جو عقل کی سمجھ میں نہ آئے، جس نے زندگی میں ایک
بار بھی اپنے سینے پہ ہاتھ مار کے یا حسین علیہ السلام کہا ہے، لیکن کہا دل کی گہرائی سے درد میں
ہے۔ میں نے حدیثوں میں پڑھ رکھا ہے۔ جب وہ بندے میدانِ قیامت میں آئیں گے۔ علی
علیہ السلام کو شرفِ تقسیم کرتے کرتے چھوڑ کے کہیں گے واہ حسینی علیہ السلام آ رہے ہیں!!!

اللہ جانے کیا راز ہے حسین علیہ السلام، کبھی مٹی سے اس کے بیٹے کے عاشقوں کے



خون کی خوشبو آئے تو علی علیہ السلام اس مٹی سے کہتے ہیں واہ کبھی اس کے عزاء داروں کو دیکھ کے کہتے ہیں واہ۔

کیوں، علی علیہ السلام سے زیادہ اس تبادلہ کو کون جان سکتا ہے؟ علی علیہ السلام جانتے تھے کہ عاشور سے تبادلہ ہو جائے گا۔ ابھی میں بیٹھا تھا، پتہ نہیں کون تھا جو پرچہ دیا ہے آپ نے مجھے؟ کسی نے لکھا تھا، وضاحت تو اس نے کی نہیں ہے! یہ پوچھا تھا کیا اللہ محدود ہو سکتا ہے؟ اب یہ کیوں پوچھا ہے اس نے! اس نے نہیں لکھا جو میں نے سوچا ہے اس سے!! شاید وہ سمجھا ہوگا کہ میں نے کہا ناں کہ کر بلا میں ہو (اللہ) ہے!! وہ کہتا ہے محدود ہو سکتا ہے؟! کر بلا حسین علیہ السلام کی جاگیر تین ضرب تین میل، یا چار ضرب چار میل، بڑا خاصہ علاقہ ہوتا ہے۔ اللہ کہتا ہے:

نحن اقرب الیہ جبل الورد

میں شہ رگ سے زیادہ قریب رہتا ہوں۔ وہ تو انگلی سے بھی زیادہ باریک ہے تو کر بلا تو شہ رگ سے کروڑوں گنا زیادہ بڑی ہے۔ وہاں کیوں نہیں ہو سکتا؟! میں نے تمہیں حدیث قدسی سنائی تھی اگر بھول نہیں گئے ہو؟ اللہ نے کہا: میں ٹوٹی ہوئی قبروں کے پاس ملتا ہوں!!

پھر پوچھا کر بلا کب سے معلیٰ ہے؟ اس کے جواب میں میں بھی پوچھ سکتا ہوں عرش کب سے معلیٰ ہے؟ اور پھر پوچھا کب سے ہے کر بلا۔ میں تو یہ بتا چکا ہوں اس لئے کہا کرتا ہوں، میری مجلس میں حاضر ہو کے بیٹھا کرو!!

”کہا نہیں تھا کہ زمین کعبہ سے بھی چوبیس ہزار سال پہلے“

اور آؤ کیا یاد کرو گے، بس سن لو، حالانکہ قرآن پاک کی آیات کی بہت اقسام ہیں!! میں



اس میں الجھادوں تو علمی جنگ تک پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ لا تعداد قسمیں ہیں۔ ان میں عموم بھی ہے، خصوص بھی ہے۔ عموم و خصوص بھی ہے۔ عموم و خصوص مطلق بھی ہے اور عموم و خصوص من وجہ بھی ہے۔ ان میں سے ایک آیت ہے جس میں عموم و خصوص بیک وقت ہے۔ یعنی وہ آیت عوام کے لئے بھی ہے۔ تھک گئے ہو؟ علی علیہ السلام کا ذکر تو ایسا ہے جس میں خدا سامعین میں شامل ہو جاتا ہے۔

یہ گھرانہ ہی ایسا ہے جس کو بھی ٹٹولو، وہی سرمست، وہی رازِ الہی، لگتا ہے اس سے زیادہ اس کے قریب کوئی ہے ہی نہیں!!

پھر دوسرے کو دیکھو تو پہلا بھول جاتا ہے!! مولانا! یہ تو عام کتابوں میں بھی یقیناً آپ نے دیکھا ہوگا۔ بڑا مشہور سا ایک واقعہ ہے۔ یعنی اس گھر سے پیار کرتے ہوئے کس سطح پہ آ جاتا ہے خدا۔ چلتے چلتے یہ بھی بتادوں۔ جبرائیل علیہ السلام ایک خوشہ کھجور جنت سے لایا۔ اللہ نے تحفہ بھیجا ہے مولا صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے ایک دانہ توڑا جناب حسن علیہ السلام کو کھلایا اور فرمایا:

ہنیا مرثیا لک یا حسین علیہ السلام

اب اس کا ترجمہ سوائے پنجابی کے مجھے کہیں اچھا نہیں لگا، ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں اور چیلنج کر کے کہہ رہا ہوں سوائے پنجابی کے وہ حسن پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ دانہ دیا اور کہا: اللہ کرے پیچے رچے، اب پیچے رچے میں جو بات ہے وہ اور کسی زبان میں نہیں ہو سکتی۔

والی کر بلا کو دیا، پھر یہی کہا م:

ہنیا مرثیا لک یا حسین علیہ السلام

اللہ کرے پیچے رچے۔



سراٹھانا! جناب سیدہ علیہا السلام کو دیا:

ہنیا مرثیا لک یا فاطمہ علیہا السلام ۝

اللہ کرے بیٹی بچے رہے۔

پھر جناب علی علیہ السلام کو دیا:

ہنیا مرثیا لک یا علی علیہ السلام

پھر سجدہ کیا پھر علی علیہ السلام کو دیا:

ہنیا مرثیا لک یا علی علیہ السلام

پھر سجدہ کیا پھر دانہ توڑا:

ہنیا مرثیا لک یا علی علیہ السلام

ہونے کو ہونے سے پہلے جانتا ہے یہ خاندان۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے دریافت کیا، بابا! یہ کیا؟ حسن علیہ السلام کو ایک دیا۔ حسین علیہ السلام کو ایک دیا۔ مجھے ایک دیا، یہ علی علیہ السلام کو بار بار دانہ دیئے جارہے ہو!! سجدہ بھی کئے جارہے ہو؟! اور پھر کہتے جارہے ہو، بچے رہے، بچے رہے، بچے رہے۔ یہ کیا ہے؟

فرمایا: بیٹی کوئی بات نہیں! جب میں نے حسن علیہ السلام کو دانہ دیا، جبرائیل علیہ السلام نے کہا، ہنیا مرثیا۔ میں نے بھی ایک دفعہ کہہ دیا، جبرائیل علیہ السلام کی سنگت نبھانے کیلئے۔ ایسے حسین علیہ السلام کے لئے میکائیل علیہ السلام نے کہا میں نے کہہ دیا سنگت نبھانے کے لئے۔ جب آپ علیہا السلام کو دیا تو حوروں نے کہا، ہنیا مرثیا لک یا فاطمہ علیہا السلام۔ میں نے حوروں کا ساتھ نبھانے کے لئے کہہ دیا۔ جونہی میں نے علی علیہ السلام کو دیا اللہ نے کہا:



ہنیا مرثیا لک یا علی علیہ السلام
تو ہاڈا کیہ خیال اے گل مک گئی اے؟!
پنجاب میں رہتا ہوں، پنجابی نہیں بولوں گا!! سر اٹھائیے، میری طرف دیکھئے، ابھی
بات ہو رہی تھی، فرمایا:

جناب میں نے علی علیہ السلام کو دانہ دیا، جلی نے زبان بے زبانی سے کہا:

ہنیا مرثیا لک یا علی علیہ السلام

یا علی علیہ السلام تینوں پیچے رہے

میں نے سجدہ شکر کیا اور پھر دانہ دیا پھر اس کی آواز آئی۔ پھر میں نے سجدہ کیا، پھر دانہ
دیا، ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ عرش سے آواز آئی، میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو خود
رک گیا، تو قیامت تک علی علیہ السلام کو دانہ دیتا رہا، میں ہنیا مرثیا کہتا رہوں گا۔

جب نور خدا بیان ہو رہا ہو تو پھر یہ مجازی نور؟ اس کی کیا جرأت ہے یہ درحقیقت بھڑکی
تھی بجھنے کے لئے، کیونکہ جب مومن جہنم کے پل پر کھڑا ہو جائے گا تو جہنم کہے گی:

جز یا مومن ان نورک اطفانی ○

تیرا نور مجھے بجھا رہا ہے۔

فرمایا تو قیامت تک علی کو دانہ کھلاتا رہا میں ہنیا مرثیا کہتا رہوں گا۔ اب تم تو پتہ
نہیں کیوں جھوم رہے ہو؟! اور میرے فیوز اڑ رہے ہیں!! ذرا سوچو! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے بڑا کون ہے زمانے میں؟ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جناب امیرؑ سے
بڑا کون ہے دنیا میں؟! کائنات کے دو بڑے بیٹھے ہیں جو ان دونوں سے بڑا ہے وہ کہہ رہا ہے تو



قیامت تک دانے کھلاتا رہے گا۔

یعنی علیؑ کھاتا رہے جلی ذکر علیؑ کرتا رہے۔ اب ایک دانے کھا رہا ہے ایک کھلا رہا ہے اللہ ذکر کر رہا ہے!! قیامت تک کے درمیان نمازیں کہاں جائیں گی روزے کہاں جائیں گے، عبادتوں کا ایک بنے گا؟! یعنی وہ تو علیؑ کو ہنسیاً مرنیاً کہتا رہے گا۔ وہ قیامت تک نمازیں کھانے والے دونوں کھانے کھلانے میں مصروف جس کی نماز پڑھی جاتی ہے وہ ہنسیاً مرنیاً کہنے میں مصروف یہیں سے میں نے استنباط کیا ہے، جلی ہر صورت میں ذکر علیؑ چاہتا ہے منبر پہ ہو تو وہ کہتا ہے علیؑ علیؑ کرو! مصلیٰ پہ ہو وہ چاہتا ہے علیؑ علیؑ کرو، سجدے میں ہو تو وہ چاہتا ہے علیؑ علیؑ کرو۔ اور یہ راز ہے بتانا کسی کو نہیں۔ زمانہ جس علیؑ کے ذکر پہ ”واہ“ کرتا ہے۔ جب بندہ عبادت میں ذکر علیؑ کرے تو اللہ ”واہ“ کرتا ہے۔

نہیں میں نے پڑھ رکھا ہے! ابھی تک تم غفلت کو نہیں پہچان سکے ہو؟ جب تک پہاڑ سے وزنی دلیل نہ ہو میں سوچ ہی نہیں سکتا منبر پہ بات کروں!! کیونکہ مجھے پتہ ہے غیر سے اپنے مجھ سے زیادہ حوالہ مانگیں گے۔

میں نے پڑھ رکھا ہے کتابوں میں کہ جب بندہ علیؑ کی ولایت کا اقرار کرتا ہے۔ کسی بھی وقت چاہے عبادت میں کرے چاہے روزے میں کرے چاہے حج میں کرے چاہے گھر میں کرے چاہے بستر پہ کرے چاہے سفر میں کرے چاہے حضر میں کرے عرش سے اللہ کہتا ہے اب دیکھنا علیؑ نے زمین کر بلا سے کہا تھا۔

واہا لتربة واہ ہے اس تربت کو۔

اللہ مومن سے کہتا ہے:



واھا لطینة اقررت بولاية علی ابن ابی طالب ؑ

”واہ“ ہے اس طینت کے لئے جس نے ازل سے علیؑ کی ولایت کا اقرار کر رکھا ہے! اللہ اکبر! انہوں نے بات ہی بہت بڑی کر دی چونکہ ابتداء میں بھی میں نے کہا تھا ”واہ“ یہ باپ کا قبضہ اور ”آہ“ یہ بیٹے حسینؑ کا۔ ایک جملہ سن لو ہو سکتا ہے پھر کسی عزا دار کو آگے کچھ ضرورت نہ پڑے۔ زمانہ حسینؑ کے لئے ”آہ“ کرتا ہے! منبر کی قسم! خون رونے والا تم میں کہیں ہے، شام والی مقدوسہ علیہ السلام پر وہ داروں میں کہیں ہے۔ یہ دونوں پھوپھی بھتیجا میرے گواہ جو روایت میں تمہیں نشانے لگا ہوں۔ یہ کسی عالم کی نہیں یہ کسی راوی کی نہیں، راویہ خود شام والی بی بی علیہ السلام ہے۔

سمجھ لینا بی بی علیہ السلام کہتی ہیں میرے بھائی حسینؑ کو نانا سے اتنی محبت تھی کہ جب نانا دنیا سے چلے حسینؑ تڑپ تڑپ کے روئے۔ لیکن میرے بھائی حسینؑ کے رونے کی آواز باہر نہیں گئی۔ اللہ کرے میں سمجھا سکوں اور خدا کرے تم سمجھ سکو رو یا بہت لیکن آواز گھر سے باہر نہیں گئی۔ فرمایا پچھتر 75 دن کے بعد اماں چلیں مگر پس مار کے رو یا حسینؑ، لیکن رونے کی آواز دیواروں سے باہر نہیں گئی اکیس 21 رمضان کو ابنِ نجم کی ضرب سے بابا شہید ہوئے انداز میں نہیں بتا سکتا کہ کس طرح روئے حسینؑ لیکن حسینؑ کے رونے کی آواز گھر سے باہر نہیں گئی۔ اٹھائیس 28 صفر کو بھائی کے جنازے میں تیرے دیکھے، کہا طمانچے مار مار کے رو یا حسینؑ لیکن رونے کی آواز گھر سے باہر نہیں گئی۔

زینبؑ کہتی ہیں جو نبی اکبرؐ نے زین چھوڑی حسینؑ کے ہاتھ سر پہ آئے دھاڑیں مار کے رو یا حسینؑ کہاں چھپ کیا ہے میری آنکھوں کا نور؟ کہاں اتری ہے میرے نانا کی شبیہ؟ اللہ



اکبر! علی کی بیٹی کہتی ہیں چار چار فرسخ تک حسینؑ کے رونے کی آوازیں جا رہی تھیں۔ دیکھوں میرے ہاتھ جڑے ہوئے ہیں رونے والوں کے دل بہت نازک ہوتے ہیں۔ میں دکھانا نہیں چاہتا! جو نبی برچھی لگی ناں اکبرؑ کو، اکبرؑ نے گھوڑے کے گلے میں بانہیں ڈال لیں۔ کہا عقاب! اگر ہو سکے تو مجھے بابا ملا دے۔ اب تمہارا دل دکھانے لگا ہوں۔ چونکہ فوجوں کا ہجوم تھا! شامی حرامی راستہ نہیں دے رہے تھے جہاں گھوڑا جاتا ہے کوئی اکبرؑ کو تلوار مارتا ہے کوئی اکبرؑ کو نیزہ مارتا ہے! گھوڑا کبھی بانیں دوڑتا ہے کبھی دائیں دوڑتا ہے حسینؑ آوازیں دے رہے ہیں این بنی الاکبرؑ! ادھر سے آواز آتی ہے حسینؑ ادھر چل پڑتے ہیں پھر ادھر سے آواز آتی ہے حسینؑ ادھر چل پڑتے ہیں!

دیکھنے والوں نے دیکھا، ایک کالے برقع والی بی بی علیہ السلام ہے جس نے دوڑ کے عقاب کی باگیں پکڑیں و عقاب میرا حسینؑ آ رہا ہے؟!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝





دسویں مجلس

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ☆
سورہ نباء سے آیت تلاوت کرنے لگا ہوں۔

يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَلَيْتَنِي كُنْتُ تُرْبًا ☆

(سورۃ نبا: 40)

آخری پارے کی پہلی سورت اور آخری آیت ہے۔ قیامت کا دن ہے یہ آدمی وہ دیکھے
گا جو اس کے دونوں ہاتھوں نے بھیجا۔

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَلَيْتَنِي كُنْتُ تُرْبًا (سورۃ نبا: 40)

کافر حسرت میں پکارا اٹھے گا کہ کاش میں تراب ہوتا۔

کافر بول اٹھے گا۔

قرآن پاک نے دعوت فکر یہ بھی دی ہے کہ تراب سے آنکھیں بند کیں جب بھی کیں
کافر نے کیں۔ یہ تو عام تراب کی بات ہے اور اس خاک کے بھی اتنے اسرار ہیں کہ زندگی ختم
ہو جائے لیکن اس کے حقائق ختم نہیں ہوں گے۔ خدا کی قسم! اس خاک کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر
کائنات ہے۔ اس عام خاک کو دیکھ لو، اس میں اللہ جانے کتنی حقیقتیں پوشیدہ ہیں؟! اس میں کتنی



خلافتیں چھپی ہوئی ہیں؟! میں نے بتایا تھا ایک مٹھی مٹی اٹھائی گئی تو آدم بنا۔ اب میں نے سفر شروع کر دیا ہے جاگو جس کے پاس قوت خرید ہے؟!
سورۃ طہ کہہ رہی ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نَعِيْذُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اٰخَرٰى ☆ (سورہ طہ: ۵۵)

میں نے تمہیں مٹی سے خلق کیا اور مرنے کے بعد بھی اس میں لوٹو گے۔
بھری پڑی ہیں کتابیں ایک نہیں مٹی معصوم فرماتے ہیں کہ جس خطہ ارض سے کسی شخص کی طینت کا خمیر اٹھا ہے، اپنی موت سے پہلے اگر وہ سمات سمندر پار بھی رہتا ہو تو وہ مٹی اُسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔

جس خطہ ارض سے اس کی طینت نکلی ہے وہ اسے موت سے پہلے کھینچتی ہے اور اسی میں ہی دفن ہوگا۔ تو یہاں وقت نہیں آخری مجلس ہے گھر جا کے کبھی سوچنا ضرور!
یہ حبیبؐ کربلا کی طرف کھینچ رہا ہے، یہ زہیرؐ کھینچ رہا ہے، یہ خز کھینچ رہا ہے۔
بجذا میں دورا ہے پہ آگیا ہوں، تذبذب کا شکار ہوں، جو خریدار ہیں، ان کا حق آواز دے رہا ہے اور جن کے چہرے مرجھائے ہوئے ہیں وہ حق دار کے حق میں ڈنڈی مارنے کی کوشش میں ہیں۔ بس یہ ذہن میں رکھنا ہے جو جو کربلا آیا ہے حسینؑ کی بات نہ کرنا۔

وہ طینتوں سے پہلے کا ہے۔

وہ حقیقتوں سے پہلے کا ہے

وہ تخلیق سے پہلے کا ہے۔



وہ تصور سے پہلے کا ہے۔

وہ ہر شے سے پہلے کا ہے۔

وہ وجود سے پہلے کا ہے۔

ہاں میں باقیوں کی بات کر رہا ہوں۔ حُر کی زہیر کی حبیب کی سعید ابن عبداللہ کی۔ ان کو کر بلا کی زمین جو اپنی طرف کھینچ رہی ہے تو پھر ماننا پڑے گا ان کا خمیر کر بلا سے اٹھا تھا۔ اب میں جملہ دینے لگا ہوں۔ سنبھال سکتے ہو تو سنبھال لو۔ میں ششدر ہوں۔ علم لرزے میں ہے۔
 ”مسلمان کو کر بلا میں شہید ہونا نصیب نہیں ہوا“

ذرا سوچو عقل مشورہ دے رہی ہے کہ جو کر بلا میں حسین کے ساتھ ہیں یہ اور لوگ ہیں، یہ لوگ اور ہیں جن کا خمیر خاک کر بلا سے اٹھا ہے ان کی تخلیق اور ہے۔ آؤ آؤ انگلی پکڑو میری! کر بلا لے چلوں، شبِ عاشور ہے، سلطان کر بلا تقریر کر رہے ہیں۔

لا اعلم اصحابا خیر امن اصحابی ☆

میرے علم میں بہتر صحابی کسی کے نہیں!!

یہ مسجود علم فرما رہے ہیں ”لا اعلم“ میں نہیں جانتا ”اصحابا“، کوئی اصحاب ”خیرا من اصحابی“ جو میرے اصحاب سے بہتر ہوں۔

اوحسینیوں کا مقابلہ مسلمان نہ کرے تو حسین کو کوئی بے ایمان کیا سوچ سکتا ہے۔

دس درجے میں مولانا! ایمان کے اور دسویں پر کھڑے ہیں۔ مسلمان حبیب کی برابری نہیں کر سکتے!! زہیر کی برابری نہیں کر سکتا!! نہیں نہیں، فتویٰ دو حسین پر، جو فرما رہے ہیں۔ میرے علم میں میرے اصحاب سے بہتر کوئی صحابی نہیں ہے! تو کیا حسین کو یہ معلوم نہیں کہ مسلمان



میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں! تو حسینؑ نے شب عاشور فتویٰ دے دیا کہ میرے
حز، حبیب کی برابری مسلمان ابو ذر نہیں کر سکتے!! میرے زہیر کی برابری عمارؓ نہیں کر سکتے میرے
سعید کی برابری میثمؓ نہیں کر سکتا۔

میں نے یہ سوچا تھا کہ میرے سامعین عرش تک جائیں گے اور میں انہیں آگے لے جاؤں گا!! جتنی قوت خرید ہے تمہاری تو ظاہر ہے مجھے بھی اتنا ہی دینا ہے۔ لو سن رہے ہیں میں نے یہ
کب کہا ہے کہ نہیں سن رہے!! مجھے یہ شکوہ کہاں ہے کہ سن نہیں رہے، سن رہے ہیں لیکن مجھے یہ
امید تھی کہ آج ہر چہرے پہ ”الولاء“ ”الولاء“ لکھا نظر آئے گا۔ وہ نظر نہیں آ رہا۔ اس لئے
میں نے وہ بند کر دیا مجھے گھنٹہ پڑھنا ہوتا ہے۔ یہ تو کوئی واجب نہیں کہ کیا پڑھنا ہے!! باقی آگے
استعداد پر، صلاحیت پر، طلب پر ٹھیک ہے نا؟ جتنی طلب ہے اتنا انشاء اللہ ملتا رہے گا لیکن آج
طلب سے زیادہ نہیں۔

ظاہر ہے جنہوں نے مشکوک دودھ پیا ہے، وہ دروازہ گزری نہیں سکتے!! سر مست رہے،
خاک شفاء، اب یہ دیکھنا ہے جس کی کھیتی سے حبیب اُگتا ہو، جس کی کھیتی سے زہیر اُگتا ہو، فقرہ
دینے لگا ہوں اور یہیں سے تمہارا امتحان بھی ہو جائے گا!!
جس کھیتی کو پانی عباسؑ دیتا ہو؟!

اور جس کی جڑوں میں پانی بھرنے کی بجائے دودھ اصغرؑ گراتا ہو، سر اٹھانا اور جملہ
سنجھانا!

جس کی اتری ہوئی کھیتی کو حسینؑ ذخیرہ کرتے ہوں کہ قیامت کہ دن میرے عزا داروں
کے کام آئے گی۔



یہ رازِ الہی ہے کون سمجھے گا اسے؟! بعد میں سوچتے رہیں گے بلکہ جب جب سوچیں گے
ہدایت کے نئے در کھلیں گے۔ انشاء اللہ۔

دیہات والے تو شہر سے کوئی چیز تحفتاً منگوا سکتے ہیں، شہر والے نہیں منگواتے، ہاں اپنے
سے بڑے شہر سے، غریب ملک کسی امیر ملک سے۔

”جنت میں رہنے والوں کو کس چیز کی کمی ہے“

چلے تو نہیں گئے ہو؟ میری طرف دیکھنا حدیثوں میں ہے!

ان الحور العين اذا ابصرن بو احد من الا ملاک

بھیض لا مرما یستہدین سبحة کربلا و تربة کربلا

جب حوریں یہ دیکھتی ہیں کہ کوئی فرشتہ جمیل امر الہی کے لئے زمین پہ جا رہا ہے تو اڑتے
ہوئے کوروک کے کہتی ہیں میرے تحفہ کے لئے خاک کربلا لے آنا۔

و سبحة کربلا اور خاک کربلا، خاکِ شفاء کی بیج لے آنا۔

میں اس معاشرے میں سانس لے رہا ہوں جہاں کچی کی کلامیں برداشت نہیں ہوتیں
۔ اور میں اکثر کہا کرتا ہوں تم گواہ ہو، یتیمی علم کا زمانہ ہے، ظاہری حقیقتوں کا بھی کسی کو ادراک نہیں

!!

حضرت جعفر صادقؑ آل محمدؐ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں۔

سبحة کربلا ثلاثۃ و ثلاثون حبة

فرماتے ہیں کہ کربلا کی خاکِ شفاء کی بیج کے تینتیس 33 دانے ہونے چاہئیں، میں

نے بڑے بڑوں کو ٹٹولا ہے۔ یہ تینتیس 33 مولّا نے کیوں کہے ہیں؟! نہیں پتہ؟ پھر بتاؤں گا



تب تک آپ علماء سے پوچھتے رہنا، پھر میں پوچھوں گا کیا بتایا گیا؟!! ایک منٹ، ایک منٹ، اب سوال یہ ہے؟

ٹھیک ہے بتاتا ہوں! حالانکہ جو تسبیح پڑھی جاتی ہے پہلے کیا پڑھا جاتا ہے اللہ اکبر چونتیس 34 مرتبہ پڑھا جاتا ہے، تو مولّا نے چونتیس 34 کیوں نہیں کہے؟!

اس میں بھی بڑے اسرار ہیں، پھر کبھی پوری مجلس اس کی علت پہ پڑھوں گا، اب صرف ایک یاد دہانتیں بتا دیتا ہوں۔

اگر مولّا کہتے کہ چونتیس 34 دانے ہونے چاہئیں اور چونتیس 34 دانے رکھنا۔ چلو ”اللہ اکبر“ تو ہم چونتیس 34 دانوں پر پڑھ لیتے ہیں۔ پھر الحمد للہ تینتیس 33 دفعہ ہے اور ایک دانہ خالی جاتا، غیرت ولایت کو خاک شفاء کا خالی دانہ گوارہ نہیں!! آج تمہارا محلہ ڈھیلا لگ رہا ہے!! چلونیت پہ اعتبار کر لیتا ہوں!

میری طرف دیکھنا، یاد دلادیا تم نے، جن کو نہیں پتہ وہ جان لیں تسبیح سیدہ علیہ السلام تو کہلاتی ہے۔ یہ بی بی علیہ السلام کی تسبیح پڑھی کب گئی ہے؟!

اعلان ہوانا! جس کے گھر ستارہ اترے گا وہی داماد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہوگا اور وصی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔

میں سارا نہیں دہرانا چاہتا، میں نے اپنی منزل کی طرف بڑھنا ہے بس زہرہ نے ساحتِ فلک کو چھوڑا، زہرا علیہ السلام نے دیکھا اور پڑھنا شروع کیا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اترنے تک چونتیس دفعہ بی بی علیہ السلام پڑھ چکی تھیں۔ اللہ اکبر کہ ستارہ ب دہلیز مرتضیٰ پہ اتر گیا۔ بی بی علیہ السلام نے کہنا شروع کیا الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ یہ سوچنے والی بات ہے جو نبی پتہ



چلا کہ میرے حاکم علی ہیں، بتول علیہ السلام نے پڑھنا شروع کیا۔ الحمد للہ اور جس کی کنیزی پہ بتول علیہ السلام الحمد واجب ہو جائے، تینتیس 33 دفعہ پڑھا۔ الحمد للہ اور اتنی دیر ستارہ دلیز مرتضیٰ پہ رکا رہا۔ پھر اس نے بلند ہونا شروع کیا۔ بی بی علیہ السلام نے کہنا شروع کیا سبحان اللہ سبحان اللہ۔ تب سنت الہیہ ہوگی۔ چیز بلندی سے زمین پر آئے تو اللہ اکبر کوئی معراج پہ آئے تو سبحان اللہ الذی اسری.....

ایک تو یہی وجہ تھی اگر چونتیس 34 دفعہ کہوں تو ایک دانہ خالی جائے گا۔ اور یہ بات نہ مشیت الہی کو گوارہ۔ اس لئے کہا ایک بار خالی پڑھ لیا کرو اللہ اکبر۔ باقی تینتیس 33 دانے گھمایا کرو پھر تینتیس 33 مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو۔ پھر تینتیس 33 دفعہ سبحان اللہ۔ تینتیس 33 تینتیس 33 تینتیس 33 کو جمع کرو تو ننانوے 99 بنتا ہے اور اتنے ہی اللہ کے اسمائے حسنی ہیں!!

بتانا یہ چاہتے تھے میرے امام کہ اس خاک میں اس کے نام چھپے ہوئے ہیں!! وہ ”الحمد للہ“ مجھے بھی یقین ہے کہ پہلے نہیں سنی۔ مولّا کی جوتی کا صدقہ مجھے خود ہی یقین ہے کہ واقعی کسی نے نہیں سنی۔

سر اٹھانا! اسی سرکار کا فرمان ہے اور من لا یحضر الفیقہ تک میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے لکھی۔

ان السجود علی طین قبر الحسین ینور الی الارض السابعة ☆
فرمایا جب کوئی کر بلا کی خاک شفاء پہ سجدہ کرتا ہے، ایک سجدہ ساتویں زمین تک کو نورانی کر دیتا ہے۔ اب میں اس کی تشریح کرنے لگا ہوں تو پھر عشرہ چاہیے۔ خاک کو تو نور کی ضد



بنا کے پیش کرتے ہیں۔

یہ تو حسین کی کریمی تھی کہ آپ نے ہل من ناصر کہہ دیا وہ تیری میری مدد کے محتاج تھے؟۔ انہیں ہمارے استغاثہ کے جواب کی ضرورت تھی؟۔ یہ وہی حسین ہے جب حسین نے احرام توڑے پوری فضا اور آسمان بھر گئے، فرشتوں سے، جبرائیل آگے آگے تھا۔

امرونا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆
ہمیں حکم دیجیے

جنات الگ، روحانی الگ، کروبی الگ، مقرب الگ، ساری مخلوق، حسین نے باقی مخلوق کو تو جواب کے قابل نہیں سمجھا، جبرائیل سے کہا ان کو تو چھوڑو۔

لماذا جئت؟

جبرائیل تو کیوں آیا ہے۔

جنت لنصر تک یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں آپ کی نصرت کے لئے آیا ہوں!

کبھی غضب میں نہ آنے والے حسین جلال میں آ کے رحل زین میں رکابوں پہ زور دے کے کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

☆ جنت لنصرتی

تو میری مدد کو آیا ہے۔

☆ لما كنت ناصر الربی

تو میری مدد کرے گا میں تو اپنے اللہ کا مددگار ہوں۔



حسینؑ تو یہ چاہتے تھے کہ جو اپنے اجداد کی پشتوں میں ہے کوئی مجھے لبیک کہہ دے۔
جس جس نے تم میں سے لبیک کہی تھی غضنفر عباس ہاشمی عالمانہ ضمانت سے اعلان کرتا ہے اس
کا نام حسینؑ نے کر بلا کے شہیدوں میں لکھ لیا ہے!!

کسی نے بحث کرنی ہے کر لے۔ جس نے مناظرہ کرنا ہے کر لے جس جس نطفہ نے
بھی لبیک کہی، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ ہلمو الحج کہا جس نے
لبیک کہی وہی حج پہ جائے گا اور جتنی دفعہ کہی اتنی دفعہ جائے گا!!

ایسے ہی جس نے حسینؑ کے استغاثہ پر لبیک کہی وہی کر بلا جائے گا۔ جس نے جتنی
دفعہ لبیک کہی اتنی دفعہ ہی کر بلا جائے گا اور حسینؑ نے اس کا نام لکھ لیا۔ اور وہ حسینؑ اتنا کریم ہے
نا! بات آگئی ہے سامنے، میں جلدی جلدی سنانے کی کوشش کرتا ہوں۔

ایک دفعہ بنگال کا سید گیا کر بلا، اس کی نیت تھی کہ میں نے وہیں دفن ہونا ہے، وہ بات
بڑی لمبی ہے اسے میں چھوڑ رہا ہوں۔ مولانا نے خدام کو پابند کیا کہ ایک سید آ رہا ہے اس کی یہ نشانی
اور حلیہ ہے۔ خادم نے کہا کہ مولانا حسینؑ کا حکم ہے آپ نے رات حرم میں رہنا ہے، کہا ٹھیک ہے،
اب بیٹھا ہے۔

اب دیکھتا ہے۔ میں رک گیا ہوں تاکہ اپنے آپ کو سنبھال لوں اور پھر میں جملہ کہہ
سکوں ورنہ مجھے رخ موڑنا پڑ جائے گا۔ پتہ نہیں ابھی میں نے کتنا کہنا ہے۔ اور دل تو میرا بہت
کچھ کہنے کو تھا۔ اس نے دیکھا کہ قافلہ آیا ہے۔ باہر اتر رہا ہے، اونٹوں گھوڑوں کا زمانہ تھا۔ اونٹوں
کی بلبلاہٹ کی آواز آرہی ہے۔ سلطان کر بلا کی کرسی لگ گئی اور وہ دیکھ رہا ہے! فرشتے آتے
ہیں فہرست پیش کرتے ہیں مولانا آج یہ یہ زائر آئے۔ مولانا نے فہرست پہ نظر ڈالی اتفاق یہ تھا، یہ



پہلے بتا دوں وہ جوائنٹ کرائے پہ لایا تھا وہ نصرانی تھا، عیسائی تھا۔ وہ مولّا کے حرم میں نہیں آیا، دور اپنے اونٹوں کے پاس بیٹھا رہا۔ مولّا نے فہرست پہ نظر ڈالی فرشتوں سے کہا، فہرست ناقص ہے ادھوری ہے۔

فرشتے دوڑے دائیں، بائیں آگے پیچھے پھر آئے نظر ثانی فرمائیے! دیکھے بغیر فرمایا: ادھوری ہے، پھر بھاگے لوٹ کر آئے قدموں پر گرے۔ مولّا اگر کوئی بچہ ماں کے شکم میں تھا تو ہم نے اس کا نام بھی تیرے زائچہ کی فہرست میں لکھ لیا۔
مولّا نے فرمایا ادھوری ہے، ہاتھ جوڑ کے، سرکار ہمارا علم تو آدم کے علم سے کم ہے۔ تو وجہ تخلیق آدم ہے!!

اگر کوئی ہم سے رہ گیا ہے تو پھر آپ خود ہی بتائیں!!
فرمایا وہ جوائنٹ والا ہے، اس کا نام لکھا؟ عرض کیا مولّا وہ عیسائی ہے، مسلمان ہی نہیں، اور وہ حرم میں آیا ہی نہیں۔

ذوالجلال کے چہرے پر سرخی جلال آئی اور فرمایا:

اما نزل بسا حتا؟؟

کیا وہ ہمارے شہر میں آیا نہیں؟!

جواپے شہر میں آئے ہوئے نصرانی کو محروم نہیں کرتا۔

ساتویں زمین تک نورانی کر دیتا ہے، خاک شفاء پر کیا ہوا ایک سجدہ!

بھول گئے ہو، اب دیکھیں ہر چیز میں مثلاً جو چیز سرد ہے وہ گرم نہیں اور جو گرم ہے اس میں سردی نہیں۔ جس چیز میں رطوبت ہے اس میں خشکی نہیں جس چیز میں میس ہے اس میں



رطوبت نہیں ہے۔ ایسا ہوتا ہے؟! جو چیز نیچے ہے وہ اوپر نہیں جاسکتی، جو چیز اوپر ہے۔۔۔! میرے جو ہمیشہ کے سامعین ہیں وہ تھکنا شروع ہو گئے ہیں۔ تو نئے والوں سے کیا گلہ ہے؟! یہی سن لو اور بس۔

جو اوپر ہو وہ نیچے نہیں آئے گی یہی قانون ہے!!
اور خاکِ شفاء کی ایک صفت تو یہ ہے کہ وہ ساتویں زمین تک کو منور کر دیتی ہے۔ تم پہلی زمین پہ ہو چھ نیچے ہیں۔

ان السجود علی طین قبر ابی عبد اللہ یخرق الحجب السبعة ☆
حسینؑ کی تربت پہ ایک سجدہ ساتویں حجابات کو پھاڑ کے نکل جاتا ہے چونکہ واقعہ کربلا حادثہ نہیں بلکہ یہ ازل کا معاہدہ ہے حسینؑ اور خدا کے درمیان۔ میں پوری ضمانت سے کہہ رہا ہوں عالمانہ ضمانت سے۔ عالم ذراول میں جب حسینؑ نے معاہدہ کر لیا اللہ سے، تو اللہ نے کہا کون کون ہوگا تیرے ساتھ؟!

فرمایا! ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔

اسی وقت حسینؑ کی روح نے کہا ”هل من ناصر“
سب سے پہلے میں یہ بتانے لگا ہوں لیک کس نے کی ہے۔
سب سے پہلے عباسؑ نے کہا ”لیک“

جو بتا چکا ہوں، اسے چھوڑو، اسے ذہن میں تازہ کر لیا کرو۔ اب تمہارے دل میں یہ شک تھا کہ غففر عباسؑ ہاشمی مبالغہ کرتا ہے۔ تمہیں اب یقین آ جانا چاہیے کہ مولّا نے میرے سینہ میں کیا رکھا ہے؟!



اب اسی حدیث پہ عشرہ چاہیے! ایک سجدہ سات حجابات کو ”یخرق“ پھاڑ کر نکل جاتا ہے۔ اچھا آؤ مولانا پتہ چلے گا آپ کو ذاتی علم کیا ہوتا ہے اور ان کی عطا کیا ہوتا ہے۔ میں نے شروح احادیث کے اوراق اُلٹنا شروع کئے، سات حجابات چیر کے نکل جاتا ہے، کیا مطلب!! کسی نے لکھا سات گناہان کبیرہ ہیں ان کو دھو دیتا ہے۔ ان کو تو دھونا ہی ہے لیکن میرے اندر نے نہیں مانا کہ حجابات ہیں۔ کسی نے لکھا سات آسمانوں کو چیر کے نکل جاتا ہے، میں نے اس کو بھی حجاب نہیں مانا، میری تحقیق میں حجاب سات قسم کے ہیں! ایسے نہیں کہا ہے زبان عصمت کی دعاؤں کے ذریعے میری تحقیق اختتام کو پہنچی ہے!

☆ اسئلک باسم الذی مکتوب علی سرادقات العرش

پالنے والے! تجھے تیرے اس اسم کا واسطہ جو عرش پہ لکھا ہوا ہے۔

جاگ رہا ہے ناہر بندہ، قوت خرید ہے ہر بندہ میں، آمادہ ہے ہر سامع، تو اب اس روشنی میں میں نے کہا سات قسم کے حجاب، میری طرف دیکھنا:

حجابات جلال حجابات جمال حجابات عرش حجابات کرسی حجابات لوح حجابات قلم اور حجابات اکبر۔

اور میرے حسین کے شہر کی خاک کا ایک سجدہ جلال کے حجاب پھاڑ دیتا ہے جمال کے حجاب پھاڑ دیتا ہے کرسی کے حجاب پھاڑ دیتا ہے عرش کے حجاب پھاڑ دیتا ہے لوح کے حجاب پھاڑ دیتا ہے قلم کے حجاب پھاڑ دیتا ہے لوح و قلم نے نہ بھی لکھا ہو، یہ حجاب پھاڑ دیتا ہے۔

ایک سجدہ تربت کر بلا کا لوح و قلم کے حجاب پھاڑتا چلا جاتا ہے۔ یہ حسین کا ہی مزاج ہے۔ بچپن میں جو چیز لوح پہ نہیں لکھی ہوتی۔۔۔۔۔ سجدہ ایک ہے۔ ادھر سا تو میں زمین تک نور

شہر کی جو خاک ہے۔۔۔۔۔۔ یہ خاک ہے اس کے شہر کی جو بیک وقت ساتوں زمینوں کو نوردے رہی ہے ساتوں جبابوں کو چیر رہی ہے۔ اور پوری کائنات میں خدا کو چھوڑ کے اعلان کر رہی ہے۔

ہے کوئی حسین جیسا؟

ابھی میں ایک جملہ بولوں کا کلبے چر بول جائیں گے۔ بس ٹھیک ہے جو میں دیتا رہوں لیتے

رہو۔

یہ حقائق علم کے پہاڑوں سے برداشت نہیں ہوئے۔ مکمل بھی ایسے ہی اترایا تھا۔ اور امیر کائنات سے عرض کیا علی آج تو اکٹھے ہیں۔

اردفہ امیر المومنینؒ کبھی کبھار کمیل کو اپنی سواری پر اپنے ساتھ بٹھالیا کرتے تھے

تواترایا۔

مولّا آج تو ہم اکیلے ہیں بتا دیں حقیقت کیا ہے؟!

مولاً حقیقت بتا دیں چہرے پر سرخی آئی۔

مالک والحقیقة؟!

تجھے حقیقت سے کیا لینا دینا۔

چھ 6 آدمی ہیں جو محرم اسرار امیر المومنین کہلاتے ہیں اور چھٹا جناب کمال ہے۔

انہیں گھمنڈ تھا، عرض کرتے ہیں:



اولست صاحب سرک؟!

مولّا کیا میں آپ کا ہم راز نہیں؟!

فرمایا! اگر دیگ کے ڈھکنے سے چند قطرے زمین پر گر پڑیں تو زمین یہ کہتی ہے کہ دیگ کا سارا کچھ میرے اندر آ گیا۔ بس یہیں سے سوچ لو، تصور اگر کر سکتے ہو! کر لو! یہ تو میں خاک بتا رہا ہوں حسین کے شہر کی۔

محاورہ ہے کہ فلاں بندے پر یہ مجھ پر کسی خاک کا قرض ہے۔ میں اس خاک کا مقروض ہوں، وہ (اللہ) کا خاک کر بلا کا مقروض ہے، وہ مقروض ہے۔ قرآن پڑھ۔

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا (سورة بقرہ 245)

یہ آیت دودھاری تلوار ہے ادھر بھی، ادھر بھی، یہ عوام کے لئے بھی ہے خواص ہی نہیں، ایک خاص کے لئے بھی ہے۔ کون ہے وہ جو اللہ کو قرض دیتا ہے۔

کون ہے وہ اچھا یہ جو گھر ہے چودہ والا یہ قرآن کو وجود قرآن سے پہلے جانتے ہیں! ہے ایمان؟ میں ذرا شکی مزاج ہوں، جو انہیں یہ مانتے ہو ہاتھ اٹھاؤ۔

صاف ظاہر ہے جانتے ہیں تو نزول سے دس دس سال پہلے پڑھ دیتے ہیں تو حسین بھی جانتے تھے۔ اللہ نے قرآن میں ایک کلیہ دیا ہے سورۃ نساء کو پڑھنا طبیعت میں عجلت ہو قرآن ابھی لاؤ۔

وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا (سورة النساء 86)

جب تمہیں کوئی تحنہ دیا جائے اس سے بہتر لوٹاؤ، جب میں اپنی بانہیں پھیلاتا ہوں تو خاموش لفظوں میں اعلان کر رہا ہوتا ہوں کہ پوری کائنات سما سکتی ہے ان بانہوں میں آؤ اور اس



سینہ سے نکال لو جو نکالنا چاہتے ہو! سراٹھاؤ۔

اس سے بہتر لوٹاؤ یا وہی لوٹاؤ اللہ نے یہ قانون بنایا پس یہ سن لو اور جاؤ حسین اٹھے اس عالم میں پالنے والے میں ایک نہیں تجھے کئی تحفے دوں گا جو آج رات جنت کا منہ چڑانا چاہتا ہے وہ آج رات اپنی سماعت مجھے مستعار دے۔

میرے اللہ میں ایک نہیں کئی تحفے دوں گا۔ حسین میں اس سے بہتر لوٹاؤں گا! گنو!

اے میرے اللہ میں تجھے تیرا قبلہ بچا کے دوں گا ”کعبہ“

اللہ نے کہا میں اس سے بہتر دوں گا میں تیری زمین خاک کر بلا کو کعبہ سے افضل

بنادوں گا۔

و ما فضلت الكعبة الا الابرة التي اغمضت في البحر ۝

جس طرح سوئی کی نوک کو سمندر کے پانی سے تڑک کر لیا جائے وہ سوئی کی نوک کعبہ ہوگا

اور سمندر کر بلا ہوگی۔

حسینؑ نے کہا دوسرا تحفہ میں تجھے قرآن بچا کے دوں گا اللہ نے کہا میں بہتر لوٹاؤں گا

میں تیرا بھی پروردگار ہوں میں بہتر دوں گا قرآن کو قصیدہ بنادوں گا تیرا، اور قرآن کو تیرے ساتھ

رہنے کا ایسا پابند کروں گا۔۔۔۔۔

میں کہتا ہوں ”واہ“ مرنے کے بعد بھی سانس نہیں چھوڑے گا، نوک سناں پہ بھی ساتھ

نہیں چھوڑے گا۔

حسینؑ نے کہا میں تجھے نماز بچا کے دوں گا، اللہ کہتا ہے میں بہتر دوں گا۔ کائناتِ عالم

کے سب سے بڑے نمازی کی نماز تیری مرضی کی محتاج ہوگی۔ تو اترے گا تو نماز ختم ہوگی۔۔۔۔۔



کہا میں اس سے بہتر دوں گا، کائنات کے سب سے بڑے نمازی کی نماز تیری مرضی کی پابند ہوگی، تو اترے گا تو سر اٹھے گا۔

اپنے آپ سے پوچھ کے بناؤ، قوت خرید ہے؟ تو سنو!

حسینؑ کہتا گیا وہ بہتر دیتا گیا۔

حسینؑ اپنی حسینیّت سے باہر آیا۔ میں چیلنج کر رہا ہوں منبر کی تاریخ کو، جب سے اس خاندان کے ذکر کے منبر پہنچے لگے ہیں تاریخ میں مثال لاؤ، غضنفر عباس ہاشمی سے پہلے یہ جملہ کسی نے کہا ہو؟ شہ رگ کٹاؤں گا۔

حسینؑ اپنی حسینیّت سے باہر آیا مجدد کر کے کہا:

مالک! لے تحفہ!

دے حسینؑ

میں تجھے تیری توحید بچا کے دوں گا۔

آواز قدرت آئی حسینؑ توحید سے بہتر شے کوئی نہیں، دو خدا ہو ہی نہیں سکتے!

تو پالنے والے میرا تحفہ ضائع؟

نہیں نہیں، ضائع نہیں میں قرآن میں سند دے دیتا ہوں۔

۲۴۳ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرہ: ۵۴۲)

میں تیرا مقروض ہو گیا!

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝





خسروی جبر یہاں کاشت نہیں کر سکتی
کربلا تاج کو برداشت نہیں کر سکتی

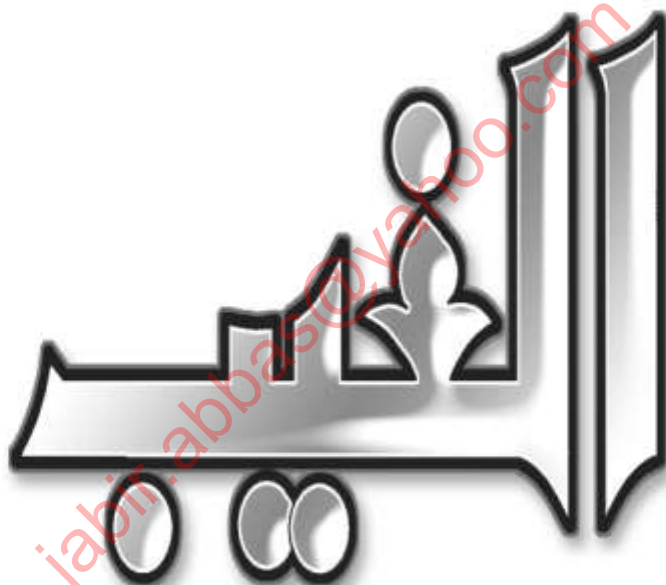
﴿ جوئے ملیح آبادی ﴾



سلطان العلماء
علامہ غضنفر عباس ہاشمی تونسوی
کی زیر طبع کتب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سلطان العلماء
علامہ غضنفر عباس ہاشمی تونسوی
کی زیر طبع کتب



پیشکش کردہ کتابیں: ۱۔ فلسفہ و منطق ۲۔ تاریخ و جغرافیہ

سلطان العلماء
علامہ غضنفر عباس ہاشمی تونسوی
کی زیر طبع کتب

امام مصباح
تہذیب و تنزیہ

شہزادی زینبؑ پر مجموعہ تقاریر